یاایُّھاالَّذِینَ آمَنُو قُوْاانُفُسَکُمْ وَاھلِیُکُمْ نَاراً

اصلاحِ خواتین

عورتوں کی اصلاح سے متعلق جامع کتاب

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

انتخاب و ترتیب

محمد زید مظاہری ندوی
استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

ناشر
ادارہ افادات اشرفیہ دوبگّا ہردوئی روڈ لکھنؤ

تفصیلات

نام کتاب　　اصلاحِ خواتین

افادات　　حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

مرتب　　محمد زید مظاہری ندوی

صفحات　　۳۲۰

ویب سائٹ............WWW.alislahonline.com

قیمت　　۱۵۰/روپئے

اشاعت سوم　　۱۴۳۳ھ

ملنے کے پتے

☆ دیوبند وسہارنپور کے تمام کتب خانے

☆ مکتبہ ندویہ ندوۃ العلماء لکھنؤ

☆ مکتبہ اشرفیہ، اشرف المدارس ہردوئی

☆ مکتبہ رحمانیہ، ہتورا، باندہ

☆ مکتبہ الفرقان نظیر آباد لکھنؤ

اجمالی فہرست اصلاح خواتین

فہرست کتاب

باب۳

باب۴

فصل

باب ۷

باب ۸

باب ۹

فصل

باب ۱۴

باب ۱۵

باب ۱۷

باب ۱۸

فصل

باب ۱۹

باب ۲۰

فصل (۱)

فصل (۲)

فصل (۳)

فصل (۴)

☆☆☆
☆☆
☆

رائے عالی

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

فاضل عزیز مولوی محمد زید مظاہری ندوی مدرس جامعہ عربیہ ہتورا (بارك الله في حياته وفي افادته) نے جو حضرت حکیم الامت کے افادات وارشادات اور تحقیقات ونظریات کو مختلف عنوانوں اور موضوعات کے ماتحت اس طرح جمع کررہے ہیں کہ حضرت کے علوم وافادات کا ایک دائرۃ المعارف (انسائیکلوپیڈیا) تیار ہوتا جارہا ہے......

ان خصوصیات اور افادیت کی بنا پر عزیز گرامی قدر مولوی محمد زید مظاہری ندوی نہ صرف تھانوی اور دیوبندی حلقہ کی طرف سے بلکہ تمام سلیم الطبع اور صحیح الفکر حق شناسوں اور قدر دانوں کی طرف سے بھی شکریہ اور دعاء کے مستحق ہیں۔

اور اسی کے ساتھ اور اس سے کچھ زیادہ ہی داعی الی اللہ اور عالم ربانی مولانا قاری سید صدیق احمد باندوی سرپرست جامعہ عربیہ ہتورا باندہ (یوپی) اس سے زیادہ شکریہ اور دعاء کے مستحق ہیں جن کی سرپرستی اور نگرانی، ہمت افزائی اور قدردانی کے سایہ میں ایسے مفید اور قابل قدر کام اور ان کے زیر اہتمام دانش گاہ اور تربیت گاہ میں انجام پارہے ہیں۔ اطال الله بقائه وعمم نفعه جزاه الله خيرا۔

ابوالحسن علی ندوی

دائرہ شاہ علم اللہ حسنی رائے بریلی ۱۷/ ذی الحجہ ۱۴۱۵ھ

دعائیہ کلمات

عارف باللہ حضرت مولانا سید صدیق احمد صاحب باندوی رحمۃ اللہ علیہ
بانی جامعہ عربیہ ھتورا باندہ (یوپی)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حکیم الامت حضرت مولانا ومقتدانا الشاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بزمانہ طالب علمی اکابرامت نے اس کا اندازہ لگالیا تھا کہ آگے چل کر مسند ارشاد پر متمکن ہوکر مرجع خلائق ہوں گے اور ہر عام وخاص ان کے فیوض وبرکات سے متمتع ہوں گے۔ چنانچہ حضرت اقدس کے کارہائے نمایاں نے اساطین امت کے اس خیال کی تصدیق کی، کہنے والے نے سچ کہا ہے۔

”قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید“

خداوند قدوس نے حضرت والا کو تجدید اور احیاء سنت کے جس اعلی مقام پر فائز فرمایا تھا اس کی اس دور میں نظیر نہیں۔

آج بھی مخلوق حضرت کی تصنیفات وارشادات عالیہ اور موعظ حسنہ سے فیضیاب ہورہی ہے، حضرت کے علوم ومعارف کے سلسلہ میں مختلف عنوان سے ہندو پاک میں کام ہورہا ہے، لیکن بجاطور پر کہا جاسکتا ہے کہ اللہ پاک نے محض اپنے فضل سے عزیزی مولوی مفتی محمد زید سلمہ مدرس جامعہ عربیہ ہتورا کو جس نرالے انداز سے کام کی توفیق عطا فرمائی اس جامعیت کے ساتھ ابھی تک کام نہیں ہوا تھا اس سلسلہ کی تین درجن سے زائد ان کی تصانیف ہیں۔ بارگاہ ایزدی میں دعا ہے کہ اس کو قبولیت تامہ عطا فرمائے اور مزید توفیق نصیب فرمائے۔

احقر صدیق احمد غفرلہ　　　　خادم جامعہ عربیہ ہتورا باندہ (یوپی)

عرض مرتب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمداللہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد

کسی بھی قوم یا معاشرہ کی اصلاح میں خواتین کا جو کردار ہوتا ہے وہ کسی ہوش مند پر مخفی نہیں، معاشرہ کی اصلاح وفساد غور کر کے اگر دیکھا جائے تو عورتوں ہی پر مبنی ہے، بچے ماؤں کی گود میں پلتے ہیں، ان کی ذہنی وفکری تربیت کا سب سے پہلا مکتب ان کی گود ہی ہوتی ہے، بچے بڑے ہوتے ہیں رہن سہن، خورد نوش اٹھنے بیٹھنے، رفتار گفتار، لباس و پوشاک میں اسی رخ پر چلتے ہیں جس رخ پر ان کی ماں ان کو چلانا چاہتی ہے، بلکہ یوں کہئے کہ پورا گھر، پورا خاندان عورتوں ہی کی ماتحتی میں رہتا ہے، گھر کی معمولی سے معمولی جزئیات میں بھی عورتوں ہی کی حکومت ہوتی ہے، رسوم رواج کی بنیاد بھی یہی عورتیں ہی ہوتی ہیں، بہت سی عورتیں اپنے مردوں پر بھی حاکم ہوتی ہیں، مرد کسی مسئلہ میں اگر مزاحمت کرتا ہے تو وہ اس پر بھی غالب آنے کی پوری کوشش کرتی ہیں، عورت اگر دیندار ہے تو فاسق مرد کو بھی دیندار پابند شرع بنادے گی اور عورت اگر بے دین ہے تو صالح مرد کو بھی فاسقوں کی صف میں لاکر کھڑا کردے گی، الغرض پورے معاشرے پر عملاً عورتوں ہی کی حکمرانی ہوتی ہے اور پورے معاشرہ کی چکی انہیں کے اردگرد گھومتی ہے، ایک عورت کی اصلاح گویا پورے خاندان اور معاشرہ کی اصلاح ہے، ایک عورت کا بگاڑ پورے ایک خاندان کا بگاڑ ہے، اس لئے مردوں کے مقابلہ میں عورتوں کی اصلاح زیادہ ضروری سمجھی گئی ہے، لیکن جس قدر عورتوں کی اصلاح زیادہ ضروری ہے اتنی ہی زیادہ دشوار بھی ہے، مرد تو بزرگوں کی خدمت میں جاکر ان کی صحبت میں رہ کر اپنی اصلاح کرالیتے ہیں، تبلیغی پرگراموں

میں اور دینی جلسوں میں شرکت کر کے بہت سی اصلاحی باتیں سن کر اپنی اصلاح کی طرف توجہ کر لیتے ہیں، عورتوں کو ایسے مواقع کم میسر آتے ہیں، اس لئے ان کی اصلاح بھی کم ہوتی ہے، اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی اصلاح کے لئے مستقل مجلس منعقد فرما کر وعظ فرمایا کرتے تھے، ہمارے اسلاف ومشائخ بھی عورتوں کی اصلاح کی طرف سے غافل نہ تھے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، انہوں نے اپنی پوری زندگی میں عورتوں کی اصلاح کی طرف خصوصی توجہ فرمائی ایک طرف تو عورتوں سے متعلق ضروری مسائل پر مشتمل ''بہشتی زیور'' جیسی کتاب تصنیف فرمائی، جس میں مسائل کے علاوہ فضائل اور اخلاق وتربیت سے متعلق بھی مضامین ہیں، دوسری طرف مختلف موقعوں پر عورتوں کے مجمع میں خاص طور پر عورتوں ہی کی اصلاح سے متعلق وعظ فرمائے، جس میں عورتوں کی ظاہری، باطنی، اخلاق وعادات کی اصلاح اور جن امراض وعیوب میں عورتیں بکثرت مبتلا رہتی ہیں ان کی اصلاح کی طرف توجہ دلائی، اور اصلاح معاشرہ کی جتنی بنیادیں ہیں یا اصلاح معاشرہ کے دائرہ کے جتنے اہم عناوین ہیں ان کو کافی بسط وتفصیل سے حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے بیان فرمایا، اسی بسط وتفصیل کی وجہ سے مواعظ میں بیان کئے گئے یہ مضامین بہشتی زیور سے بھی زیادہ اہمیت وافادیت رکھتے ہیں، لیکن حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے بیان کردہ یہ مضامین ان کے سیکڑوں مواعظ میں منتشر تھے، جن کو سمیٹنا اور یکجا کر کے مرتب کرنا ایک اہم کام تھا، اللہ کا شکر واحسان ہے کہ اس نے محض اپنے فضل وکرم سے اس کام کو کرنے کی اپنے حقیر بندہ کو توفیق عطا فرمائی، چنانچہ احقر نے اس نوع کے سارے مضامین جمع کر کے مختلف عناوین کے تحت علیحدہ علیحدہ مرتب کئے، اس طرح اصلاح معاشرہ

کے موضوع کے کئی مجموعے تیار ہوگئے۔

(۱) اسلامی شادی جس میں بیاہ شادی سے متعلق جملہ مضامین الف سے لے کر یا تک تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔

(۲) ''تحفہ زوجین'' میں حقوق زوجین اوران کی معاشرتی زندگی نیز ساس بہو سے متعلق ضروری مضامین جمع کئے گئے ہیں۔

(۳) احکام پردہ عقل ونقل کی روشنی میں۔

(۴) تربیت اولاد اسلامی طریقہ کے مطابق۔

(۵) اسلامی تہذیب وآداب زندگی، (جس میں سلام کلام، مہمانی ومیزبانی وغیرہ کے آداب جمع کئے گئے ہیں)۔

(۶) حقوق المال (اس میں مال خرچ کرنے کے طریقے نیز وصیت، میراث ھبہ وغیرہ سے متعلق بھی ضروری باتیں جمع کی گئی ہیں)۔

(۷) اسی سلسلہ کی ایک کڑی یہ کتاب ''اصلاح خواتین'' بھی ہے جس میں عورتوں کی اصلاح اخلاق وعادات سے متعلق، خصوصاً ان میں پائے جانے والے عیوب ومنکرات کی اصلاح سے متعلق ضروری باتیں جمع کی گئی ہیں اور دین کے جملہ شعبوں عقائدوعبادات، معاملات، معاشرت، اخلاق وآداب کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ اللہ کی ذات سے قوی امید ہے کہ اس کتاب کا (جو حضرت تھانویؒ کے مضامین کا مجموعہ ہے) عورتوں کو پڑھانا، اجتماعات میں سنانا ان شاء اللہ عورتوں کی اصلاح کے لئے ضرور مفید ومعاون ثابت ہوگا۔

حضرت مولانا سید صدیق احمد صاحب باندویؒ نے اپنے بعض مکاتیب میں اصلاح معاشرہ کے لئے اور اصلاح معاشرہ کا کام کرنے والوں کے لئے خاص طور پر مندرجہ بالا کتب کو دیکھنے کی ترغیب فرمائی ہے، مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے

پوری زندگی کو اسلامی سانچہ میں ڈھالنے کے لئے حضرت تھانویؒ کے مواعظ (جن سے اس کتاب کے مضامین ماخوذ ہیں) کو پڑھنے کی بار بار ہدایت فرمائی ہے۔ اصلاح معاشرہ کا کام کرنے والوں کو اپنے پیش نظر ان کتابوں کا رکھنا انشاءاللہ مفید ہوگا تا کہ اصلاح معاشرہ کے حدود وقیود کا ان کو علم ہو سکے اور اس کی روشنی میں وہ اصلاح معاشرہ کا کام کر سکیں۔ اور ضرورت کے موافق دوسری زبانوں میں بھی اس کی اشاعت کر سکیں۔

موجودہ زمانہ میں لڑکیوں کی تعلیم کا غلبہ اور زور ہے جگہ جگہ عالم کورس[۱] کیلئے مدارس قائم ہیں جن میں بچیاں پڑھتی ہیں، دارالاقامہ میں رہتی بھی ہیں لیکن بہت سے عقلاء و تجربہ کاروں کا کہنا ہے کہ ایسی بچیاں جو عربی تعلیم اور عالم کورس کر کے آتی ہیں وہ بہت سی بداخلاقیوں کا شکار ہوتی ہیں۔ مثلاً ان میں تکبر و تعلّی اور ریا کا جذبہ غالب ہونے لگتا ہے، ان میں تواضع وعبدیت اور خدمت کا جذبہ مفقود ہونے لگتا ہے، گھر والوں کے ساتھ حسن معاشرت اور اپنے شوہر کی خدمت واطاعت کا جذبہ بھی ان میں دوسری عورتوں کے مقابلہ میں کم ہوتا ہے۔ یہ بات کس علاقہ میں اور کس حد تک صحیح ہے۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

لیکن اگر یہ بات کسی حد تک صحیح بھی ہے تو اس کا علاج یہ نہیں ہے کہ سرے سے ان کی دینی تعلیم ہی کی مخالفت کی جائے، سیکڑوں برائیوں کے باوجود کالج کی انگریزی تعلیم اور بے حیائی و بے پردگی کے ماحول سے ہزار درجہ ان طالبات کا ماحول اچھا ہے، رہی ان میں پائی جانے والی کوتاہیاں تو اس کا صحیح حل یہ ہے کہ یہ دیکھا جائے ان طالبات میں جو خرابیاں وکوتاہیاں جن کی لوگوں کو شکایت ہے کس نوع کی ہیں، اور ان کی اصلاح اور تدارک کا کیا طریقہ ہے، بڑا سے بڑا کوئی بھی باطنی مرض ہو لاعلاج نہیں۔

---

[۱] اس کتاب میں عورتوں کے نصابِ تعلیم اور نظام تعلیم سے متعلق تفصیلی کلام ہے (ملاحظہ ہو ص ۲۸۸ تا ۳۲۰)

اس مجموعہ میں حضرت تھانویؒ کے ایسے ہی مضامین کو جمع کیا گیا ہے جس کا تعلق عورتوں کے اخلاق وعادات کی اصلاح سے ہے، میں سمجھتا ہوں کہ دینی تعلیم حاصل کرنے والی طالبات کی طرف سے جو شکوہ لوگوں کو ہے، حضرت تھانویؒ کی اس کتاب کو بار بار پڑھنے ،سنانے سے انشاء اللہ اس کا تدارک ہوسکتا ہے۔اس لئے اس نوع کے تمام دینی اداروں میں جہاں دینی تعلیم ہوتی ہے ان کتابوں کو نصاب میں داخل کرنا گو مطالعہ ہی کی حد تک ہو اور بار باران مضامین کا پڑھنا سنانا انشاء اللہ ضرور اپنا رنگ لائے گا۔

آج سے تقریباً اکیس سال قبل یہ کتاب اصلاح خواتین شائع ہوئی تھی ، پاکستان میں اس کے کئی ایڈیشن مختلف مکتبوں سے شائع ہوئے ،بعض مدارس میں داخل نصاب بھی کی گئی۔ پاکستان سے دوسروے ملکوں میں بھی مدارس میں گئی اور وہاں کی طالبات کے نصاب میں داخل کی گئی۔اب تک اس کی طباعت پرانی کتابت کے ساتھ ہو رہی تھی۔الحمد للہ یہ جدید ایڈیشن کمپوزنگ کے ساتھ آرہا ہے،اس ایڈیشن میں ان نقائص کی بھی اصلاح کردی گئی ہے جو پہلے ایڈیشنوں میں تھیں۔نیز ترتیب میں قدرے ترمیم کے ساتھ اس ایڈیشن میں کچھ اضافے بھی کئے گئے ہیں۔اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے اس کو قبول فرمائے اور امت کی اصلاح وہدایت کا ذریعہ بنائے۔

محمد زید مظاہری ندوی

استاد حدیث

دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

۲۳ / جون ۲۰۱۱ء

باب ا

عورتوں سے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات

ماخوذ از بہشتی زیور ج ۸[1]

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت پانچ وقت کی نماز پڑھتی رہے اور رمضان کے روزے رکھ لیا کرے۔ اور اپنی آبرو کی حفاظت رکھے۔ اور اپنے خاوند کی تابعداری کرے۔ تو ایسی عورت جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ فلانی عورت کثرت سے نفل نمازیں اور روزے اور خیر خیرات کرتی ہے۔ لیکن زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف بھی پہنچاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دوزخ میں جائے گی۔ پھر اس شخص نے عرض کیا کہ فلانی عورت نفل نمازیں اور روزے اور خیرات کچھ زیادہ نہیں کرتی یونہی کچھ پنیر کے ٹکڑے دے دلا دیتی ہے لیکن زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف نہیں دیتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ جنت میں جائے گی۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی عورت کا اپنے گھر میں گھر گرستی کا کام کرنا جہاد کے رتبہ کو پہنچتا ہے۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عورتو! میں نے تم کو دوزخ میں بہت دیکھا ہے عورتوں نے پوچھا اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا تم پھٹکار سب چیزوں پر بہت ڈالا کرتی ہو (یعنی لعن طعن کرتی ہو، کوستی ہو) اور شوہر کی ناشکری بہت کرتی ہو۔ اور اس کی دی ہوئی چیزوں کی بہت ناقدری کرتی ہو۔

---

[1] بہشتی زیور میں یہ حدیثیں مشکوٰۃ شریف و کنز العمّال سے ماخوذ ہیں۔

(۵) حضرت اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں عورتوں کی فرستادہ آپ کے پاس آئی ہوں۔(یعنی عورتوں نے مجھے یہ کہہ کر بھیجا ہے کہ) مرد جمعہ اور جماعت اور عیادت مریض اور حضور جنازہ اور حج وعمرہ اور اسلامی سرحد کی حفاظت کی بدولت ہم پر فوقیت لے گئے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو واپس جا اور عورتوں کو خبر کردے کہ تمہارا اپنے شوہر کے لئے بناؤ سنگار کرنا یا حق شوہری ادا کرنا اور شوہر کی رضامندی کا لحاظ رکھنا اور شوہر کے موافق مرضی کا اتباع کرنا یہ سب ان اعمال کے برابر ہے۔

(۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسی عورت پر اللہ کی رحمت نازل ہو جو رات کو اٹھ کر تہجد پڑھے اور اپنے شوہر کو بھی جگائے کہ وہ بھی نماز پڑھے۔

(۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! سب عورتوں سے اچھی وہ عورت کہ جب شوہر اس کی طرف نظر کرے تو وہ اس کو خوش کردے اور جب وہ اس کو کوئی حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے۔اور اپنی جان اور مال میں اس کو ناخوش کر کے اس کی مخالفت نہ کرے۔

(۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی عورت اپنے شوہر کو دنیا میں کچھ تکلیف دیتی ہے تو جنت میں جو حور اس شوہر کو ملے گی وہ کہتی ہے کہ خدا تجھے غارت کرے وہ تیرے پاس مہمان ہے جلد ہی تیرے پاس سے ہمارے پاس چلا آئے گا۔

(۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے اچھی وہ عورت ہے جو اپنی عزت آبرو کے بارے میں پارسا ہو اور اپنے خاوند پر عاشق ہو۔

(۱۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس عورت کو پسند کرتا ہے جو اپنے شوہر کے ساتھ تو محبت اور لاگ کرے اور غیر مرد سے اپنی حفاظت کرے۔

(۱۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت دوسری عورت سے

اس طرح نہ ملے کہ اپنے خاوند کے سامنے اس کا حال اس طرح کہنے لگے جیسے وہ اس کو دیکھ رہا ہے۔

(۱۲)رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخی عورتیں جن کو میں نے دیکھا نہیں میرے زمانہ کے بعد پیدا ہوں گی کہ کپڑے پہنے ہوں گی اور ننگی ہوں گی۔یعنی نام کو بدن پر کپڑا ہوگا۔لیکن کپڑا اس قدر باریک ہوگا کہ تمام بدن نظر آئے گا۔اور اترا کر بدن کو مٹکا کر چلیں گی اور بالوں کے اندر موباف یا کپڑا دے کر بالوں کو لپیٹ کر اس طرح باندھیں گی کہ جس میں بال بہت سے معلوم ہوں جیسے اونٹ کا کوہان ہوتا ہے ایسی عورتیں جنت میں نہ جائیں گی بلکہ اس کی خوشبو بھی ان کو نصیب نہ ہوگی۔

(۱۳)رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت زیور دکھلاوے کے لئے پہنے گی (قیامت میں)اسی سے اسکو عذاب دیا جائے گا۔

(۱۴)رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تشریف رکھتے تھے آپ نے ایک آواز سنی جیسے کوئی کسی پر لعنت کر رہا ہو۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کیا بات ہے؟لوگوں نے عرض کیا کہ فلانی عورت ہے جو اپنی سواری کی اونٹنی پر لعنت کر رہی ہے۔وہ اونٹنی چلنے میں کمی کرتی ہوگی۔اس عورت نے چلا کر کہہ دیا ہوگا تجھے خدا کی مار ہو (لعنت ہو) جیسا کہ عورتوں کی عادت ہوتی ہے (کوسنے اور لعنت کرنے کی)۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس عورت کو اور اس کے سامان کو اس کی اونٹنی پر سے اتار دو۔یہ اونٹنی تو اس عورت کے نزدیک لعنت کے قابل ہے پھر اس کو کام میں کیوں لاتی ہے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلاح اور تنبیہ کے واسطے ایسا فرمایا کہ جس چیز کو کام میں لاتی ہے اسی کو لعن طعن کرتی ہے)۔

(۱۵)رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک عورت نے بخار کو برا کہا

آپ نے فرمایا کہ بخار کو برا مت کہو! اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

(۱۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ بیان کر کے رونے والی عورت (یعنی نوحہ کرنے والی اور چیخ کر چلا کر رونے والی عورت) اگر توبہ نہ کرے گی تو قیامت کے روز اس حالت میں کھڑی کی جائے گی کہ اس کے بدن پر کرتہ کی طرح ایک روغن لپیٹا جائے گا جس میں آگ بڑی جلدی لگتی ہے۔ اور کرتہ ہی کی طرح پورے بدن میں خارش بھی ہوگی یعنی اس کو دو طرح کا عذاب ہوگا۔ خارش سے پورا بدن نوچ ڈالے گی اور دوزخ کی آگ لگے گی وہ الگ۔

(۱۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسی اپنی پڑوسن کی بھیجی ہوئی چیز کو حقیر اور ہلکا نہ سمجھے چاہے بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو۔

فائدہ:۔ بعض عورتوں میں یہ عادت بہت ہوتی ہے کہ دوسرے کے گھر سے آئی ہوئی چیز کو حقیر سمجھتی ہیں، طعنہ دیتی ہیں۔

(۱۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب ہوا تھا جس نے اسکو پکڑ کر باندھا تھا۔ نہ اس کو کھانے کو دیا نہ اسکو چھوڑا۔ یوں ہی تڑپ تڑپ کر مر گئی۔

فائدہ:۔ اسی طرح جانور پال کر اس کے کھانے پینے کی خبر نہ لینا عذاب کی بات ہے۔

(۱۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعض مرد اور عورت ساٹھ برس تک خدا کی عبادت کرتے ہیں پھر جب موت کا وقت آتا ہے تو شریعت کے خلاف وصیت کر کے دوزخ کے قابل ہو جاتے ہیں (مثلاً یہ کہ فلاں وارث کو اتنا مال دے دینا)۔

تنبیہ:۔ وصیت کے مسئلے کسی عالم سے پوچھ کر اس کے موافق عمل کرے کبھی اس کے خلاف نہ کرے۔ (بہشتی زیور ص ۶۳ تا ص ۶۹ ج ۸)

باب ۲
عورتوں کی اصلاح کی ضرورت

جاننا چاہئے کہ جس طرح نفقات حسیہ (نان نفقہ) کے ذریعہ سے بیوی اور اولاد اور متعلقین کی جسمانی تربیت ضروری ہے اسی طرح علوم اور اصلاح کے طریقوں سے ان کی روحانی تربیت اس سے زیادہ ضروری ہے۔ اس میں بھی قسم قسم کی کوتاہیاں کی جاتی ہیں۔ بہت سے لوگ اس کو ضروری ہی نہیں سمجھتے یعنی اپنے گھر والوں کو نہ کبھی دین کی بات بتلاتے ہیں نہ کسی برے کام پر ان کو روک ٹوک کرتے ہیں۔ بس ان کا حق صرف اتنا سمجھتے ہیں کہ ان کو ضروریات کے مطابق خرچ دے دیا اور سبکدوش ہوگئے۔ حالانکہ قرآن مجید میں نص صریح ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا ۝ اے ایمان والو اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔[۱]

اس کی تفسیر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کو بھلائی یعنی دین کی باتیں سکھلاؤ۔ (حاکم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنی بیوی بچوں کو دین کی باتیں سکھلانا فرض ہے ورنہ انجام دوزخ ہوگا۔

اور حدیث صحیح میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ ۝ تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے قیامت کے روز ہر ایک سے اسکے ماتحتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔[۲]

---

[۱] اصلاح انقلاب ص ۱۹۵ ج ۳، [۲] حیوۃ المسلمین ص ۷۱

ایک حدیث میں ہے:

اَخِفْھُمْ فِی اللّٰہِ وَلاَ تَرْفَعْ عَنْھُمْ عَصَاکَ • (متفق علیہ) یعنی گھر والوں کو اللہ سے ڈراتے رہو اور تنبیہ کے واسطے ان سے ڈنڈے کو ختم نہ کردو۔[۱]

عورتوں کو اصلاحِ اخلاق کی ضرورت

ہماری عورتوں کے اخلاق نہایت خراب ہیں۔ ان کو اپنی اصلاح کرانا نہایت ضروری ہے۔ اور یاد رکھو بغیر اخلاق کے درست ہوئے عبادت اور وظیفہ کچھ کارآمد نہیں۔

حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلانی عورت بہت عبادت کرتی ہے۔ راتوں کو جاگتی ہے لیکن اپنے ہمسایوں (پڑوسیوں) کو ستاتی ہے فرمایا ھِیَ فِی النَّارُ کہ وہ دوزخ میں جائے گی۔ اور ایک دوسری عورت کی نسبت عرض کیا گیا کہ وہ زیادہ عبادت نہیں کرتی مگر ہمسایوں سے حسنِ سلوک کرتی ہے فرمایا ھِیَ فِی الْجَنَّۃِ کہ وہ جنت میں جائے گی۔ مگر ہماری عورتوں کا سرمایہ بزرگی آج کل تسبیح اور وظیفہ پڑھنا رہ گیا۔ اخلاق کی طرف بالکل توجہ نہیں۔ حالانکہ اگر دین کا ایک جز بھی کم ہوگا تو دین ناتمام (ناقص) ہوگا۔[۲]

---

[۱] اصلاح انقلاب [۲] اصلاح النساء ملحقہ حقوق الزوجین ص ۱۹۴

عورتوں کی اصلاح وتربیت کی ضرورت

اولاد کی اصلاح کے لئے عورتوں کی تعلیم کا اہتمام نہایت ضروری ہے کیونکہ عورتوں کی اصلاح نہ ہونے کا اثر مردوں پر بھی پڑتا ہے کیونکہ بچے اکثر ماؤں کی گود میں پلتے ہیں جو مرد ہونے والے ہیں۔ اوران پر ماؤں کے اخلاق وعادات کا بڑا اثر ہوتا ہے حتیٰ کہ حکماء کا قول ہے کہ جس عمر میں بچہ عقل ہیولانی کے درجہ سے نکل جاتا ہے تو گووہ اس وقت بات نہ کر سکے مگر اس کے دماغ میں ہر بات ہر فعل منقش ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس کے سامنے کوئی بات بے جا اور نازیبا نہ کرنی چاہئے۔ بلکہ بعض حکماء نے یہ لکھا ہے کہ بچہ جس وقت ماں کے پیٹ میں جنین ہوتا ہے اس وقت بھی ماں کے افعال کا اثر اس پر پڑتا ہے۔ اس لئے لڑکیوں کی تعلیم واصلاح زیادہ ضروری ہے۔[۱]

اصلاح وتربیت فرض عین ہے

بعض لوگ تعلیم کو تو سب کے لئے ضروری سمجھتے ہیں مگر تربیت کو سب کے لئے ضروری نہیں سمجھتے حالانکہ تربیت کی ضرورت تعلیم سے بھی اہم ہے۔ درسی تعلیم فرضِ عین نہیں۔ بہت سے صحابہ علوم درسیہ سے خالی تھے مگر ان پر کبھی اس کو لازم نہیں کیا گیا۔ اور تربیت یعنی تہذیب نفس ہر شخص پر فرض عین ہے۔

تعلیم سے مقصود ہی تربیت ہوتی ہے۔ کیونکہ تعلیم تو علم دینا اور تربیت عمل کرانا ہے اور علم سے مقصود عمل ہی ہے اور مقصود کا اہم ہونا ظاہر ہے۔ بہر حال تربیت تعلیم سے اہم ہے، اس سے قطع نظر کرنے کی اور ضروری نہ سمجھنے کی تو کسی حال میں گنجائش نہیں۔

---

[۱] التبلیغ وعظ الاستماع والاتباع ص ۱۶۴ [۲] اصلاح انقلاب ص ۱۹۷ ج ۲

عورتوں کی اصلاح وتربیت کی اہمیت

زوجین (میاں بیوی) کا تعلق ایسا ہوتا ہے کہ ہر وقت کا سابقہ رہتا ہے اور مرد اپنی مصلحتوں کی وجہ سے قطع تعلق (یعنی اس کو چھوڑنا) پسند نہیں کرتا۔اور نہ عورتوں کی جہالت کو برداشت کرتا ہے تو یہاں ہمیشہ کے لئے لڑائی جھگڑا کی بنیاد قائم ہوجاتی ہے جس کے نتائج جانبین کے حق میں (دونوں طرف) برے سے برے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔اور دونوں کی زندگی موت سے بھی تلخ (بدمزہ) ہوجاتی ہے۔اوران سب کا سبب وہی شروع میں اصلاح کی طرف توجہ نہ کرنا ہے۔لیکن اگر ایسا اتفاق ہوگیا تو یہ نہیں کہ ان لوگوں کو مہمل چھوڑ دیا جائے۔بلکہ جب بھی قدرت ہوتب ہی اس کی سعی (کوشش) کرنا ضروری ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ ماں باپ یا پرورش کرنے والوں کے ذمہ بچوں کی تعلیم وتربیت ضروری ہوئی۔اور شوہر کے ذمہ بیبیوں کی۔[۱]

عورتوں سے شکایت اوران کی بدحالی پرافسوس

مجھ کو عورتوں کی غفلت سے شکایت ہے کہ افسوس ان کو دنیا کی تکمیل کا خیال ہے، دین کی تکمیل کا قطعاً خیال نہیں، میرا مقصود یہ ہے کہ عورتوں کو دین کی تکمیل سے بھی غافل نہ ہونا چاہئے جیسا کہ ان کو اپنے زیور کپڑے اور مکان کی ضروریات کی تکمیل سے کسی وقت بھی غفلت نہیں ہوتی اور وقتاً فوقتاً مردوں سے اس کے متعلق فرمائشیں کرتی رہتی ہیں۔اور اگر مرد کسی وقت کسی فرمائش کو غیر ضروری

---

[۱] اصلاح انقلاب ص ۲۰۱ ج ۲

بتلاتے ہیں، برتنوں اور مکان کی ضرورتوں کے متعلق اختلاف ہونے لگتا ہے، مردیوں کہتے ہیں کہ ان چیزوں کی ضرورت نہیں اور مستورات کے نزدیک ان کی ضرورت ہوتو ایسے موقع پر عورتیں کہہ دیا کرتی ہیں کہ تم کو ان چیزوں کی کیا خبر، تم کو تھوڑی گھر میں ہر وقت رہنا ہے اس کو تو ہم ہی زیادہ جانتے ہیں۔ اور بعض عورتوں کا تو یہ کہنا صحیح بھی ہوتا ہے کیونکہ واقعی مردوں کو ان ضرورتوں کا پوری طرح علم نہیں ہوتا۔ اور بعض اوقات اس اختلاف کا سبب یہ ہوتا ہے کہ مردوں میں قناعت کا مادہ عورتوں سے زیادہ ہے۔ مرد تھوڑے سے سامان میں بھی گذر کر لیتا ہے۔ اور عورتوں میں قناعت کا مادہ ہے ہی نہیں ان کی طبیعت میں بکھیڑا بہت ہے۔ ان سے تھوڑے سامان میں گذر ہوتا ہی نہیں جب تک سارا گھر سامان سے بھرا بھرا نظر نہ آئے۔

میرے عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی تکمیل کا تو اس قدر خیال کہ تھوڑے پر قناعت نہیں ہوتی مردوں سے اختلاف ہونے لگتا ہے دین کی تکمیل کا اس قدر خیال کیوں نہیں اس میں کیوں تھوڑے پر قناعت کر لی جاتی ہے۔

عورتوں کی اصلاح کی ذمہ داری مردوں پر ہے

مرد اپنی بیبیوں کی تو شکایتیں کرتے ہیں کہ ایسی بدتمیز اور ایسی جاہل ہیں مگر وہ اپنے گریبان میں منھ ڈال کر تو دیکھیں کہ انہوں نے ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔ بس یہ اپنی راحت ہی کے ان سے طالب ہیں اور ان کے دین کا ذرا بھی خیال نہیں کیا جاتا۔ عورتوں کی تو خطا ہے ہی مگر ان کی بے تمیزی میں مردوں کی بھی خطا ہے کہ یہ ان کے دین کی درستی کا اہتمام نہیں کرتے اور ان کے دینی حقوق کو تلف کرتے ہیں۔ ہم بیبیوں کی شکایت تو کرتے ہیں مگر یہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے بیبیوں کا کون سا حق

---

[۱] الکمال فی الدین النساء ص ۴۷

ادا کیا ہے۔ چنانچہ ان کا ایک حق یہ تھا کہ ان کے دین کا خیال کرتے۔ ان کو احکام الٰہیہ بتلاتے۔ دوسرا حق یہ تھا کہ معاشرت میں ان کے ساتھ دوستانہ برتاؤ کرتے باندیوں اور نوکروں کا سا برتاؤ نہ کرتے۔ مگر ہم نے سب حقوق ضائع کر دیئے۔

افسوس ہم دنیوی حقوق تو کیا ادا کرتے دینی حقوق پر بھی ہم کو توجہ نہیں۔ چنانچہ نہ بیوی کی نماز پر توجہ ہے نہ روزہ پر۔ ان باتوں کو ان کے کانوں میں ڈالتے ہی نہیں۔ یاد رکھو قیامت میں تم سے باز پرس ہوگی کہ تم نے بیوی بچوں کو دیندار بنانے کی کتنی کوشش کی تھی۔[۱]

(عورتوں کو دیندار بنانا اور ان کی اصلاح کرنا) مردوں کے ذمہ ہے اگر وہ اس میں کوتاہی کریں گے ان سے بھی مواخذہ ہوگا۔ کیونکہ حق تعالیٰ کا حکم ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا ۝ — اے مسلمانو! اپنی جانوں کو بھی جہنم سے بچاؤ اور اپنے گھر والوں کو بھی۔

اگر کوئی مرد خود متقی بن جائے اور اپنے گھر والوں کے دین کی خبر نہ لے تو خدا تعالیٰ اس کی عورتوں کے ساتھ اس کو بھی جہنم میں بھیج دیں گے۔ تنہا اس کا متقی بن جانا قیامت میں عذاب سے نجات کے لئے کافی نہ ہوگا۔[۲]

گھر والوں کو دوزخ سے بچانے کا مطلب یہ ہی ہے کہ ان کو تنبیہ کرو، بعض لوگ بتلا تو دیتے ہیں مگر ڈھیل چھوڑ دیتے ہیں، کہتے ہیں کہ دس دفعہ تو کہہ دیا نہ مانے تو ہم کیا کریں،، سچ تو یہ ہے کہ مردوں نے بھی دین کی ضرورت کو ضرورت نہیں سمجھا، کھانا ضروری فیشن ضروری، مگر غیر ضروری ہے تو دین۔[۳]

---

[۱] حقوق البیت ص ۴۶ [۲] الکمال فی الدین للنساء ص ۱۰۲ [۳] حقوق الزوجین ص ۳۵

فصل

عورتوں کی اصلاح وتربیت کا خاکہ اور دستور العمل

اصلاح عقائد کی ضرورت

تعلیم وتربیت کے مختصر اور ضروری قواعد یہ ہیں:

ا: جب گھر میں بیوی کا نکاح کر کے لائے پہلے اس کو اپنے سے بے تکلف کرلے۔

۲: اس کے بعد (جب پورے طور پر بے تکلفی ہو جائے) اس کے ضروری عقائد کا امتحان لے یعنی (عقائد حقہ) مثلاً جو بہشتی زیور کے پہلے حصہ میں لکھے ہیں ان کو سنا کر اور سمجھا کر اس سے پوچھے کہ کیا تیرا یہی عقیدہ ہے؟ جس کا وہ اقرار کر لے اس کے اقرار پر اکتفا کرے (زیادہ کھود کرید نہ کرے) اس کی ضرورت نہیں کہ وہ اپنی زبان سے پوری تقریر کر سکے (کیونکہ) بعض عوام اس پر قادر نہیں ہوتے تو ایسے لوگوں کو اس کی تکلیف نہ دی جائے۔ اور جس عقیدہ کے بارے میں) شک وشبہ ظاہر کرے (یا قرائن سے اس کی بدعقیدگی معلوم ہو جائے) اس کو خوب سمجھا کر بتلاوے کہ یہ عقیدہ ضروری ہے اسی کے موافق اپنا اعتقاد رکھے۔[1]

نماز کی اصلاح کی ضرورت

۳: اس کی پوری نماز سن لیں۔ یعنی جو کچھ اس میں پڑھا جاتا ہے وہ بھی اور رکعات کی تعداد بھی فرض اور واجب اور سنتوں کے ساتھ، اور ہر ایک کی جس طرح

[1] اصلاح انقلاب ص۲۰۲ ج۲

نیت کی جاتی ہے، اور رکوع وسجود اور قعدہ کی ہیئت سب پوچھ لے۔(دیکھ لے) جہاں کوئی غلطی ہو اس کو درست کر دے۔اور درست کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ بس ایک دفعہ زبان سے کہہ دے ممکن ہے کہ پھر بھول جائے۔اور ممکن ہے کہ بہت سی غلطیوں پر ایک دم متنبہ کیا اور وہ سب کو ضبط (محفوظ) نہ کر سکی اس لئے ایک ایک غلطی کی اصلاح کر کے اس پر بار بار عمل کرا کر دیکھ لے۔اسی طرح پوری نماز کو درست کر دے۔[1]

۴: اس کو پردہ کے سب احکام و مسائل بتلا دے کہ کس کس سے پردہ کرنا ضروری ہے اور کون کون محرم ہیں (جن سے پردہ ضروری نہیں) اور اس کی بہت تاکید کر دے۔ یہ سب مسائل بہشتی زیور میں (اور اس سے زائد تفصیل سے اسی کتاب میں انشاء اللہ) ملیں گے ان کو دیکھ دیکھ کر بتلا دے۔[2]

۵: اس کو اہل حقوق کے حقوق خصوصاً جن سے ہر وقت واسطہ پڑے گا۔(ان حقوق کو اچھی طرح) سمجھا دے۔رسالہ حقوق الاسلام میں یہ حقوق مذکور ہیں (اور مزید تفصیل کے ساتھ انشاء اللہ اسی کتاب میں ملیں گے) ان کو پڑھ کر سنا دے یا سمجھا دے۔

۶: رسوم جہالت کی قباحت اس کے دل میں بٹھلا دے اور ان سے نفرت دلا دے کہ وہ ان کے پاس نہ پھٹکے۔اصلاح الرسوم اس کے لئے کافی ہے (اور اس کی مکمل تفصیل نہایت آسان ''اسلامی شادی'' میں ملے گی مختصر بیان اس کتاب میں بھی نقل کیا جائے گا۔)

۷: دوسرے اعمال واخلاق اور عادتوں کی اصلاح کی بھی کوشش جاری رکھے جس کے لئے آسان طریقہ یہ ہے کہ درجہ ذیل کتابیں تھوڑا تھوڑا پڑھ کر

---

[1] اصلاح انقلاب ص۲۰۲ ج ۲ [2] یہ ساری کتابیں حضرت تھانویؒ ہی کے علوم و معارف اور اصلاحی ارشادات کے مجموعے ہیں۔

(روزانہ) سنادیا کرے۔ بہشتی زیور، فروع الایمان، جزاء الاعمال، قصد السبیل، تعلیم الدین، اصلاح الرسوم، تبلیغ دین، آداب المعاشرت، اصلاح انقلاب، احقر کے مواعظ، (یا انہیں کتابوں سے ماخوذ اسلامی شادی، تحفہ زوجین، اسلامی تہذیب اور آداب زندگی، احکام پردہ، تربیت اولاد، اور خاص طور پر یہ کتاب ''اصلاح خواتین'' ان سب کا پڑھکر سنانا انشاء اللہ بہت مفید ہوگا) اور جو کوئی حرکت ان کتابوں کے خلاف ہو نرمی سے مطلع کردے۔ اور بار بار مطلع کرنے سے اکتائے نہیں انشاء اللہ نفع ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۰ (ذاریٰت)

نصیحت کرتے رہئے کیونکہ نصیحت کرنا سمجھانا ایمان والوں کو نفع دیتا ہے۔

۸: خرچ کرنے کے آداب اس کو سمجھائے کہ فضولیات میں خرچ نہ کرے۔

۹: زیور اور لباس کے زیادہ اہتمام کرنے سے اس کو نفرت دلائے۔

۱۰: اور اگر کوئی شیخ متبع سنت محقق میسر ہو تو اس کے برکات و کمالات اس کے سامنے بیان کرے اور جب اسکو اعتقاد ہو جائے اس کو بیعت کرادے۔ (اور جو کچھ وہ بزرگ پڑھنے کو بتلائیں اس کو معمول میں رکھے) (ورنہ) تھوڑا سا ذکر و شغل قصد السبیل سے (یا کسی بزرگ دیندار کے مشورہ سے) بتلادے۔

۱۱: اگر تھوڑا سا وقت فرصت کا نکال کر کچھ لکھ پڑھ لے اس قدر کہ (دینی کتابیں) پڑھ کر سمجھ سکے تو زیادہ بہتر ہے اس سے اس کی نظر دین پر وسیع ہو جاتی ہے۔ اور جس قدر نظر وسیع ہوگی اسی قدر اصلاح میں ترقی کی امید ہے۔[1]

(مذکورہ بالا امور میں سے ہر ایک کی تفصیل مستقل باب کے تحت انشاء اللہ کی جائے گی۔)

---

[1] اصلاح انقلاب ص ۲۰۳

باب ۳

نیک اور دیندار عورتوں کے اوصاف

(اللہ تبارک اللہ تعالیٰ نے بہتر اور نیک عورتوں کے اوصاف کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:)

مُسْلِمَاتٍ مُؤْمِنَاتٍ قٰنِتٰتٍ تٰئِبٰتٍ عٰبِدَاتٍ سَائِحٰتٍ.

(تحریم پ ۲۸)

کہ وہ اسلام والیاں ہوں گی، اور ایمان والیاں اور فرمابرداری کرنے والیاں، اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنے والیاں اور عبادت کرنے والیاں اور روزہ رکھنے والیاں ہوں گی۔ (بیان القرآن)

اب میں ان صفات کو بیان کرتا ہوں جو حق تعالیٰ نے (عورتوں کی نیکی اور) خیریت کے متعلق بیان فرمائے ہیں۔

(۱) مُسْلِمَاتٍ:۔

یعنی وہ عورتیں مسلمان ہوں گی۔اور اسلام جب ایمان کے مقابل مستعمل ہوتا ہے تو اس سے عمل مراد ہوتا ہے (تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ) وہ احکام الٰہیہ کی اطاعت کرتی ہوں گی۔

(۲) مُؤْمِنَاتٍ:۔

یعنی وہ ایمان والیاں ہوں گی۔اس میں عقائد کی درستگی کا بیان ہے کہ جن چیزوں کی تصدیق ضروری ہے جیسے توحید رسالت ومعاد (برزخ، قیامت) وغیرہ ان سب پر ان کا ایمان ہوگا۔یہاں تک تو عقائد واعمال کا ذکر ہوا۔آگے فرماتے ہیں!

قٰنِتٰتٍ:۔ کہ وہ صاحب قنوت ہوں گی جس کے معنی خشوع وخضوع کے

ہیں میرے نزدیک اس میں حال کی طرف اشارہ ہے کہ ایمان واسلام کے ساتھ وہ صاحب حال بھی ہوں گی جس میں اصل چیز خشوع وخضوع ہے۔

(۴) قٰنِتٰتٍ : .

کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ ''وہ شوہر کی اطاعت گذار ہوں گی''۔

(۵) تٰئِبٰتٍ : .

وہ توبہ کرنے والی ہوں گی یعنی وہ عمل کے ساتھ توبہ کرنیوالی ہوں گی۔ یعنی وہ عورتیں ایسی ہوں گی کہ عمل کے باوجود اپنی کوتاہی (اور گناہوں) سے توبہ کریں گی۔

(۶) عٰبِدٰتٍ : .

اور وہ عورتیں عبادت کرنیوالی ہوں گی یعنی توبہ کے بعد بھی وہ عبادت اور عمل میں کوتاہی نہ کریں گی، بلکہ پہلے سے زیادہ کوشش کریں گی۔ ہماری طرح نہ ہوں گی کہ ہم توبہ کے بھروسہ گناہ بھی کرتے اور عمل میں کوتاہی کرتے ہیں۔

(۷) سَائِحٰتٍ : . جمہور سلف نے سائحٰت کی تفسیر صَائِمَاتٍ (روزہ والیاں) سے کی ہے کہ وہ بیبیاں روزہ رکھنے والی ہوں گی۔

سائحٰت کی اصل تفسیر صائمات ہے اکثر علماء مفسرین نے سئحٰت کی یہی تفسیر کی ہے۔ جب یہ معلوم ہوگیا کہ سائحات کی تفسیر روزہ رکھنے والیاں ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ روزہ بڑی عبادت ہے کیونکہ تعمیم کے بعد تخصیص اہتمام کے لئے ہوتی ہے۔ حالانکہ مُسْلِمات اور عٰبِدات میں روزہ بھی داخل تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو اہتمام کے ساتھ الگ بیان فرمایا ہے جس سے اس کی خاص عظمت اور فضیلت معلوم ہوئی کہ یہ بہت بڑی عبادت ہے۔[۱]

---

[۱] النسواں فی رمضان ملحقہ فضائل صوم وصلوٰۃ ص ۲۱۹ ص ۲۳۷

دین اسلام

قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ اِنَّ لدِّیْنَ عِنْدَاللّٰہِ الْاِسْلَامُ. (آل عمران)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا بلاشبہ سچا دین اللہ کے نزدیک یہی اسلام ہے۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلُ مِنْہُ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ. (آل عمران)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو طلب کرے گا تو وہ اس سے مقبول نہ ہوگا۔ اور وہ شخص آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا۔

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے اور پھر کافر ہی ہونے کی حالت میں مرجائے تو ایسے لوگوں کے نیک اعمال دنیا و آخرت میں سب غارت ہوجاتے ہیں اور ایسے لوگ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

فائدہ:۔ بندوں کو اللہ تعالیٰ نے سمجھ اور ارادہ دیا ہے جس سے وہ گناہ اور ثواب کے کام اپنے اختیار سے کرتے ہیں، گناہ کے کام سے اللہ تعالیٰ ناراض اور ثواب کے کام سے خوش ہوتے ہیں۔

عمر بھر کوئی کیسا ہی بھلا برا ہو مگر جس حالت پر خاتمہ ہوتا ہے اسی کے موافق جزا و سزا ہوتی ہے۔

---

[۱] حیاۃ المسلمین ص ۶۷ روح اول، بیان القرآن [۲] تعلیم الدین ص ۱۲

دین اسلام کے اجزاء

دین کے پانچ اجزاء (حصے) ہیں ایک جزءتو ہےعقائد کا کہ دل سے اور زبان سے یہ اقرار کرنا کہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز کی جس طور پر خبر دی ہے وہی حق ہے۔اس کی تفصیل عقائد کی کتابوں سے معلوم ہوگی۔

دوسرا جزء: عبادات ہیں یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ حج وغیرہ۔

تیسرا جزء: معاملات ہیں یعنی نکاح وطلاق کے احکام اور کفارات بیع وشراء اجارۃ، زراعت (یعنی لین دین، خرید وفروخت، تجارت کاشتکاری) وغیرہ اور ان کے جزء دین ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ شریعت یہ سکھاتی ہے کہ کھیتی اس طرح بویا کرو۔اور تجارت فلاں چیز کی کیا کرو۔ بلکہ شریعت یہ بتلاتی ہے کہ کسی پر ظلم وزیادتی مت کرو۔اور اس طرح معاملہ نہ کرو جس میں نزاع (یعنی جھگڑے) کا اندیشہ ہو غرض جائز وناجائز کو بیان کیا جاتا ہے (جس کی تفصیل کتب فقہ میں ہے)

چوتھا جزء: معاشرت کا ہے یعنی اٹھنا بیٹھنا، ملنا جلنا، مہمان بننا، کسی کے گھر پر کس طرح جانا چاہیئے اور اس کے کیا آداب ہیں، بیوی بچوں، رشتہ داروں، اجنبیوں اور نوکروں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہیئے۔

پانچواں جزء: اخلاق اور اصلاح نفس ہے۔

یہ پانچ اجزاء دین کے ہیں ان پانچوں کے مجموعہ کا نام دین ہے ۔اگر کسی میں ایک جزء بھی ان میں سے کم ہو تو وہ دین میں ناقص ہے جیسے کسی کے ایک ہاتھ نہ ہو وہ پیدائش میں ناقص ہے۔

حسین (خوبصورت) وہ ہے جس کی ناک کان آنکھ سب ہی حسین ہوں اگر سب چیزیں اچھی ہوں مگر آنکھوں سے اندھا ہو یا ناک کٹی ہو تو وہ حسین

نہیں اسی طرح دیندار وہ ہے جو تمام شعبوں کا جامع ہو۔

اب دیکھ لیجئے کہ ہم نے ان پانچوں کا کتنا اہتمام کر رکھا ہے۔ حالت یہ ہے کہ بعض لوگوں نے تو عقائد و عبادات کو کم کر رکھا ہے۔۔۔۔۔۔ عقائد میں توحید و رسالت کے متعلق جو گڑبڑی کر رکھی ہے سب ہی جانتے ہیں۔

عقائد میں کتاب و سنت کو چھوڑ کر رسوم و بدعت کو داخل کر لیا۔ اولیاء اللہ کو انبیاء کے درجہ سے متجاوز کر دیا۔ انبیاء کو خدا کے درجہ سے آگے بڑھا دیا۔

دوسرا جزء دیانت ہے ان کے متعلق معلوم ہے (نماز کی پابندی کتنے لوگ کرتے ہیں) روزہ کتنے لوگ رکھتے ہیں۔ زکوٰۃ کتنے ادا کرتے ہیں۔ حج کتنوں نے ادا کیا۔

تیسرا جزء معاملات کا ہے، معاملات کی حالت تو یہ ہے کہ بڑے بڑے دیندار لوگ معاملات کو دین ہی نہیں سمجھتے حالانکہ معاملات کا دین میں داخل ہونا بدیہی ہے۔

چوتھا جزء معاشرت ہے اس کی جو گت بنائی ہے سب ہی واقف ہیں شادی غمی جس طرح جی چاہتا ہے کرتے ہیں نہ ان کو کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ فتویٰ لینے کی ضرورت جو کچھ بیگم صاحبہ نے کہہ دیا وہی کر لیا گویا وہی شریعت کی مفتی ہیں۔

پانچواں جزء اخلاق ہے اس میں حالت یہ ہے کہ دیندار لوگوں کو بھی اس کی فکر تو ہوتی ہے کہ سارا لباس ڈاڑھی شریعت کے موافق ہو لیکن اخلاق کو دیکھئے تو اس قدر خراب کہ گویا شریعت کی ہوا بھی نہیں لگی۔[۱]

(دین کے مذکورہ اجزاء کی تفصیل اور ضروری اصلاحات انشاء اللہ مستقل ابواب کے ساتھ کی جائے گی۔

---

[۱] وعظ تفصیل الدین۔ طریق النجاۃ ملحقہ دین و دنیا ص ۱۵ تجدید تعلیم و تبلیغ ص ۲۲۷

باب ۴

چند ضروری عقائد کا بیان

ایمان نام ہے خاص علوم کا یعنی اللہ تعالیٰ نے جن باتوں کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت دی ہے ان باتوں کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا جاننا۔ ان علوم کا نام درجہ یقین میں (یعنی ان باتوں پر یقین رکھنا یہی) ایمان ہے۔[۱]

حق تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَیْسَ الْبِرَّاَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ الآیہ

مطلب یہ ہے کہ کچھ ساری خوبی اسی میں نہیں کہ تم اپنا منہ مشرق کی طرف کرلو یا مغرب کی طرف لیکن اصل خوبی تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر یقین رکھے اور قیامت کے دن پر بھی اور فرشتوں کے وجود پر بھی اور سب آسمانی کتابوں پر بھی اور سب پیغمبروں پر بھی۔ الخ

اس آیت میں دین کے تمام اجزاء کا ذکر آ گیا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ شریعت میں کل احکام کا حاصل تین چیزیں ہیں۔

(۱) عقائد　　(۲) اعمال　　(۳) اخلاق

اور تمام جزئیات انہی کلیات کے تحت داخل ہیں۔[۲]

بِرَّ کے معنی بھلائی کے ہیں اور لام عہد کا ہے مطلب یہ ہے کہ صرف مشرق ومغرب کی طرف نماز میں منہ کر لینا کافی نہیں ہے کہ اسی پر قناعت کر لی جائے۔

---

[۱] العاقلات الغافلات ص ۳۱۲ [۲] الکمال فی الدین ص ۱۹۰

بلکہ کافی بھلائی وہ ہے جس کا ذکر آگے ہے۔یعنی کافی بھلائی والا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور قیامت کے دن پر۔

ا۔اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے میں ذات وصفات کے متعلق جس قدر احکام ہیں سب آگئے۔

۲۔اور قیامت کے دن پر ایمان لانے میں جزاء وسزاء حساب وکتاب جو جنت ودوزخ وغیرہ کے سب احکام آگئے۔

۳۔والملئکۃ:اور فرشتوں پر ایمان لائے یعنی ان کے موجود (ہونے) کا قائل ہو۔اس میں تمام غیب کی باتیں داخل ہیں۔اور فرشتوں کی تخصیص اس واسطے کی گئی ہے کہ شریعت کے معلوم ہونے کا مدار اور واسطہ فرشتے ہی ہیں۔

۴۔والکتاب:اور کتاب یعنی قرآن پر ایمان لائے یہ قرآن ایسا جامع ہے کہ تمام آسمانی کتابوں پر حاوی ہے اس لئے اس پر ایمان لانا گویا سب کتابوں پر ایمان لانا ہے۔یا کہا جائے کہ آسمانی کتابوں میں سے ہر کتاب دوسری کتاب پر ایمان لانے کا حکم کرتی ہے۔اور جو شخص ایک کتاب کو مان کر دوسری کا انکار کرے وہ حقیقت میں پہلی کتاب پر بھی ایمان نہیں رکھتا۔لیکن یہ حکم ایمان کا ہے اور عمل کرنا سب کتابوں پر جائز نہیں۔ بلکہ عمل صرف مؤخر پر ہوگا (جو سب سے بعد میں ہو اور وہ قرآن ہے) کیونکہ وہ مقدم (گذشتہ کتابوں) کے لئے ناسخ ہے۔

۵۔والنبیین!اور پیغمبروں پر ایمان لائے۔

یہاں تک اہم عقائد مذکور ہیں آگے اخلاق واعمال کا ذکر ہے۔[1]

---

[1] وعظ الکمال فی الدین ص ۱۹۰

ضروری عقائد کی تفصیل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ یقین لائے اللہ پر اور اس کے سب فرشتوں پر اور اس کے سب پیغمبروں پر اور اس کی سب کتابوں پر اور آخرت کے دن پر، اور تقدیر پر اور اس کے خیر پر بھی اور اس کے شر پر بھی۔
(روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے)

اور مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے اور یقین لانا جنت پر اور دوزخ پر اور مرنے کے بعد زندہ ہونے پر۔[1]

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر ایمان لانا

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے میں یہ سب داخل ہیں۔اس کی ذات پر ایمان لانا اس کے صفات پر ایمان لانا۔اس کو ایک جاننا۔[2]

اہلسنت کے نزدیک اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی وحدانیت کا اور دوسری سب صفتِ کمال کا اعتقاد رکھے یعنی یہ سمجھے کہ وہ ایک ہے۔اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا۔تمام جہان کو اسی نے پیدا کیا وہ بڑی قدرت والا ہے۔ وہ اپنے ارادے سے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔تمام عالم میں جو کچھ ہونے والا ہے اس نے سب سے پہلے ہی لکھ دیا تھا۔ اس جیسی کوئی چیز نہیں۔اس کے علم وقدرت سے کوئی چیز باہر نہیں ہوسکتی وہی سب کا خالق اور رازق ہے۔ وہی زندگی دیتا ہے، وہی موت دیتا ہے، وہی غالب ہے، حکمت والا ہے۔[3]

---

[1] فروع الایمان ص ۸ [2] فروع الایمان ص ۸ [3] خطبات الاحکام ص ۱۵

کلمہ طیبہ کی تشریح

توحید لا الٰہ الا اللہ کی حقیقت

حضرت شارع علیہ السلام سے توحید کے دو معنی ثابت ہیں ایک لاَ مَعْبُوْدَ اِلَّا اللّٰـہ (یعنی اللہ کے سواء کوئی عبادت کے لائق نہیں) دوسرے لاَمَقْصُوْدَ اِلَّا اللہ (یعنی اللہ کے سواء کوئی مقصود نہیں۔)

پہلے کا ثبوت تو بالکل ظاہر ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۰ (بینۃ، پ ۳۰)

اور ان لوگوں کو یہی حکم ہوا تھا کہ اللہ کی اس طرح عبادت کریں کہ عبادت کو اسی کے لئے خاص رکھیں۔

اور تمام قرآن اس سے بھرا پڑا ہے اور یہی توحید ہے جس کے اِتلاف (یعنی جس کے چھوڑنے) اور نقصان سے (آدمی) کافر اور مشرک ہو جاتا ہے اور جہنم میں ہمیشہ رہنا پڑتا ہے، یہ ہرگز معاف نہ ہوگا۔ جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

(توحید کے) دوسرے معنی کا ثبوت اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاء کو شرک اصغر فرمایا ہے۔

محمود بن لبید سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بڑی خوفناک چیز جس سے میں تم پر اندیشہ کرتا ہوں شرک اصغر ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! شرک اصغر کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا ریاء۔ (احمد)

اور ظاہر ہے کہ ریاکاری میں غیر اللہ (اللہ کے سوا) معبود نہیں ہوتا البتہ مقصود ضرور ہوتا ہے۔ جب غیر اللہ کا مقصود ہونا شرک ہوا تو توحید جو شرک کا مقابل ہے اس کی حقیقت یہ ہوگی کہ اللہ ہی مقصود ہو غیر اللہ بالکل مقصود نہ ہو یہی معنی ہیں لاَمَقْصُوْدَ اِلَّا اللہ کے۔ (بیان القرآن، فروع الایمان)

کامل توحید

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو جھاڑ پھونک نہیں کرتے اور بدشگونی نہیں لیتے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔ ۱

فائدہ:۔ مطلب یہ ہے کہ جو جھاڑ پھونک منع ہے وہ نہیں کرتے اور بعض علماء نے کہا کہ افضل یہی ہے کہ جھاڑ پھونک بالکل نہ کرے۔

اور بدشگونی یہ کہ مثلاً چھینکنے کو یا کسی جانور کے سامنے سے نکل جانے کو منحوس سمجھ کر وسوسہ مس مبتلا ہو جائیں۔

مؤثر حقیقی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہیں اس قدر وسوسہ نہ کرنا چاہئے۔ ۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباس سے ارشاد فرمایا جب تو سوال کرے تو اللہ ہی سے سوال کر۔ اور جب تو مدد چاہے تو اللہ ہی سے مدد مانگ۔ اور اس بات کو جان لے کہ اگر تمام لوگ اس بات پر اتفاق کرلیں کہ تجھ کو کچھ نفع پہنچائیں تو ہرگز اس کے سوا کچھ نفع نہیں پہنچا سکتے جو کہ اللہ نے تیرے واسطے لکھ دیا ہے، اور اگر تمام لوگ اس پر متفق ہو جائیں کہ تجھ کو نقصان پہنچائیں تو ہرگز اس کے سوا کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے جو اللہ نے تیرے واسطے لکھ دیا ہے۔ ۳

---

۱ روایت کیا اس کو بخاری ومسلم نے ۲ فروع الایمان ص ۱۱ ۳ احمد، ترمذی خطبات الاحکام

شرک

شرک کی دو قسمیں ہیں شرک فی العقیدہ، اور شرک فی العمل۔

ا۔شرک فی العقیدہ (یعنی عقیدہ میں شرک) یہ ہے کہ غیر اللہ کو مستحق عبادت سمجھا جائے یہی شرک ہے جس کے متعلق ارشاد ہوا ہے!

اِنَّ اللّٰہ لایَغْفِرُاَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُمَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَاءُ (نساء پ۵)

(ترجمہ) بیشک اللہ نہ بخشیں گے اس کو کہ انکے ساتھ شرک کیا جائے اور بخش دیں گے اس سے کم کو جس شخص کیلئے چاہیں گے۔

۲۔شرک فی العمل (یعنی عمل میں شرک) یہ ہے کہ جو معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کرنا چاہئے وہ غیر اللہ کے ساتھ کیا جائے۔اس شرک میں اکثر عوام بالخصوص عورتیں کثرت سے مبتلا ہیں۔مثلاً اللہ تعالیٰ کے سواء کسی کی قسم کھانا، کسی کی منت ماننا، کسی چیز کو طبعاً مؤثر سمجھنا، کسی کے روبرو سجدہ تعظیم کرنا، بیت اللہ کے سوا کسی اور چیز کا طواف کرنا، کسی قبر پر بطور تقرب کچھ چڑھانا، اسی طرح کے اور ہزاروں افعال ہیں جو سخت معصیت ہیں۔مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنے گھروں میں اس کا پورا انسداد کریں۔(یعنی بچنے کا اہتمام کریں)[1]

شرک کے مختلف اقسام

شرک فی العلم: کسی بزرگ یا پیر کے ساتھ یہ اعتقاد کرنا کہ ہمارے سب حال کی اس کو ہر وقت خبر ہے۔نجومی پنڈت سے غیب کی خبریں دریافت کرنا یا کسی بزرگ کے کلام سے فال دیکھ کر اس کو یقینی سمجھنا۔(جیسے آج کل عوام فالنامہ

---

[1] فروع الایمان ص ۱۳

دیکھ کر اس پر یقین کرتے ہیں) یا کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہوگئی (یہ سب شرک فی العلم ہے)

شرک فی التصرف: اللہ کے سوا کسی کو نفع ونقصان کا مختار سمجھنا، کسی سے مرادیں مانگنا، روزی، اولاد مانگنا۔ (یہ شرک فی التصرف ہے)

شرک فی العبادۃ: اللہ کے سواء کسی کو سجدہ کرنا، کسی کے نام کا جانور چھوڑنا، چڑھاوا چڑھانا، کسی کے نام کی منت ماننا کسی کی قبر یا مکان کا طواف کرنا ،خدا کے حکم کے مقابلہ میں کسی دوسرے کے قول یا رسم کو ترجیح دینا، کسی کے نام پر جانور ذبح کرنا، کسی کی دہائی دینا، کسی کے کے نام کا روزہ رکھنا، کسی جگہ کا کعبہ کا سا ادب کرنا، یہ شرک فی العبادۃ ہے۔[1]

غیر اللہ کی منت ماننا: بعض لوگ غیر اللہ کی نذر مانتے ہیں بعض لوگ تو کھلم کھلا کہتے ہیں کہ اے فلاں بزرگ اگر ہمارا کام ہوگیا تو آپ کے نام کا کھانا کریں گے۔ یا آپ کے قبر پر غلاف چڑھائیں گے۔ یا آپ کی قبر پختہ بنائیں گے۔ یا آپ کی قبر کا طواف کریں گے یہ بالکل شرکِ جلی ہے کیونکہ نذر (یعنی منت ماننا بھی) عبادت کی ایک قسم ہے۔

عبادت میں کسی کو شریک کرنا صریح شرک ہے۔ اس کا علاج توبہ اور عقیدہ کی درستگی ہے۔[2]

---

[1] تعلیم الدین ص ۱۳،۱۴ (رد المحتار اول احکام النذ رو قبیل باب الاعتکاف۔)

[2] اصلاح انقلاب ص ۱۸۸ ج ۱

قیامت و آخرت

آخرت پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔ اور آخرت کے دن پر ایمان لانے میں یہ سب کچھ داخل ہے قبر کے ثواب وعذاب پر ایمان لانا، حشر ونشر (یعنی دوبارہ زندہ کئے جانے پر) یقین رکھنا۔ پلصراط پر اور حوض کوثر اور میزان اعمال (یعنی اعمال کے تولے جانے پر) اور قیامت کے واقعات پر یقین رکھنا۔[1]

یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ مرنے کے بعد قبر میں سوال ضرور ہوگا۔ اور قبروں سے قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔ اور نامۂ اعمال تولے جائیں گے۔ اور سب اعمال کا حساب ہوگا۔ اور نیک بندوں کو حوضِ کوثر سے پانی پلایا جائے گا۔ دوزخ پر پلصراط رکھا جائے گا۔ جو بال سے زیادہ باریک تلوار سے زیادہ تیز ہوگا۔ جنتی لوگ اس پر سے پار ہو کر جنت میں پہنچیں گے۔ اور دوزخی کٹ کٹ کر گر پڑیں گے۔ اور قیامت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت بھی کریں گے۔ جنت دوزخ ہمیشہ رہے گی نہ وہ کبھی فنا ہوگی، نہ ان میں رہنے والے مریں گے۔[2]

جب آدمی مرجاتا ہے اگر دفن کیا جائے تو دفن کرنے کے بعد ورنہ جس حال میں ہو اس کے پاس دو فرشتے جن میں ایک کو منکر دوسرے کو نکیر کہتے ہیں آ کر پوچھتے ہیں تیرا پروردگار کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھتے ہیں کہ یہ کون ہیں؟ اگر مردہ ایمان دار ہو تو ٹھیک ٹھیک جواب دیتا ہے پھر اس کے لئے سب طرح کی چین ہوتی ہے۔ اور نہیں تو (اگر وہ ایماندار نہ ہوا) وہ سب باتوں میں یہی کہتا ہے کہ مجھے کچھ خبر نہیں پھر اس پر بڑی سختی ہوتی ہے اور بعضوں کو اللہ تعالیٰ اس امتحان سے معاف کر دیتا ہے۔ مگر یہ (قبر کی) باتیں

---

[1] فروع الایمان ص ۱۳۲ [2] خطبات الاحکام ص ۶۱

مردے ہی کو معلوم ہوتی ہیں اور لوگ نہیں دیکھتے جیسا سوتا آدمی خواب میں سب کچھ دیکھتا ہے۔اور جاگتا آدمی اس کے پاس بیٹھا ہوا بے خبر ہے۔

اللہ اور اس کے رسول نے قیامت کی جتنی نشانیاں بتلائی ہیں سب ضرور ہونے والی ہیں۔جب ساری نشانیاں پوری ہوجائیں گی تب قیامت کا سامان شروع ہوگا۔حضرت اسرافیل علیہ السلام خدا کے حکم سے صور پھونکیں گے۔اس صور کے پھونکنے سے تمام زمین آسمان پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں گے۔تمام مخلوقات مرجائے گی۔اور جو مر چکے ہیں ان کی روحیں بے ہوش ہوجائیں گی۔مگر اللہ تعالیٰ کو جن کا بچانا منظور ہے وہ اپنے حال پر رہیں گے۔ایک مدت اسی حالت پر گذر جائے گی۔

پھر جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا کہ تمام عالم دوبارہ پیدا ہوجائے دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا اس سے پھر سارا عالم موجود ہوجائے گا۔مردے زندہ ہوجائیں گے۔اور قیامت کے میدان میں سب اکٹھے ہوں گے اور وہاں کی تکلیفوں سے گھبرا کر سب پیغمبروں کے پاس سفارش کرانے جائیں گے۔آخر ہمارے پیغمبر (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سفارش کریں گے۔

سب بھلے برے عمل تولے جائیں گے ان کا حساب ہوگا۔مگر بعض لوگ بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔نیکوں کا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں اور بدوں کا بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو حوضِ کوثر کا پانی پلائیں گے۔جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔

پلصراط پر چلنا ہوگا جو نیک لوگ ہیں وہ اس پر سے پار ہوکر جنت میں پہنچ جائیں گے جو بدکار ہیں وہ اس پر سے دوزخ میں گر پڑیں گے۔[1]

---

[1] تعلیم الدین ص ۱۱،۱۲

جنت ودوزخ

جنت پیدا ہوچکی ہے اور اس میں طرح طرح کی چین اور نعمتیں ہیں جنتیوں کوکسی طرح کا ڈر اور غم نہ ہوگا۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ نہ اس سے نکلیں گے اور نہ وہاں مریں گے۔ جنت میں سب سے بڑی نعمت اللہ کا دیدار ہوگا۔ اس کی لذت میں تمام نعمتیں ہیچ معلوم ہوں گی۔

دوزخ بھی پیدا ہوچکی ہے اور اس میں سانپ بچھو اور طرح طرح کا عذاب ہے۔ دوزخیوں میں سے جن میں ذرا بھی ایمان ہوگا وہ اپنے اعمال کی سزا بھگت کر پیغمبروں اور بزرگوں کی سفارش سے نکل کر جنت میں داخل ہوں گے۔ خواہ کتنے ہی بڑے گنہگار ہوں۔ اور جو لوگ کافر مشرک ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور ان کو موت بھی نہ آئے گی۔[۱]

فائدہ: مردے کے لئے دعاء کرنے سے کچھ خیرات دے کر بخشنے سے اسکو ثواب پہنچتا ہے۔ اور اس سے اس کو بڑا فائدہ ہوتا ہے۔[۲]

تقدیر

دنیا میں بھلا برا جو کچھ بھی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ سب کو اس کے واقع ہونے سے پہلے جانتا ہے اور اپنے جاننے کے موافق اس کو پیدا کرتا ہے، اسی کا نام تقدیر ہے۔ (جس پر یقین رکھنا ضروری ہے) تعلیم الدین ص ۷

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کوئی شخص مؤمن نہ ہوگا جب تک کہ تقدیر پر ایمان نہ لائے اس کی بھلائی پر بھی اور اس کی برائی پر بھی (یعنی اچھی تقدیر پر بھی اور بری تقدیر پر بھی) یہاں تک کہ یہ یقین کرے کہ جو بات ہونے والی تھی وہ اس سے ہٹنے والی نہ تھی اور جو بات

---

[۱] تعلیم الدین ص ۱۲ [۲] تعلیم الدین ص ۱۱

اس سے ہٹنے والی تھی وہ اس پر واقع ہونے والی نہ تھی۔[۱]

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں کی پانچ چیزوں سے فراغت فرمادی ہے (یعنی بالکل طے کردی ہیں)

(۱) اسکی عمر سے (۲) اور اس کے رزق سے (۳) اور اس کے عمل سے (۴) اور اس کے دفن ہونے (یعنی مرنے) کی جگہ سے (۵) اور یہ کہ انجام میں شقی (بدبخت) ہے یا سعید (نیک بخت)[۲]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے نفع کی چیز کو کوشش سے حاصل کرو۔ اور اللہ سے مدد چاہو اور ہمت مت ہارو۔ اور اگر تجھ پر کوئی واقعہ (یعنی کوئی مصیبت یا ناکامی) ہوجائے تو یوں مت کہو کہ اگر میں یوں کرتا تو ایسا ایسا ہوجاتا۔ البتہ ایسے وقت میں یوں کہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہی مقدر فرمایا تھا اور جو اس کو منظور تھا اس نے وہی کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے سعادت (خوش نصیبی) میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ سے خیر مانگے۔ اور جو حکم اللہ تعالیٰ نے نافذ فرمایا اس پر راضی رہے۔ اور آدمی کی شقاوت (بدبختی) میں سے ہے کہ اللہ سے خیر مانگنا ترک کردے۔ اور اللہ کے حکم سے ناخوش ہو۔[۳]

فائدہ: تقدیر پر راضی رہنے کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ دل میں بھی رنج نہ آنے پائے۔ رنج غم ہونا تو طبعی بات ہے۔ یہ کس طرح اختیار میں ہوسکتا ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ دل سے (یعنی عقل سے) اس کو پسند کرے (اور اس پر راضی ہو، شکوہ شکایت ناشکری نہ کرے) جیسے پھوڑے والا خوشی سے ڈاکٹر کو آپریشن کرنے کی اجازت دیتا ہے مگر تکلیف اور دکھ ضرور ہوتا ہے (لیکن دل سے راضی ہوتا ہے)[۴]

---

[۱] ترمذی حیات المسلمین روح پنجم [۲] احمد بزار کبیر [۳] ترمذی شریف [۴] فروع الایمان ص ۲۸

تقدیر پر اعتماد رکھنے کا فائدہ

(۱) کیسی ہی مصیبت یا پریشانی ہو اس (عقیدہ) سے دل مضبوط رہے گا (کیونکہ وہ) یہ سمجھے گا کہ اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا۔ اس کے خلاف ہو نہیں سکتا تھا۔ اور وہ جب چاہے گا اس (مصیبت) کو ختم کردے گا۔

جب یہ سمجھ گیا تو اگر اس مصیبت کے دور ہونے میں دیر بھی لگے گی تو بھی پریشان اور مایوس اور دل کمزور نہ ہوگا۔ اور یوں سمجھے گا کہ مصیبت خدا تعالیٰ کے چاہے بغیر دفع نہ ہوگی۔ سو یہ شخص سب تدبیروں کے ساتھ دعاء میں بھی مشغول ہوگا۔ جس سے اللہ سے تعلق بڑھے گا جو تمام راحتوں کی جڑ ہے۔[۱]

فرشتے

اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوقات کو نور سے پیدا کر کے ان کو ہماری نگاہوں سے پوشیدہ کیا ہے ان کو فرشتے کہتے ہیں۔ ان کے سپرد بہت سے کام ہیں وہ کبھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے۔ ان میں چار فرشتے بہت مشہور ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت اسرافیل علیہ السلام، حضرت عزرائیل علیہ السلام۔[۲]

چونکہ فرشتوں کا مرد یا عورت ہونا کسی دلیل سے ثابت نہیں اس لئے نہ ان کے مرد ہونے کا اعتقاد رکھے، نہ عورت ہونے کا۔ اس کو اللہ تعالیٰ کے علم کے حوالے کرے۔[۳]

جو فرشتوں کے وجود کا انکار کرے وہ کافر ہے۔[۴]

---

[۱] حیٰوۃ المسلمین ص ۸۸ [۲] تعلیم الدین ص ۸ [۳] فروع الایمان ص ۱۳ [۴] خطبات الاحکام ص ۱۶

نبوت ورسالت

بہت سے پیغمبر (رسول) اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے بندوں کو سیدھی راہ بتلانے آئے اور وہ سب گناہوں سے پاک ہیں ان کی گنتی پوری طرح اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔[1]

رسولوں پر ایمان لان کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ کے نیک بندے ہیں اور اس کے رسول ہیں یعنی مخلوق کی ہدایت کے واسطے ان کو خدا نے بھیجا ہے۔ اور وہ سچے ہیں جو خبریں اور جو احکام انہوں نے پہنچائے ہیں وہ برحق ہیں۔[2]

پیغمبروں مس بعضوں کا رتبہ بعضوں سے بڑا ہے سب میں زیادہ مرتبہ ہمارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور آپ کے بعد کوئی نیا پیغمبر نہیں آسکتا۔ قیامت تک جتنے آدمی اور جن ہوں گے آپ سب کے پیغمبر ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں آسمان سے جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ سے بہت سے پیغمبروں پر اتاریں تاکہ وہ اپنی امتوں کو دین کی باتیں بتلائیں۔ ان میں چار کتابیں بہت مشہور ہیں، توریت، انجیل، زبور، قرآن مجید۔

قرآن مجید ہمارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا۔ اور رسول پر اتاری ہوئی کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔ وہ خداوند قدوس کا کلام ہے جبرئیل علیہ السلام اس کو لائے۔

قرآن مجید آخری کتاب ہے اب کوئی کتاب آسمان سے نہیں آئے گی۔ قیامت تک قرآن کا حکم چلتا رہے گا۔ دوسری کتابوں کو گمراہ لوگوں نے بہت کچھ بدل ڈالا مگر قرآن مجید کی نگہبانی (اور حفاظت) کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے۔ اس کو کوئی بدل نہیں سکتا۔[3]

---

[1] تعلیم الدین ص ۷ [2] خطبات الاحکام ص ۱۶ [3] تعلیم الدین ص ۱۸ خطبات الاحکام ۱۶

فصل

عقائد کی بعض خرابیاں

عقائد میں بعض عقائد غلط اور بعض واقع کے خلاف ہیں جن میں عورتیں مبتلا ہوتی ہیں مثلاً عورتیں بہت سی اچھی چیزوں کو بری یا بری چیزوں کو اچھی سمجھتی ہیں جیسے بعض دنوں کو منحوس کہنا۔ اکثر عورتیں بدھ کے دن کو منحوس (اور ذیقعدہ اور محرم کے مہینہ کو بے برکت اور منحوس) سمجھتی ہیں۔ اور غضب یہ کہ بعض مرد بھی اس میں ان کے ہم عقیدہ ہیں۔

یا مثلاً عورتوں کا عقیدہ ہے کہ اگر کسی دن کوّا گھر میں بولے تو اس دن مہمان ضرور آتے ہیں۔ اسی طرح اگر آٹے میں پانی زیادہ ہو جائے تو سمجھا جاتا ہے کہ آج کوئی مہمان آنے والا ہے۔ بہت سے جانوروں کو منحوس سمجھ رکھا ہے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ قمری (فاختہ کے برابر سفید پرندہ) منحوس ہے اس کو گھر میں نہ پالو۔

اور بعض چیزوں کو مرد بھی منحوس سمجھتے ہیں جیسے اُلّو کے بارے میں کہ یہ جس مقام پر بولتا ہے وہ مقام ویران ہو جاتا ہے اس لئے وہ منحوس ہے، حالانکہ یہ بالکل غلط ہے نہ اُلّو منحوس ہے نہ اس کے بولنے سے کوئی جگہ ویران ہوتی ہے۔ یاد رکھو! وہ جو بولتا ہے تو خدا کا ذکر کرتا ہے تو کیا خدا کے ذکر سے یہ نحوست آئی؟ (نعوذ باللہ) بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ ذاکر تو ہے لیکن اس کا ذکر جلالی ہے۔ اس لئے اس کا اثر پڑتا ہے حالانکہ خود (ذکر کی) یہ تقسیم اور یہ کہ جلالی میں یہ خاصیت ہوتی ہے بے اصل ہے۔

ہاں یہ ضروری ہے کہ اُلّو ایسے مقام کو تلاش کرتا ہے جہاں یکسوئی (تنہائی) ہو اور اس کو اندیشہ نہ رہے اس لئے وہ ویرانوں میں بیٹھتا ہے اب یہ دیکھئے کہ وہ

ویرانی جو پہلے سے ہے وہ کہاں سے آئی؟ سو وہ ہم لوگوں کے گناہ اور اعمال بد کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس کے بعد اُلّو اس مقام پر آتا ہے اور بولتا ہے پس ویران کرنے والے ہم اور ہمارے گناہ ہوئے نہ کہ اُلّو۔ اور جب یہ ہے تو منحوس گنہگار لوگ ہوئے الو کیوں منحوس ہوا۔[1]

کوئی چیز منحوس نہیں

یہ اعتقاد کہ چیزوں میں نحوست ہوتی ہے غلط ہے اور جو کچھ نحوست ہوتی ہے وہ ان گناہوں کی بدولت ہوتی ہے جو ہمارے اندر موجود ہیں مگر افسوس کہ ہم کو اپنے اندر نظر نہیں آتی دوسروں میں نظر آتی ہے۔ نحوست خود اپنے اندر ہے کہ گناہ پر گناہ کئے چلے جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ الو منحوس ہے اور قمری منحوس ہے۔

بعض لوگ اگر کسی عورت کی کالی زبان دیکھ لیتے ہیں تو اس کو منحوس سمجھتے ہیں یہ بھی لغو ہے۔

بعض عورتیں کیلے کے درخت کو منحوس سمجھتی ہیں کہتی ہیں کہ یہ درخت مردہ کے کام میں آتا ہے اس لئے اس کو گھر میں نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ یہ شگونِ بد ہے۔ اور مردہ کی چارپائی کو اور اس کے کپڑوں کو منحوس سمجھتے ہیں۔ مگر تعجب ہے کہ اس کے کپڑوں کو منحوس سمجھا جاتا ہے لیکن اگر اس کا قیمتی دوشالہ (چادر) ہو یا اس کی جائداد ہو تو اس کو منحوس نہیں سمجھتے حالانکہ اگر مردہ کے ساتھ تعلق سے یا اس کے لباس سے نحوست آئی ہے تو اس کی وجہ سے قیمتی کپڑوں میں بھی نحوست آنی چاہئے اور اگر مردے کی طرف نسبت کرنے سے ان چیزوں میں نحوست آئی ہے تو اس

---

[1] وعظ تفصیل التوبہ دعوات عبدیت ص ۱۰۱ مطبوعہ دیوبند ج ۸

نسبت سے جائداد میں بھی نحوست آنی چاہئے۔ یہ عقیدہ بالکل مہمل اور وہم ہے، مسلمانوں میں اس کا رواج ہندوؤں سے آیا ہے۔

بعض غلط قسم کے عقیدے

ا۔ہمارے یہاں عورتیں کوّے کے بولنے سے مہمان کے آنے کا شگون لیتی ہیں (یعنی اگر کوّا بولے تو سمجھتی ہیں کہ کوئی آنے والا ہے) سو یہ بے اصل ہے۔

۲۔دستور ہے کہ جب کہیں کوئی جا رہا ہو اور کوئی چھینک دے تو جانے والا واپس چلا جاتا ہے اور کہتا ہے کہ اب کام نہیں ہوگا سو یہ (عقیدہ) غلط ہے۔[۲]

۳۔بعض عوام کسی خاص دن یا کسی خاص وقت میں سفر کرنے کو برا یا اچھا سمجھتے ہیں یہ کفار یا نجومیوں کا اعتقاد ہے۔

۴۔بعض لوگ رات کو جھاڑو دینے کو یا منھ سے چراغ گل کرنے کو یا دوسرے کے کنگھا کرنے کو برا سمجھتے ہیں۔اس کی کچھ اصل نہیں۔

۵۔مشہور ہے کہ ہاتھ کی ہتھیلی میں خارش ہونے سے کچھ ملتا ہے اس کی کچھ اصل نہیں۔

۶۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں جانور بولنے سے موت پھیلتی ہے سو یہ محض بے اصل ہے۔

۷۔اکثر عورتیں مردوں سے پہلے کھانا کھانے کو شرعاً معیوب سمجھتی ہیں یہ بے اصل بات ہے۔

۸۔مشہور ہے کہ چارپائی پر نماز پڑھنے سے بندر ہو جاتا ہے سو یہ محض بے اصل ہے۔

---

[۲] تفصیل التوبۃ، دعوات عبدیت ص ۱۰۱

۹۔ بعض عورتیں نماز پڑھ کر جانماز کا گوشہ یہ سمجھ کر الٹ دینا ضروری سمجھتی ہیں کہ شیطان اس پر نماز پڑھے گا سواس کی بھی اصل نہیں۔

۱۰۔ مشہور ہے کہ جھاڑو مارنے سے جس کو ماری گئی اس کا جسم سوکھ جاتا ہے جھاڑو پر تھکت کا دو، سو یہ بے اصل ہے۔[۱]

ٹونے ٹوٹکے

عقیدہ کے متعلق ایک گناہ عورتیں یہ کرتی ہیں کہ ٹونے ٹوٹکے کرتی ہیں، افسوس ہے کہ نہ شریعت کا لحاظ ہے نہ خدا کا خوف ہے۔

ایک گناہ عقیدہ کے متعلق یہ ہے کہ اکثر عورتیں منت مانتی ہیں کہ اگر ہمارا یہ کام ہوجائے تو ہم فلاں بزرگ کی نیاز دیں گے، اور یہ کہا جاتا ہے کہ ہم تو ایصال ثواب کرتے ہیں، اور ایصال ثواب میں کیا حرج ہے، حالانکہ بالکل غلط ہے وہاں محض ثواب پہونچانا مقصود نہیں ہوتا، بلکہ مقصود یہ ہوتا ہے کہ ہمارے اس فعل سے یہ خوش ہوں گے اور چونکہ یہ خدائی کارخانہ میں دخیل ہیں اس لئے ان کی خوشی سے ہمارا کام ہوجائے گا۔

سو یہ یادرکھواے بیبیو! خدائی کارخانہ میں کوئی دخیل نہیں ہے نہ وہاں کسی کا کچھ اثر ہے۔[۲]

اولاد ہونے کے لئے جادو منتر

اولاد کے پیدا ہونے میں اکثر لوگوں کی اور خصوصاً عورتوں کی یہ عادت ہے کہ کہیں منتر کراتی ہیں کہیں (تعویذ) گنڈے۔ اور اس کی بھی پرواہ نہیں کرتیں کہ یہ شریعت کے موافق ہیں یا نہیں۔ اس میں بعض عورتیں یہاں تک بے باک

---

[۱] اغلاط العوام [۲] تفصیل التوبہ ص۴۳ ج۸

ہیں کہ اگر کوئی ان سے یہ کہہ دے کہ تم فلانی (عورت) کے بچہ کو مارڈالو تو تمہارے اولاد ہو جائے گی تو وہ اس سے بھی دریغ نہیں کرتیں۔ بعض دفعہ کسی کے بچہ پر ہولی دیوالی کے دنوں میں جادو کرا دیتی ہیں، یا خود کر دیتی ہیں۔ بعض جاہل عورتیں ستیلا پوجتی ہیں۔ کہیں چوراہے پر کچھ رکھ دیتی ہیں، محض اس غرض سے کہ اولاد پیدا ہو۔ پھر وہ اولاد بعض دفعہ ایسی خبیث (نالائق نافرمان) پیدا ہوتی ہے کہ بڑے ہو کر ماں باپ کو اتنا ستاتی ہے کہ وہ بھی یاد کرتے ہیں اس وقت وہ ایسی اولاد کو جس کی تمنا میں سیکڑوں گناہ کئے تھے ہزاروں مرتبہ کوستے ہیں (لیکن اس وقت کو سنے سے کیا فائدہ)[1]

نکاح ثانی کے متعلق عقیدہ کی خرابی

عقیدے کے متعلق ایک گناہ یہ ہے کہ تقریباً ساری عورتیں اور بہت سے مرد بھی نکاح ثانی (دوسرے نکاح کرنے) کو برا سمجھتے ہیں۔ اور افسوس ہے کہ بعض لکھے پڑھے لوگ بھی یہ کہتے ہیں کہ صاحب نکاح ثانی فرض تو نہیں پھر اگر نہ کیا تو کیا حرج ہے؟ میں کہتا ہوں کہ نکاح ثانی فرض نہیں تو کیا نکاح اول فرض ہے؟ اور اگر نہیں ہے تو نکاح اول کے ساتھ یہی معاملہ کیوں نہیں کیا جاتا؟ کیا وجہ ہے کہ پہلے نکاح کے لئے اس قدر کوشش کی جاتی ہے کہ اگر لڑکی کی عمر چودہ پندرہ برس کی ہو جائے اور کہیں سے پیغام نہ آئے تو فکر پڑ جاتی ہے۔ اور اس کے تذکرے کئے جاتے ہیں۔

بعض مقامات پر اس قدر جہالت ہے کہ اگر منگنی کے بعد لڑکے کا انتقال ہو جائے تب بھی نکاح نہیں کرتے اور لڑکی کو بٹھلائے رکھتے ہیں۔ یہ سخت جہالت ہے۔

---

[1] اسباب الغفلۃ ص ٣٩٦ ملحقہ دین ودنیا

اور عورتوں سے زیادہ مردوں کی حالت پر افسوس ہے کہ وہ عقلمند ہونے کے باوجود بھی اس کو عیب سمجھتے ہیں۔ اور بعض مرد اگرچہ زبان سے اس کو برا نہیں کہتے لیکن ایسی عورت کو جس نے دوسرا نکاح کرلیا ہو ذلیل سمجھتے ہیں۔ اور ان کے دل میں اس کی اتنی عزت نہیں ہوتی جتنی اس عورت کی ہوتی ہے جو ساری عمر بیوہ بنی بیٹھی رہے۔ علماء اس بارے میں جتنی کوشش کرتے ہیں ان کا مقصود صرف یہ ہے کہ لوگوں کے دل سے اس کے عیب سمجھنے کا خیال نکل جائے۔

ہاں اگر کسی عورت پر پہلے شوہر کا بہت ہی رنج غالب ہو یا اس کے پاس چھوٹے چھوٹے بچے ہوں کہ پرورش کا انتظام نکاح کے بعد دشوار ہو۔ یا بچوں کی جائداد وغیرہ موجود ہو کہ اس کا انتظام اس کے سپرد ہو تو البتہ ایسی عورت کو اجازت ہے کہ وہ نکاح نہ کرے بشرطیکہ مرد کی بالکل خواہش نہ ہو۔ لیکن اگر کوئی مانع بھی نہ ہو اور پھر بھی عرف (رواج) کی شرم کی وجہ سے نکاح ثانی نہ کرے۔ اور اس کو عیب سمجھے تو یہ سخت گناہ ہے۔[1]

---

[1] تفصیل التوبہ دعوات عبدیت ص ۴۳ ج ۸

باب ۵

نماز کی اہمیت

اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز کا بہت بڑا رتبہ ہے۔کوئی عبادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز سے زیادہ پیاری نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ وقت کی نمازیں فرض کردی ہیں ان کے پڑھنے کا بڑا ثواب ہے اوران کے چھوڑ دینے سے بڑا گناہ ہوتا ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جوکوئی اچھی طرح سے وضوکیا کرے اور خوب دل لگا کر اچھی طرح نماز پڑھا کرے۔قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ سب بخش دے گا۔اور جنت دے گا۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز دین کا ستون ہے سو جس نے نماز کو اچھی طرح پڑھا اس نے دین کو ٹھیک رکھا اور جس نے اس ستون کو گرادیا یعنی نماز نہ پڑھی اس نے دین کو برباد کردیا۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کی پوچھ ہوگی۔اور نمازیوں کے ہاتھ اور پاؤں اور منھ قیامت میں سورج کی طرح چمکتے ہوں گے۔اور بے نمازی اس دولت سے محروم رہیں گے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نمازیوں کا حشر قیامت کے دن نبیوں اور شہیدوں اور ولیوں کے ساتھ ہوگا۔اور بے نمازیوں کا حشر فرعون اور ہامان اور قارون ان بڑے بڑے کافروں کے ساتھ ہوگا۔اس لئے نماز پڑھنا بہت ضروری ہے۔اور نہ پڑھنے سے دین اور دنیا دونوں کا بہت نقصان ہوتا ہے۔اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ بے نمازی کا حشر کافروں کے ساتھ کیا گیا ہے۔بے

نمازی کافروں کے برابر سمجھا گیا۔ خدا کی پناہ نماز نہ پڑھنا کتنی بری بات ہے۔

البتہ ان لوگوں پر نماز واجب نہیں مجنون (پاگل) اور چھوٹی لڑکی اور لڑکا جو ابھی جوان نہ ہوئے ہوں۔ باقی سب مسلمانوں پر فرض ہے۔[۱]

چند احادیث

۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس نماز نہیں (یعنی جو نماز نہ پڑھتا ہو) اس کے پاس دین نہیں۔ نماز کو دین سے وہ نسبت ہے جیسے کہ سر کو دھڑ سے کہ سر نہ ہو تو دھڑ مردہ ہے اسی طرح نماز نہ ہو تو تمام اعمال بے جان ہیں۔

فائدہ: جس چیز پر دین کا اتنا بڑا دارومدار ہو اس کو چھوڑ کر کسی نیک عمل کو کافی سمجھنا کتنی بڑی غلطی ہے۔

۲۔ عبداللہ بن قرط سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے جس چیز کا بندہ سے قیامت میں حساب ہوگا وہ نماز ہے۔ اگر ٹھیک اتری تو اس کے سارے عمل ٹھیک اتریں گے۔ اور اگر وہ خراب نکلی تو اس کے سارے عمل خراب نکلیں گے۔[۲]

۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ اور کفر کے درمیان بس ترک نماز کی کسر ہے۔ (یعنی جب نماز کو چھوڑ دیا تو کسر مٹ گئی اور کفر آ گیا۔ چاہے بندہ کے اندر نہ آئے پاس ہی آجائے مگر دوری تو نہ رہی۔[۳]

فائدہ: دیکھو نماز چھوڑنے پر کتنی بڑی وعید ہے کہ وہ بندہ کو کفر کے قریب کر دیتا ہے۔[۴]

---

[۱] بہشتی زیور ص۱۰ ج۲ [۲] طبرانی اوسط [۳] مسلم [۴] حیاۃ المسلمین روح یازدہم ص ۱۲۸

نماز میں کوتاہی

بعض اعمال بیان کرتا ہوں جن میں اکثر عورتیں کوتاہی کرتی ہیں تاکہ ان پر قیاس کر کے وہ دوسرے اجزاء دین سے بھی غفلت نہ کریں۔اس وقت میں ان اعمال کا ذکر کروں گا جو بہت ظاہر ہیں جب ان میں بھی کوتاہیاں کی جاتی ہیں تو دوسرے اعمال کا کیا حال ہوگا۔اس کو خود سمجھ لینا چاہئے۔چنانچہ سب سے پہلے نماز کا بیان شروع کرتا ہوں جس کا فرض ہونا ہر مسلمان کو معلوم ہے مگر افسوس ہے کہ عورتیں نمازی بہت کم ہیں حالانکہ قرآن کی ایک آیت میں نماز چھوڑنے کو شرک میں داخل کیا گیا ہے۔حق تعالیٰ فرماتے ہیں:

مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلوٰةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ. (سورہ روم پ ۲۱) یعنی اللہ سے ڈرو، نماز قائم کرو، اور مشرکین میں مت بنو۔

اس سے معلوم ہوا کہ نماز نہ پڑھنا مشرک بننا ہے۔

اور حدیث میں تو یہ مضمون بہت صاف آیا ہے مَنْ تَرَكَ الصَّلوٰةَ مُتَعَمِّداً فَقَدْ كَفَرَ یعنی جس نے نماز کو قصداً چھوڑ دیا وہ کافر ہو گیا۔گو جمہور علماء نے ان آیات و احادیث میں تاویل کی ہے کہ مطلب یہ ہے کہ نماز کا چھوڑنا کافروں کا سا کام ہے۔

مگر صاحبو! اللہ تعالیٰ نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ظاہر الفاظ میں ایسے شخص کو کافر کہہ دیا ہے گو علماء تاویل کرتے ہیں۔میرا مطلب یہ نہیں کہ یہ تاویل غلط ہے لیکن ہم کو اس تاویل کے بھروسہ پر بے فکر نہ ہونا چاہئے کیونکہ خدا اور رسول جس بات کو کفر فرما رہے ہیں اگر واقع میں وہ کفر بھی نہیں تو کفر سے بہت قریب تو یقیناً ہے۔اور کفر کا انجام جو کچھ ہے سب کو معلوم ہے کہ ہمیشہ کے

لئے جہنم کی سزا ہوگی۔تو جو کام اس سے قریب کرنے والا ہو مسلمان کو اس سے کوسوں دور بھاگنا چاہئے۔[1]

نماز پڑھنے میں بعض دوسری کوتاہیاں

۱۔بعض عورتیں نماز پڑھتی ہیں مگر افسوس یہ ہے کہ وہ رکوع سجدے ٹھیک نہیں کرتیں بڑی جلدی کرتی ہیں حالانکہ تعدیل ارکان واجب ہے بلکہ بعض علماء کے نزدیک فرض ہے۔تعدیل ارکان کا مطلب یہ ہے کہ نماز کے ہر رکن کو اطمینان وسکون کے ساتھ ادا کیا جائے۔مثلاً رکوع کے بعد سر اٹھا کر تھوڑی دیر سیدھا کھڑا ہو جانا چاہئے۔اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ. رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد. سیدھا کھڑا ہو کر کہے۔اس کے بعد اطمینان سے سجدہ میں جائے۔اس کو قومہ کہتے ہیں۔عورتیں قومہ بالکل نہیں کرتیں اور بعض مرد بھی نہیں کرتے بس رکوع سے فارغ ہو کر ذرا سر کا اشارہ کر کے فوراً سجدے میں چلے جاتے ہیں۔اس طرح نماز نہیں ہوتی۔رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہو جانا ضروری ہے،اسی طرح اکثر عورتیں دونوں سجدوں کے بیچ میں جلسہ نہیں کرتیں بس ایک سجدہ کر کے ذرا سا سر کا اشارہ کر کے فوراً دوسرا سجدہ کر دیتی ہیں اس طرح بھی نماز نہیں ہوتی۔اس کا خوب خیال رکھو۔اور قومہ وجلسہ خوب اطمینان سے ادا کرو۔[2]

۲۔بعض عورتیں نماز وقت سے ٹال دیتی ہیں۔نماز کا وقت آ گیا اور بیٹھی باتیں بنا رہی ہیں۔جب وقت ختم ہونے کے قریب ہوتا ہے اس وقت پیشاب پاخانہ کے لئے لوٹا ہاتھ میں لیا جاتا ہے حتیٰ کہ اس تیاری ہی میں وقت نکل جاتا ہے۔یاد رکھو بغیر کسی عذر کے نماز کا وقت سے ٹالنا سخت گناہ ہے۔

---

[1] الکمال فی الدین ص ۱۰۳ [2] الکمال فی الدین ص ۱۰۳

بعض دفعہ ایام (یعنی ماہواری) سے پاک ہونے کے بعد جلدی نماز شروع نہیں کرتیں دو تین وقت ٹال دیتی ہیں کہ کل سر دھو کر بال درست کر کے نہائیں گے پھر نماز شروع کریں گے۔

اس کا شرعی حکم یہ ہے کہ اگر تین دن پورے ہونے سے پہلے پاک ہو جائے تب تو آخر وقت مستحب تک انتظار کرنا واجب ہے۔ اگر آخر وقت تک پاک ہی رہی تو غسل کر کے نماز پڑھنا واجب ہے۔

اور اگر تین دن کے بعد مگر عادت سے پہلے پاک ہوئی تو آخر وقت تک انتظار کرنا مستحب ہے پھر غسل کر کے نماز پڑھنا واجب ہے غرض پاکی نظر آنے کے بعد ایک وقت کی بھی نماز قضا کرنا جائز نہیں۔ اور یہی حکم روزہ کا ہے خوب سمجھ لو۔

پاکی ناپاکی (وغیرہ) کے مسائل معلوم کرنا بھی عورتوں کے ذمہ لازم ہے بقدر ضرورت بہشتی زیور میں اس کے مسائل موجود ہیں کسی سمجھ دار عورت سے یا اپنے شوہروں سے سمجھ کر پڑھ لیں۔[1]

٣۔ بعضی عورتیں خود نماز کی پابندی کرتی ہیں مگر بچوں اور گھر کی نوکرانیوں کو نماز کے واسطے نہیں کہتیں۔ نوکرانیوں کو بھی نماز کی تاکید کرنی چاہیئے۔ چونکہ وہ تمہاری ماتحت (تابع) ہیں اگر تم انکو دھمکاؤ گی تو ضرور اثر ہوگا۔ اور اس میں سستی کرنے سے تم پر بھی موأخذہ (گناہ) ہوگا۔ کہ تم نے قدرت ہوتے ہوئے کیوں سستی کی۔ بلکہ جس نوکرانی کو مقرر کرو اس سے یہ شرط طے کر لیا کرو کہ تم کو پانچوں وقت نماز پڑھنا ہوگی۔ جس گھر میں ایک شخص بھی بے نمازی ہوتا ہے اس گھر میں نحوست برستی ہے۔ عورتوں کو اس طرف تو بالکل توجہ نہیں یہ عورتوں کی نماز کے متعلق چند کوتاہیاں ہیں۔[2]

---

[1] الکمال فی الدین للنساء ملحقہ حقوق الزوجین مطبوعہ پاکستان ص ١٠۴ [2] الکمال فی الدین للنساء ص ١٠۵

فضول عذر کی وجہ سے نماز میں کوتاہی

اکثر عورتیں تو نماز ہی نہیں پڑھتیں اور یہ عذر کرتی ہیں کہ ہم کو گھر کے کاموں سے فرصت ہی نہیں ملتی۔ میں کہتا ہوں کہ ان عذر کرنے والوں کو اگر عین کام کے وقت پیشاب کی ضرورت اس شدت سے ہو کہ اس کو روک ہی نہ سکیں یا اتفاق سے بیت الخلاء میں جانے کا شدید تقاضا ہو تو اس صورت میں کیا کریں گی۔ آیا اس وقت تک جب تک کہ پیشاب سے فراغت ہو کام کا حرج کریں گی یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ مجبوراً کام کا حرج کرنا پڑے گا۔ تو کیا خدائی حکم کی اتنی بھی ضرورت نہیں جتنی کہ طبعی تقاضوں کی ہوتی ہے۔[1]

اس گناہ میں تو قریب قریب سبھی عورتیں مبتلا ہیں کہ بچہ ہونے کے بعد (یعنی پاک ہونے کے بعد) اکثر نماز نہیں پڑھتیں۔ اور جو کوئی نماز کو کہتا ہے تو جواب دیتی ہیں کہ بچوں کے ساتھ نماز پڑھنا کہاں ممکن ہے۔ ہر وقت تو کپڑے ناپاک رہتے ہیں۔ کبھی پاخانہ کر دیا کبھی پیشاب کر دیا۔ پھر کپڑے بدلیں تو بچے گود سے نہیں اترتے۔ نماز کے لئے ان کو الگ کریں تو بہت روتے ہیں۔ چیختے چلاتے ہیں اور یہ بھی کہتی ہیں کہ مولویوں کے تو بچے ہوتے نہیں انہیں اس مصیبت کی کیا خبر ان کو تو بس نماز کے لئے تاکید کرنا آتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ مولویوں کے بچے نہیں ہوتے؟ مولویوں کے تو ہوتے ہیں، پھر جا کر ذرا دیکھ لو کہ وہ کس پابندی سے پانچوں وقت کی نمازیں پڑھتی ہیں۔ بعض اللہ کی بندیاں نماز کے بعد تلاوت کلام پاک اور مناجات مقبول اور اشراق تک کی بھی پابندی کرتی ہیں۔ کیا ان کے اولاد نہیں۔ ایسی انوکھی اولاد تمہاری ہی ہے جس

---

[1] تفصیل التوبہ دعوات عبدیت ص ۴۴ ج ۸

کے ساتھ نماز پڑھنا دشوار ہے۔ پھر میں کہتا ہوں کہ جس وقت تمہارا بچہ روتا ہو اور گود سے ہرگز نہ اترتا ہو اگر اس وقت تم کو پیشاب یا پاخانہ کا تقاضا ہو تو بتلاؤ تم کیا کروگی، کیا اس کو پلنگ پر روتا ہوا ڈال کر پاخانہ میں نہ جاؤ گی؟ یقیناً سب جاتی ہیں اور جا کر بعض دفعہ خوب دیر لگتی ہے۔ اور بچہ کے رونے کی پرواہ نہیں کی جاتی تو کیا نماز کیلئے تم سے اتنا بھی نہیں ہوسکتا جتنا پیشاب کے لئے کرتی ہو؟ افسوس! معلوم ہوا یہ سب مہمل عذر ہیں۔[۱]

بعض عورتیں اگر نماز پڑھتی بھی ہیں تو بہت ہی دیر کر کے اور مکروہ وقت میں۔ اور پھر اس قدر جلدی کہ نہ قیام درست نہ رکوع ٹھیک گویا ایک مصیبت ہے کہ جس طرح بنے اس سے چھوٹیں۔

بیبیو! اگر زیادہ ہمت نہیں تو نفلیں نہ پڑھا کرو لیکن فرائض اور سنتوں میں تو کتر بیونت (کانٹ چھانٹ اور کوتاہی) نہ کیا کرو ان میں تو ارکان کی تعدیل کا لحاظ ضرور کیا کرو۔[۲]

نماز کی پابندی کا طریقہ وتدبیر

آدمی جس کام کے لئے آمادہ ہوجاتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں ضرور مدد فرماتے ہیں۔ تو جو عورتیں (نماز نہ پڑھنے کے) ایسے بہانے کرتی ہیں وہ ذرا نماز شروع کر کے تو دیکھیں انشاء اللہ پھولوں کی طرح ہلکی ہوجائیں گی۔ مگر اب تو عورتیں ارادہ ہی نہیں کرتیں۔ اس لئے نہ کرنے کے سو ۱۰۰ بہانے ہیں۔ ورنہ ارادہ وہ چیز ہے کہ ایک ایسا شخص جس سے بارش یا سردی میں خود اٹھ کر پانی بھی نہیں پیا جاتا اگر کلکٹر صاحب کا حکم اس حالت میں اس کے پاس پہونچے کہ فلاں مقام

---

[۱] اسباب الغفلۃ ملحقہ دین ودنیا ص ۳۹۸ [۲] تفصیل التوبہ ص ۴۵ ج ۸

میں ہم سے آ کر ملو تو وہ دو میل پیدل چلا جاتا ہے لوگ حیرت کرتے ہیں کہ اس میں یہ قوت کہاں سے آ گئی۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ارادہ کی قوت ہے جس پر حق تعالیٰ نے امداد کا وعدہ فرمایا ہے۔

عورتیں نماز کا ارادہ ہی نہیں کرتیں ورنہ کچھ مشکل بات نہ تھی۔ لیجئے میں ایک تدبیر بتلاتا ہوں جس سے بہت جلد نماز کی پابندی حاصل ہو جائے گی وہ یہ کہ جب ایک وقت کی نماز قضا ہو تو ایک وقت کا فاقہ کرو۔ پھر دیکھیں نماز کیسے قضا ہوتی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ نماز کی پابندی تو فاقہ سے ہو گی مگر فاقہ کی پابندی کیسے ہو گی اس کی بھی تو کوئی ترکیب بتلاؤ کیونکہ یہ تو نماز سے بھی زیادہ مشکل ہے۔ فاقہ کس سے ہو سکتا ہے میں کہتا ہوں کہ فاقہ میں تو کچھ کرنا ہی نہیں پڑتا بلکہ چند کاموں سے اپنے کو روکنا پڑتا ہے اور یہ اختیاری بات ہے کہ ایک کام مت کرو۔ کسی کام کا کرنا تو مشکل ہوتا ہے مگر نہ کرنا کیا مشکل ہے۔

اگر کسی سے یہ نہ ہو سکے تو وہ اپنے ذمہ کچھ مالی جرمانہ مقرر کر لے کہ اتنے پیسے فی نماز خیرات کیا کروں گی۔ یا کچھ نمازیں مقرر کر لیں کہ ایک نماز قضا ہوئی تو مثلاً دس رکعتیں نفل بطور جرمانہ کے پڑھا کروں گی۔ اس طرح چند روز میں نفس ٹھیک ہو جائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ ذرا عمل کر کے تو دیکھو۔[1]

عورتوں کو نماز کا پابند اور دیندار بنانے کی تدبیر

میں ایک آسان تدبیر بتلاتا ہوں کہ اس پر عمل کرنے سے ضرور دین کی پابندی ہو جائے گی وہ یہ ہے کہ جس روز نماز وغیرہ میں عورتوں کی ذرا سستی دیکھو اس روز ان کے ہاتھ کا کھانا نہ کھاؤ یہ ایسی سخت سزا ہے کہ اس کے بعد بہت

---

[1] اسباب الغفلۃ ملحقہ دین ودنیا

جلد اصلاح ہوجائے گی کیونکہ جس روز تم ان کے ہاتھ کا کھانا نہ کھاؤ گے اس روز یقیناً ان کا بھی فاقہ ہوگا، بس جب دو چار روز ایسا ہوگا خود سنبھل جائیں گی تو طریقہ یہ ہے۔[۱]

خلاصہ کلام

نماز میں عورتیں بہت کوتاہی کرتی ہیں۔ بعض تو نماز پڑھتی ہی نہیں اور ایسی ہی زیادہ ہیں۔ اور بعض پڑھتی ہیں مگر ان کا قرآن صحیح نہیں ہے۔ اور نہ قرآن صحیح کرنے کا اہتمام کرتی ہیں۔ اور بعض کا قرآن بھی صحیح ہے تو وہ وقت کو بہت تنگ کر دیتی ہیں۔ ظہر کی نماز عصر کے وقت اور عصر کی مغرب کے وقت پڑھتی ہیں حالانکہ مردوں کے لئے تو بعض اوقات میں تو تاخیر مسنون بھی ہے مگر عورتوں کے لئے تو سب نمازیں اول وقت پڑھنا افضل ہے، مگر یہ اول تو اول اخیر میں بھی نہیں پڑھتیں بلکہ اکثر قضا پڑھتی ہیں۔

اور بعض عورتیں (یہ کوتاہی کرتی ہیں کہ) ان نمازوں کی قضا نہیں کرتیں جو ہر مہینہ ان سے غسل کی تاخیر کی وجہ سے چھوٹ جاتی ہیں۔ اگر احتیاط کریں اور مسئلہ اچھی طرح معلوم کرلیں تو اول تو ایسی نوبت ہی نہ آئے اور جو غلطی سے ایسا ہوجائے تو جلد ہی قضا کرنا چاہئے۔

غرض اعمال ظاہرہ میں نماز سب سے اہم ہے اس کی اچھی طرح پابندی کرنا چاہئے۔ اور دل لگا کر نماز پڑھا کریں جلدی جلدی سر سے بوجھ نہ اتاریں۔[۲]

بعض عورتیں قرآن غلط پڑھتی ہیں اس کا اہتمام بھی ضروری ہے کہ (قرآن پاک صحیح ہوجائے) بعض دفعہ ایسی غلطی ہوجاتی ہے جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ چند سورتیں تو نماز کے لئے کم از کم ضرور صحیح کرلو۔[۳]

---

[۱] دعوات عبدیت ص ۲۷ ج ۸ وعظ تفصیل التوبۃ [۲] التبلیغ ص ۵۵ ج ۳ [۳] الکمال فی الدین ص ۱۰۳

باب ۶

روزہ کی اہمیت

رمضان کے روزے رکھنا بھی نماز زکوٰۃ کی طرح اسلام کا ایک رکن یعنی بڑی شان کا ایک لازمی حکم ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

یَاأَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ (بقرہ پ۲) اے ایمان والو تم پر روزہ فرض کیا گیا [۱]

حدیث شریف میں روزہ کا بڑا ثواب آیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزہ دار کا بڑا رتبہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے محض اللہ تعالیٰ کے واسطے ثواب سمجھ کر رکھے تو اس کے سب اگلے گناہ صغیرہ بخش دیئے جائیں گے۔[۲]

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ دار کے منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پیاری ہے۔ قیامت کے دن روزہ کا بے حد ثواب ملے گا۔[۳]

روایت ہے کہ روزہ داروں کے واسطے قیامت کے دن عرش کے نیچے دسترخوان بچھایا جائے گا وہ لوگ اس پر بیٹھ کر کھانا کھائیں گے اور سب لوگ ابھی حساب ہی میں پھنسے ہوں گے۔ اس پر وہ لوگ کہیں گے کہ یہ لوگ کیسے ہیں کہ کھانا کھا پی رہے ہیں اور ہم ابھی حساب ہی میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ان کو جواب ملے گا کہ یہ لوگ روزہ رکھا کرتے تھے اور تم لوگ روزہ نہ رکھتے تھے۔[۴]

یہ روزہ بھی دین اسلام کا بڑا رکن ہے جو کوئی رمضان کے روزے نہ رکھے گا اس کو بڑا گناہ ہوگا۔ اور اس کا دین کمزور ہو جائے گا۔

---

[۱] حیوٰۃ المسلمین ص ۱۵۸ [۲] مشکوٰۃ [۳] درمنثور

روزہ میں ایک خاص بات ایسی ہے جو کسی عبادت میں نہیں وہ یہ کہ چونکہ روزہ ہونے یا نہ ہونے کی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو خبر نہیں ہوسکتی اس لئے روزہ وہی رکھے گا جس کو اللہ تعالیٰ کی محبت یا اللہ تعالیٰ کا ڈر ہوگا۔ اور اگر اس میں کچھ کمی بھی ہوگی تو تجربہ سے ثابت ہے کہ محبت وعظمت کے کام کرنے سے محبت وعظمت پیدا ہوجاتی ہے اس لئے روزہ رکھنے سے یہ کمی پوری ہوجائے گی۔ اور ظاہر ہے کہ جس کے دل میں خدا تعالیٰ کا خوف اور محبت ہوگی وہ دین میں کتنا مضبوط ہوگا تو روزہ رکھنے میں دین کی مضبوطی خاصیت ثابت ہوگئی۔

اور روزہ جس طرح گناہوں سے بچاتا ہے جو کہ باطنی بیماریاں ہیں اسی طرح بہت سی ظاہری بیماریوں سے بھی بچاتا ہے کیونکہ زیادہ تر بیماریاں کھانے پینے کی زیادتی سے ہوتی ہیں روزے سے ان میں کمی ہوگی تو ایسی بیماریاں بھی نہ آئیں گی۔ ایک حدیث میں اس کی طرف اشارہ بھی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شئی کی ایک زکوٰۃ ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے۔[۱]

یعنی جس طرح زکوٰۃ میں مال کا میل کچیل نکل جاتا ہے اسی طرح روزہ میں بدن کا میل کچیل یعنی فاسد مادہ جس سے بیماری پیدا ہوتی ہے دور ہوجاتا ہے۔ ایک حدیث میں یہ مضمون بالکل صاف آیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ رکھا کرو تندرست رہوگے۔[۲]

اور روزہ سے جس طرح ظاہری وباطنی مضرت زائل ہوتی ہے اسی طرح اس سے ظاہری وباطنی مسرت بھی حاصل ہوتی ہے۔[۳]

---

[۱] ابن ماجہ [۲] طبرانی [۳] حیوۃ المسلمین ص ۱۶۰ روح شانزدہم

رمضان کا فائدہ

تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ رمضان کی عبادت کا اثر اس کے بعد گیارہ مہینے تک رہتا ہے جو کوئی رمضان میں طبیعت پر زور دے کر بھی نیکی (اور عبادت) کرلیتا ہے تو اس کے بعد آسانی سے نیکی کر سکتا ہے، اور جو کوئی رمضان میں کسی گناہ سے بچا رہے تو پورے سال اس گناہ سے بچ سکتا ہے۔ اور اس مہینہ میں گناہ چھوڑنا کچھ مشکل نہیں کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ شیطان قید کر دیئے جاتے ہیں۔ پس جب شیطان قید ہوگئے تو گناہ آپ ہی کم ہو جائیں گے اور ان کا چھوڑ دینا آسان ہو جائے گا۔ کیونکہ گناہ کی رغبت دلانے والی دو چیز ہیں ایک تو شیطان دوسرے نفس۔ پس شیطان تو قید کر دیئے گئے۔ اب صرف ایک نفس گناہوں کی طرف رغبت دلانے والا رہ گیا۔ پس اس کو روک لینا آسان ہے۔ پہلے کی طرح رمضان میں دونوں کو روکنے کی مشقت نہیں اٹھانی پڑے گی۔ اس ایک مہینہ میں یہ تکلیف اٹھا لینی کوئی بڑی بات نہیں۔ اور جب اس مہینہ میں گناہ چھوڑے رکھو گی تو پھر تمام سال اس سے بچا رہنا آپ ہی آسان ہو جائے گا، غرض اس مہینہ میں ہر عضو کو گناہ سے بچانا چاہئے۔ (تسہیل المواعظ ج ا ص ۸ ۷ مطبوعہ ملتان)

رزہ کا مقصد

اللہ میاں نے اس مہینہ میں ان چیزوں کو بھی حرام کر دیا ہے جو پہلے حلال تھیں پھر جو چیزیں پہلے ہی سے حرام ہیں وہ کس قدر زیادہ حرام ہوگئی ہوں گی؟ اللہ تعالیٰ نے روزہ رکھنے کی وجہ یہ بتلائی ہے **لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ** روزہ اس واسطے ہے کہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔ اب ہر شخص سوچ لے کہ رمضان میں پہلے سے کتنا زیادہ پرہیزگار ہو گیا پہلے

کی حالت میں اور اب میں کتنا فرق ہوا؟ بے پردگی کو چھوڑ دیا یا نہیں؟ غیبت سے یعنی کسی کو پیٹھ پیچھے برا کہنے سے رکا یا نہیں؟ مگر دیکھا جاتا ہے کہ کوئی بات بھی نہیں چھوڑی، دونوں حالتیں ایک سی ہیں، کسی بات میں کچھ کمی نہیں ہوئی، بس فقط ایک کام یہ کیا کہ کھانا کھانے کے وقت بدل دیئے ہیں کچھ کھانے میں کمی بھی نہیں کی جتنا پہلے کھاتے تھے اتنا ہی رمضان میں بھی کھاتے ہیں۔غرض کہ اللہ تعالیٰ نے روزہ ہم پر اس واسطے فرض کیا تھا کہ برائیاں کم ہوجائیں مگر ہم لوگوں نے کچھ کم نہ کیں۔اللہ والے تو کھانا بھی اس مہینہ میں پہلے سے کم کھاتے ہیں خیر کھانا اگر پہلے کے برابر کھاؤ تو جائز ہے مگر گناہ تو کسی طرح جائز نہیں لیکن ہماری حالت یہ ہے کہ دن بھر گناہوں میں گھرے رہتے ہیں بلکہ بعض تو رمضان میں اور زیادہ گناہ کرنے لگتے ہیں۔اسی کو دیکھ لیجئے کہ (پانچوں وقت کی) نماز اپنے وقت پر ہوتی ہے یا نہیں؟ عموماً نماز کو وقت سے دیر کر کے پڑھنے کی عادت ہوگئی ہے۔(خصوصاً عورتیں کھانے اور افطار کی تیاری میں عصر کی نماز میں بہت دیر کرتی ہیں) بہتیروں کی نماز قضا ہوتی ہے اور قضاء نہ بھی ہو تو دیر تو ضرور ہو جاتی ہے،خوش ہیں کہ ہم نے روزہ رکھ لیا، بڑا تعجب ہے کہ نماز کو چھوڑ دیا بھلا صرف روزہ اس کے لئے کیسے کافی ہوسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی بخشش کو اس قدر بڑھا دیا کہ دس گنا دینے کا وعدہ فرما دیا اور ہم اس قدر گناہ کرتے ہیں کہ نیکیوں کو دس گنا کر دینے پر بھی ہمارے گناہ ہی زیادہ رہتے ہیں۔چاہئے تو یہ تھا کہ نیکیاں بڑھی رہتیں اور اس کو بھی اگر جانے دیجئے تو برابر تو رہتیں۔جب ہماری یہ حالت ہے کہ وہ تو ایک نیکی کو دس نیکیاں بنا دیتے ہیں اور پھر بھی ہمارے گناہ ہی بڑھے رہتے ہیں۔تو پھر ہمارا کیا حال ہونا چاہئے۔اچھا اس کو بھی جانے دیجئے اگر ہم ہمیشہ گناہوں کو گھٹا نہیں سکتے تو رمضان میں تو ایسا کر لیا جائے کہ ہر عضو کو گناہ سے بچایا جائے۔ (تسہیل المواعظ،ص ۷۶ ج۱)

روزہ کے متعلق عورتوں کی کوتاہیاں

عورتوں کو روزہ دشوار نہیں اس میں وہ ماشاءاللہ مردوں سے بھی زیادہ آگے ہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ عورتیں روزے بہت رکھ لیتی ہیں مگر نماز سے ان کی جان نکلتی ہے اور روزہ رکھنے میں عورتوں کا زیادہ کمال بھی نہیں بلکہ ایک طبی راز ہے وہ یہ کہ ان میں رطوبت و برودت کا غلبہ ہے سرد مزاج والے کو بھوک پیاس کم لگتی ہے اس لئے ان کو روزہ آسان ہے۔ دوسرے ان کو کھانے کے اندر مشغولی رہتی ہے اپنے ہاتھ سے سب چیزیں پکاتی ہیں خوشبو سونگھتی رہتی ہیں اس سے بھوک کم ہو جاتی ہے صرف پیاس کی تکلیف رہ گئی اس کی سہار بھی ان کو مشکل نہیں کیونکہ اول تو وہی برودت ورطوبت پیاس کو روکتی ہے دوسرے یہ دن بھر گھر ہی میں رہتی ہیں کہیں دھوپ میں آنے جانے کا ان کو کام نہیں پڑتا۔ رہا یہ کہ کھانے پکانے میں آگ کے سامنے بیٹھنا پڑتا ہے تو اکثر عورتیں جو روزہ دار ہوتی ہیں وہ اپنے ہاتھ سے کم پکاتی ہیں ان کے آگے خدمت کرنے کو نوکرانیاں موجود ہوتی ہیں۔ اور جن کو خود کام کرنا پڑتا ہے وہ یہ ترکیب کرتی ہیں کہ پہلے سالن کی ہانڈی تیار کر لیتی ہیں سالن پکانے میں آگ کے سامنے جم کر نہیں بیٹھنا پڑتا۔ ایک دفعہ آگ جلا دی ہانڈی رکھ دی اور چلتے پھرتے پکالی پھر جب عصر کا وقت ہو گیا گرمی کم ہو گئی جلدی جلدی پندرہ بیس منٹ میں روٹی پکالی۔ اس لئے ان کو کھانا پکانے میں زیادہ دقت نہیں ہوتی۔

تیسری وجہ روزہ کی سہولت کی یہ ہے کہ عموماً عورتوں کو کھانے کی حرص کم ہوتی ہے۔ ان کو عمدہ کھانا مرغوب نہیں ہوتا۔ بس ان کی ہانڈی صرف مردوں (اور بچوں) کے خاطر پکتی ہے اگر کبھی مرد گھر پر نہ ہوں تو یہ چٹنی پیس کر ہی گذر کر لیتی ہیں۔ جب یہ اپنے نفس کو مارتی ہیں تو رفتہ رفتہ ان کی بھوک بھی مرجاتی

ہے۔ اس لئے روزہ میں ان کا کمال نہیں اس میں تو مردوں کا کمال ہے کہ ہاؤ ہپ (کھانے میں بہت تیز) ہیں پھر روزہ رکھتے ہیں مگر افسوس کہ اب مردوں نے روزہ رکھنے میں ہمت ہار دی۔

پس میں عورتوں سے یہ تو نہیں کہتا کہ وہ روزہ نہیں رکھتیں ہاں روزہ میں غیبت سے بچنے کو ضرور کہوں گا۔ کیونکہ ان کا روزہ غیبت سے بہت کم پاک ہوتا ہے، جب ان کو روزہ میں کھانا پکانے کا مشغلہ کم ہوتا ہے تو آپس میں محفل جما کر بیٹھتی ہیں اور تیری میری غیبت شکایت میں روزہ برباد کرتی ہیں یوں تو غیبت ہر حال میں حرام ہے مگر روزہ کی حالت مں اس کا گناہ زیادہ ہے۔ جیسے زنا کرنا حرام ہے اور مکہ معظّمہ میں کرنا سخت گناہ ہے کیونکہ زمان ومکان کے شرف سے جس طرح طاعات کا ثواب بڑھ جاتا ہے اسی طرح معاصی کا گناہ بھی بڑھ جاتا ہے۔

بعض پان کھانے والی عورتیں یہ کوتاہی کرتی ہیں کہ سحری میں منھ کے اندر پان دبا کر سو رہتی ہیں اگر صبح تک منھ میں پان رہا تو روزہ نہیں ہوتا اس کی احتیاط بہت ضروری ہے۔[۱]

روزے میں تو عورتیں بڑی بہادر میں چاہے بیماری ہو یا تکلیف ہو اور حکیم بھی افطار (یعنی روزہ نہ رکھنے) کی اجازت دیدے مگر یہ روزہ قضاء نہیں کرتیں لیکن اس کے ساتھ روزہ میں غیبت بھی بہت کرتی ہیں کیونکہ صبح سے دوپہر تک تو کچھ کام ہوتا نہیں بس بیٹھی ہوئی ادھر ادھر کی باتیں بناتی رہتی ہیں۔ اس لئے ان میں وہ عورتیں (اس وقت) بہت اچھی ہیں جن کو تمباکو کی عادت کی وجہ سے روزہ بہت لگتا ہے (اگر چہ تمباکو کھانا بہت برا ہے) کیونکہ وہ روزہ میں ایک طرف کونہ میں سر ڈالے پڑی رہتی ہیں۔ ان سے بغیر پان کھائے بات تک نہیں ہوسکتی۔ تو وہ

---

[۱] الکمال فی الدین ص ۱۷۰

غیبت وغیرہ سے محفوظ رہتی ہیں۔

بہرحال عورتوں کو روزہ رکھنے کی ترغیب دینے کی ضرورت نہیں اس کو تو عورتیں خود بڑے شوق سے کرلیتی ہیں۔ البتہ روزے کے حقوق ادا کرنے کی ان کو تاکید کرتا ہوں کہ فضول گناہ کی باتوں میں روزہ کو برباد نہ کریں۔ بلکہ قرآن پڑھا کریں بزرگوں کی حکایتیں سنا کریں۔ اور یہ بھی نہ ہو تو ایک طرف پڑ کر سورہا کریں۔[۱]

اعتکاف

رمضان شریف کی بیسویں تاریخ کا دن چھپنے سے ذرا پہلے سے رمضان کی انتیس یا تیس تاریخ یعنی جس دن عید کا چاند نظر آئے اس تاریخ کے دن چھپنے تک اپنے گھر میں جہاں نماز پڑھنے کے لے جگہ مقرر کر رکھی ہو اس جگہ پر پابندی سے بیٹھے۔ اس کو اعتکاف کہتے ہیں۔ اس کا بڑا ثواب ہے۔[۲]

علی بن حسینؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رمضان میں دس روزے کا اعتکاف کرے تو اس کو دو حج اور دو عمرہ جیسا ثواب ہوگا۔[۳]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اعتکاف کرنے والے کے حق میں فرمایا کہ وہ تمام گناہوں سے رکا رہتا ہے۔ اور اس کو ایسا ثواب ملتا ہے۔ جیسے کوئی تمام نیکیاں (اور ثواب کے کام) کر رہا ہو۔[۴]

عورتیں گھر ہی میں اپنی نماز پڑھنے کی جگہ اعتکاف کریں۔ حضور ﷺ کی بیبیاں بھی اعتکاف کرتی تھیں۔[۱]

اگر اعتکاف شروع کرے تو صرف پیشاب پائخانہ یا کھانے پینے کی ضرورت سے تو وہاں سے اٹھنا درست ہے، اور اگر کوئی کھانا پانی دینے والا

---

[۱] التبلیغ علاج الحرص ص ۵۶ ج ۳ [۲] بہشتی زیور ص ۱۴۷ [۳] بیہقی [۴] مشکوٰۃ از ابن ماجہ

ہوتو اس کے لئے بھی نہ اٹھے ہر وقت اسی جگہ رہے۔ اور وہیں سوئے۔ اور بہتر یہ ہے کہ بیکار نہ رہے۔ قرآن پڑھتی رہے۔ نفلیں اور تسبیحیں جو توفیق ہو اس میں لگی رہے۔ اور اگر حیض یا نفاس آجائے تو اعتکاف چھوڑ دے۔ اس حالت میں اعتکاف درست نہیں، اور اعتکاف میں مرد سے ہمبستر ہونا لپٹنا چمٹنا بھی درست نہیں۔[۲]

صدقۂ فطر

(۱) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے آخر رمضان میں فرمایا کہ اپنے روزہ کا صدقہ نکالو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صدقہ مقرر فرمایا ہے ہر شخص پر (جو صاحب نصاب ہو) آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت بچہ ہو یا بوڑھا۔[۳]

(۲) حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کا ایک صاع مقرر فرمایا ہے کھجور سے۔ اور ایک صاع جو سے۔ اور حکم دیا ہے کہ عید کی نماز سے پہلے ادا کیا جائے۔[۴]

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں جو مالدار ہو وہ صدقۂ فطر ادا کرے کیونکہ صدقۂ فطر دینے سے اللہ تعالیٰ روزوں کو پاک کر دیتا ہے اور تم میں جو فقیر ہو پھر بھی صدقہ دے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کے دینے سے بھی زیادہ عطا فرماتے ہیں۔[۵]

(۴) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۂ فطر کو اس واسطے مقرر فرمایا کہ روزے لغو اور فحش باتوں سے پاک ہو جائیں، اور غریبوں کو کھانے کو ملے۔[۶]

---

[۱] فروع الایمان ص۶۳ حیوۃ المسلمین ص۱۶۴ [۲] بہشتی زیور ص۱۴۷ ج۳
[۳] ابوداؤد ونسائی [۴] متفق علیہ [۵] ابوداؤد [۶] فروع الایمان ص۵۸ ج۵ خطبات الاحکام ص۱۹۶

باب ۷

زکوٰۃ کا بیان

زکوٰۃ کی اہمیت: زکوٰۃ بھی نماز کی طرح اسلام کا ایک رکن بڑی شان والا لازمی حکم ہے بہت سی آیتوں میں زکوٰۃ دینے کا حکم اور اس کے دینے کا ثواب اور زکوٰۃ نہ دینے کا عذاب مذکور ہے۔

(۱) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ زکوٰۃ اسلام کا ایک پل ہے یا بلند عمارت ہے کہ اگر زکوٰۃ نہ دے تو اسلام پر نہیں چل سکتا۔[۱]

۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص تم میں اللہ اور رسول پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہئے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے۔[۲]

۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو نماز کی پابندی کا اور زکوٰۃ دینے کا حکم کیا گیا ہے اور جو شخص زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز مقبول نہیں ہوتی۔[۳]

۴۔ اور ایک روایت میں عبداللہ بن مسعودؓ کا ارشاد ہے کہ جو شخص نماز کی پابندی کرے اور زکوٰۃ نہ دے وہ پورا مسلمان نہیں کہ اس کا نیک عمل اس کو نفع دے۔[۴]

۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زکوٰۃ نہ دینے والا قیامت کے دن دوزخ میں جائے گا۔[۵]

۶۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس قوم نے زکوٰۃ دینا بند کر لیا اللہ تعالیٰ ان کو قحط میں مبتلا کرتا ہے اور ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ ان سے بارش کو روک لیتا ہے۔[۶]

---

[۱] اصبہانی [۲] طبرانی صغیر [۳] طبرانی [۴] اصبہانی [۵] طبرانی صغیر [۶] حیوٰۃ المسلمین

زکوٰۃ کے متعلق عورتوں کو تہدید

۱۔ جس عورت کے پاس مال ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ نہ نکالتی ہو تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بڑی گنہگار ہے۔ قیامت کے دن اس پر بڑا سخت عذاب ہوگا۔[۱]

۲۔ حضرت اسماءؓ سے روایت ہے کہ میں اور میری خالہ نبی ﷺ کی خدمت میں اس حالت میں حاضر ہوئے کہ ہم سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھے آپ نے ہم سے پوچھا کیا تم ان کی زکوٰۃ دیتی ہو؟ ہم نے عرض کیا نہیں! آپ نے فرمایا کیا تم کو اس سے ڈر نہیں لگتا کہ تم کو اللہ تعالیٰ آگ کے کنگن پہنائے؟ اس کی زکوٰۃ ادا کیا کرو۔[۲]

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس سونا چاندی ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ نہ دیتا ہو قیامت کے دن اس کے لئے آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی پھر ان کو دوزخ کی آگ میں گرم کر کے اس کی دونوں کروٹیں اور پیشانی اور پیٹھ داغی جائے گی۔ اور جب ٹھنڈی ہو جائیں گی پھر گرم کر لی جائیں گی۔[۳]

اور نبی علیہ السلام نے فرمایا جس کو اللہ نے مال دیا اور اس نے زکوٰۃ نہ ادا کی تو قیامت کے دن اس کا مال ایک بڑے زہریلے گنجے سانپ کی شکل کا بنا دیا جائے گا اور اس کے گلے میں طوق کی طرح ڈال دیا جائے گا وہ اس کی گردن میں لپٹ جائے گا پھر اس کے دونوں جبڑے نوچے گا اور کہے گا میں ہی تیرا مال ہوں اور میں ہی تیرا خزانہ ہوں۔[۴]

خدا کی پناہ بھلا اتنے عذاب کی کون سہار (برداشت) کر سکتا ہے تھوڑے سے لالچ کے بدلے یہ مصیبت بھگتنا بڑی بے وقوفی کی بات ہے۔ خدا ہی کی دی ہوئی دولت کو خدا کی راہ میں نہ دینا کتنی بے جا بات ہے۔[۵]

---

[۱] بیہقی، حاکم [۳] بخاری و مسلم [۴] بہشتی زیور ص۲۲ ج۳ حیٰوۃ المسلمین [۵] بہشتی زیور ص۲۳ ج۳

زکوٰۃ کے متعلق عورتوں کی کوتاہیاں

زکوٰۃ میں عورتیں بہت سستی کرتی ہیں کہ اپنے زیوروں لچکوں کی زکوٰۃ نہیں دیتیں۔ یادرکھو! جتنا زیور عورت کو جہیز میں ملتا ہے وہ اس کی ملک ہے اس کی زکوٰۃ دینا اس پر واجب ہے اور جو زیور شوہر کے گھر سے ملتا ہے اگر وہ اس نے اس کی ملک کردیا ہے تو اس کی زکوٰۃ بھی اس پر واجب ہے۔اور اگر ملک نہیں کیا (یعنی ان کو مالک نہیں بنایا بلکہ) محض پہننے کے واسطے دیا ہے تو اس کی زکوٰۃ مردوں کے ذمہ واجب ہے۔ ہر سال اپنے زیور کا حساب کرکے جتنی زکوٰۃ اپنے ذمہ ہو فوراً ادا کردینا چاہئے۔اس میں سستی کرنے سے گناہ ہوتا ہے۔

دیکھو خدا تعالیٰ نے بہت سے غریبوں کو مال نہیں دیا حالانکہ تم ان سے کچھ (کامل) نہیں ہو اکثر غرباء کمالات میں تم سے بڑھے ہوئے ہیں کہ وہ نمازی بھی ہیں دیندار بھی ہیں پھر بھی جوان کو خدا نے مال نہیں دیا اور تم کو دیا ہے تو اس کی کیا وجہ ہے ؟ خدا نے امیروں (مالداروں) کو اسی واسطے مال دیا ہے کہ وہ غریبوں کو دیا کریں۔ کیونکہ ہر شخص اتنے ہی مال کا حقدار ہے جتنے کی اس کو ضرورت ہے پھر جس کو خدا نے حاجت سے زیادہ مال دیا ہے وہ جمع کرنے کے واسطے نہیں ہے بلکہ ان لوگوں کو دینے کے واسطے ہے جن کو بقدر حاجت بھی نہیں ملا۔ اور اس میں خدا تعالیٰ کی بہت سی حکمتیں ہیں کہ وہ غریبوں کو امیروں کے ہاتھ سے دلوانا چاہتے ہیں

اس قاعدہ کا تو یہ مقتضی تھا کہ امیروں کو یہ حکم دیا جاتا کہ جتنا مال ان کی ضرورت سے زیادہ ہو سب غریبوں کو دیدیا کریں۔ کیونکہ عقلاً وہ انہی کا حق ہے لیکن یہ خدا کی کتنی بڑی رحمت ہے کہ اس نے سارا مال دینے کا حکم نہیں کیا۔ بلکہ صرف چالیسواں حصہ واجب کیا۔ پھر اس میں بھی کوتاہی کرنا بڑا ظلم ہے۔ (الکمال فی الدین ۱۰۷)

مسلمانوں کی زیادہ تر ظاہری وباطنی پریشانی کا سبب افلاس (تنگدستی) ہے۔اورزکوٰۃ اس کا کافی علاج ہے۔اگر مالدار فضول خرچی نہ کریں اور ہٹے کٹے (لوگ) محنت مزدوری کرتے رہیں اور معذور لوگوں کی زکوٰۃ سے امداد ہوتی رہے تو مسلمانوں میں ایک بھی ننگا بھوکا نہ رہے،سب سے زیادہ زکوٰۃ کے حقدار اپنے غریب رشتہ دار ہیں خواہ بستی میں ہوں یا دوسری جگہ۔ان کے بعد اپنی بستی کے دوسرے غریب۔لیکن اگر دوسری بستی کے لوگ زیادہ غریب ہوں تو پھر ان ہی کا حق زیادہ ہے۔[1]

اکثر عورتوں کی عادت

اکثر عورتیں زکوٰۃ نہیں دیتیں کیونکہ روپیہ خرچ ہوگا۔بعض دفعہ زیور کی زکوٰۃ نہ مرد دیتا ہے نہ عورت۔مرد کہتا ہے کہ زیور عورت کا ہے اور عورت کہہ دیتی ہے کہ زیور مرد کا ہے میں کیوں زکوٰۃ دوں۔جس کا مال ہے خود دے۔مگر اس بہانے سے خدا کے یہاں سے نہیں چھوٹ سکتے آخر دونوں میں کسی کا تو ہے ہی۔بس اسی کے ذمہ زکوٰۃ ہے۔اور اگر دونوں کا ہے تو ہر ایک اپنے اپنے حصہ کی زکوٰۃ ادا کرے۔اور اگر واقعی نہ اس کا ہے نہ اس کا تو پھر یہ مال خدا کا ہے اس کو وقف کے مصارف میں کسی مسجد یا مدرسہ میں لگا دینا چاہئے،یا غریبوں کو بانٹ دینا چاہئے۔[2]

---

[1] حیوٰۃ المسلمین ص ۱۵۰ [2] اسباب الغفلۃ ص ۳۸۴ ملحقہ دین ودنیا

زکوٰۃ ادا کرنے سے مال کی کمی کا شبہ اور اس کا جواب

اکثر مالدار لوگ زکوٰۃ دینے میں اس وجہ سے کوتاہی کرتے ہیں کہ وہ ڈرتے ہیں کہ زکوٰۃ دینے سے روپیہ کم ہو جائیگا۔

سو اول تو اس کا تجربہ ہو چکا ہے کہ زکوٰۃ وصدقہ دینے سے مال کبھی کم نہیں ہوتا۔ اس وقت اگر کسی قدر نکل جاتا ہے تو کسی موقع پر اس سے زیادہ اس میں آجاتا ہے۔ حدیث شریف میں بھی یہ مضمون موجود ہے۔

دوسرے اگر بالفرض کم ہی ہو گیا تو کیا ہے؟ آخر اپنی نفسانی لذتوں میں ہزاروں روپیہ خرچ کر ڈالتے ہیں وہ بھی کم ہوتا ہے۔ سرکاری ٹیکس اور محصول میں بھی تو بہت کچھ دینا پڑتا ہے۔ اور اگر نہ دو تو باغی اور مجرم قرار دیئے جاؤ آخر اس میں بھی تو گھٹتا ہے۔ پھر اِس کو بھی خدائی ٹیکس سمجھو۔

تیسرے یہ کہ دنیا میں اگرچہ کم ہوتا ہوا نظر آتا ہے مگر وہاں (یعنی آخرت میں) جمع ہوتا ہے۔ آخر ڈاکخانہ میں بینک میں روپیہ جمع کرتے ہو تمہارے قبضہ سے تو نکل ہی جاتا ہے مگر اطمینان ہوتا ہے کہ معتبر جگہ جمع ہے نفع بڑھتا رہتا ہے۔ اسی طرح ایمان والے کو خداوند جل شانہٗ کے وعدوں پر اعتماد کر کے سمجھنا چاہئے کہ وہاں جمع ہو رہا ہے۔ اور قیامت کے روز اصل مال نفع کے ساتھ ایسے موقع پر ملے گا جس وقت سخت ضرورت ہوگی۔

اس کے علاوہ مال کی حفاظت کے واسطے چوکیدار نوکر رکھتے ہو اس کی تنخواہ دینی پڑتی ہے باوجودیکہ تعداد گھٹ جاتی ہے۔ مگر اس ڈر سے کہ تھوڑی بچت کے واسطے کہیں سارا روپیہ نہ چوری ہو جائے اس لئے رقم خرچ کرنا گوارا ہوتا ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ ادا کرنے کو مال کا محافظ سمجھو۔

حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ نہ دینے سے مال ہلاک ہوجاتا ہے۔(اوراس کی وجہ سے کبھی نہ کبھی کوئی نہ کوئی مصیبت ضرور آتی ہے)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ نہیں مخلوط ہوتی زکوٰۃ کسی مال میں مگر وہ اس مال کو ہلاک کردیتی ہے۔[1]

اور ایک روایت میں ہے کہ اگر تجھ پر زکوٰۃ واجب ہوئی اور تو نے اس کو نہ نکالا ہو سو یہ حرام اس حلال کو ہلاک کرڈالتا ہے۔

سو اپنے مال ہی کی حفاظت کے لئے زکوٰۃ ادا کرو۔ پھر یہ کہ ایسا کوئی شخص نہیں ہے جس کو ضرورت مندوں کے لئے کچھ نہ کچھ خرچ نہ کرنا پڑتا ہو۔ کاش اگر حساب کرکے خرچ کریں تو زکوٰۃ سہولت سے ادا ہوجائے۔[2]

---

[1] رواہ الشافعی والبخاری [2] فروع الایمان ص ۵۷

باب ۸
حج وقربانی

جس شخص کے پاس ضروریات سے زائد اتنا خرچ ہو کہ سواری پر متوسط گذر کے ساتھ کھاتا پیتا چلا جائے اور حج کر کے چلا آئے اس کے ذمہ حج فرض ہو جاتا ہے۔

حج کی بڑی فضیلت آئی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو حج گناہوں اور خرابیوں سے پاک ہو اس کا بدلہ سوائے جنت کے اور کچھ نہیں۔ اسیطرح عمرہ کرنے پر بھی بڑے ثواب کا وعدہ فرمایا ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حج اور عمرہ دونوں کے دونوں گناہوں کو اس طرح دور کرتے ہیں جیسے بھٹی لوہے کے میل کو دور کرتی ہے۔

اور جس کے ذمہ حج فرض ہو اور وہ نہ کرے اس کے لئے بڑی دھمکی آئی ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے پاس کھانے پینے اور سواری کا اتنا سامان ہو جس سے وہ بیت اللہ شریف تک جا سکے اور پھر حج نہ کرے تو وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے خدا کو اس کی کچھ پرواہ نہیں۔

اور یہ بھی فرمایا ہے کہ حج کا ثواب ترک کرنا اسلام کا طریقہ نہیں ہے۔[۱]

چند حدیثیں

(۱) حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو کوئی ظاہری مجبوری یا معذور کر دینے والی بیماری حج سے روکنے

---

۱ بہشتی زیور ۳۳ ج ۳

والی نہ ہو(اوراس پر حج فرض ہو)اور پھر وہ حج کئے بغیر مر جائے اس کو اختیار ہے خواہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔[۱]

(۲) حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج کرنے یا عمرہ کرنے یا جہاد کرنے چلا پھر وہ رستہ ہی میں ان کاموں کے کرنے سے پہلے مرگیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے حج وعمرہ اور غازی کا ثواب لکھے گا۔[۲]

(۳) حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اگر وہ دعاء کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی دعاء قبول کرتا ہے۔اگر وہ اس سے مغفرت چاہتے ہیں تو وہ ان کی مغفرت کرتا ہے۔[۳]

زیارتِ مدینہ

اگر گنجائش ہو تو حج کے بعد یا حج سے پہلے مدینہ منورہ حاضر ہو کر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک اور مسجد نبوی کی زیارت سے برکت حاصل کرے۔اس کے متعلق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی اس کو وہی برکت ملے گی جیسے میری زندگی میں کسی نے زیارت کی۔اور یہ بھی فرمایا کہ جو شخص خالی حج کرے اور میری زیارت کو نہ جائے اس نے میرے ساتھ بڑی بے مروت کی۔

اوراس مسجد کے حق میں آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس میں ایک نماز پڑھے اس کو پچاس ہزار نماز کے برابر ثواب ملے گا۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ دولت نصیب کرے اور نیک کاموں کی توفیق عطا فرمائے۔[۳]

---

[۱] مشکوٰۃ از دارمی بیہقی [۲] مشکوٰۃ از ابن ماجہ حیٰوۃ المسلمین ص ۱۷۰ [۳] بہشتی زیور ص ۳۵

قربانی

قربانی کرنے کا بڑا ثواب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قربانی کے دنوں میں قربانی سے زیارہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں، ان دنوں میں یہ نیک کام سب نیکیوں سے بڑھ کر ہے۔ اور قربانی کرتے وقت یعنی ذبح کرتے وقت خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا ہے زمین تک پہونچنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے پاس مقبول ہو جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قربانی کے جانور کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں ہر ہر بال کے بدلے ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ سبحان اللہ بھلا سوچو تو اس سے بڑھ کر کیا ثواب ہوگا کہ ایک قربانی کرنے سے ہزاروں لاکھوں نیکیاں مل جاتی ہیں۔ بھیڑ (بکرے) کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں اگر کوئی صبح سے شام تک گنے تب بھی نہ گن پائے۔ پس سوچو تو کتنی نیکیاں ہوئیں۔

بڑی دینداری کی بات یہ ہے کہ اگر کسی پر قربانی کرنا واجب بھی نہ ہو تب بھی اتنے بڑے ثواب کے لالچ سے قربانی کر دینا چاہئے۔ جب یہ دن چلے جائیں گے تو یہ دولت کہاں نصیب ہوگی۔ اور اتنی آسانی سے اتنی نیکیاں کیسے کما سکوگی۔ اور اگر اللہ نے مالدار اور امیر بنایا ہو تو مناسب ہے کہ جہاں اپنی طرف سے قربانی کرے جو رشتہ دار مر گئے ہیں جیسے ماں باپ وغیرہ ان کی طرف سے بھی قربانی کر دے تا کہ ان کی روح کو اتنا بڑا ثواب پہونچ جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بیبیوں کی طرف سے، اپنے پیر وغیرہ کی طرف سے کر دے۔ اور نہیں تو کم از کم اتنا ضرور ہی کرے کہ اپنی طرف سے قربانی کرے۔ کیونکہ مالدار پر قربانی واجب ہے۔

جس کے پاس مال دولت سب کچھ موجود ہے اور قربانی کرنا اس پر واجب ہے پھر بھی اس نے قربانی نہ کی اس سے بڑھ کر بدنصیب اور محروم کون ہوگا اور گناہ رہا سو الگ۔

قربانی سے متعلق چند حدیثیں

(۱) حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس طرح قربانی کرے کہ اسکا دل خوش ہو اور اپنی قربانی میں ثواب کی نیت رکھتا ہو وہ قربانی اس شخص کے لئے دوزخ سے آڑ ہو جائے گی۔(طبرانی)

(۲) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی قربانی کو خوب طاقتور کیا کرو (یعنی کھلا پلا کر) کیونکہ پلصراط پر تمہاری سواریاں ہوں گی۔(کنزل العمال)

(۳) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قربانی کرنے کی گنجائش رکھے اور قربانی نہ کرے سو وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔(حاکم)

فائدہ:۔اس حدیث سے کس قدر ناراضگی ٹپکتی ہے کیا کوئی مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی برداشت کرسکتا ہے؟ اور یہ ناراضگی اس کے لئے ہے جس کے ذمہ قربانی واجب ہو اور جس کو گنجائش نہ ہو اس کے لئے نہیں۔

(۴) ابوطلحہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دنبہ کی قربانی فرمائی اور دوسرے دنبہ کے بارے میں فرمایا کہ یہ قربانی میری امت کی طرف سے ہے جو مجھ پر ایمان لائے۔(جمع الفوائد)

فائدہ:۔ غور کرنے کی بات ہے کہ جب حضور نے قربانی میں اپنی امت کو یاد رکھا تو افسوس ہے کہ امتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد نہ رکھیں اور ایک حصہ بھی آپ کے طرف سے نہ کریں۔(بہشتی زیور ص ۳۲۸، حیٰوۃ المسلمین ص ۱۲۷، ۱۷۷)

باب ۹

ذکر اللہ کا بیان

اب بعض (ایسی باتیں بیان) کرتا ہوں جن کی برکتیں بہت ہیں اور جن سے توجہ الی اللہ کی قوت ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ نماز روزہ کے ساتھ کچھ اللہ کا ذکر بھی کرنا چاہئے اس سے دل کو خدا تعالیٰ کے ساتھ لگاؤ ہوتا ہے۔ اور نماز میں دل لگتا ہے مگر عورتوں میں ذکر اللہ کا رواج بہت ہی کم ہے اس لئے ان میں کوئی شیخ نہیں ہے ہاں شیخ زادیاں بہت ہیں مگر شیخ بمعنی پیر کوئی نہیں۔

عورتیں اپنے مردوں کے ذریعہ سے کسی شیخ کامل سے ذکر کا طریقہ پوچھ کر کیا کریں اور آپس میں اس کا رواج ڈالیں کیونکہ ان کی طبیعتوں کو ذکر اللہ سے بہت مناسبت ہے اس لئے کہ ذکر اللہ کا اثر ان لوگوں پر زیادہ ہوتا ہے جن کے دلوں میں سکون ویکسوئی کی حالت ہو۔ اور عورتوں کو یہ بات خاص درجہ کی حاصل ہے۔ ان کے قلوب میں تشتت وتفرق (یعنی انتشار پھیلاؤ) نہیں ہے اور یہ پردہ کی برکت ہے۔ عورتیں گھر کی چہار دیواری میں مقید رہتی ہیں اس لئے ان کے دلوں میں یکسوئی (یعنی سکون کی کیفیت) بہت ہے۔ عورتوں کے اندر یہ سکون کی کیفیت بہت اچھی ہے جو مخصوص پردہ کی برکت سے ہے اس حالت میں اگر یہ ذکر اللہ کرنے لگیں تو جلد نفع ہو۔ اس لئے ان کو اس کا اہتمام کرنا چاہئے اور دل لگا کر ذکر اللہ کرنا چاہئے۔

اور کچھ وقت تلاوت قرآن کے لئے بھی نکالیں۔ عورتیں قرآن کم پڑھتی ہیں حالانکہ اس سے دل بہت صاف ہوتا ہے۔ اور نیک کاموں کی طرف رغبت اور شوق بڑھتا ہے اس کا بھی اہتمام کرنا چاہئے۔ (التبلیغ علاج الحرص ص ۶۰ ج ۳)

ذکراللہ سے متعلق چند حدیثیں

(۱) ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ بندوں میں سب سے افضل اور قیامت میں اللہ کے نزیک سب سے برتر کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا جو مرد کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے ہیں اور جو عورتیں کثرت سے ذکر کرنے والی ہیں۔[۱]

(۲) حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے پروردگار کا ذکر کرتا ہو اور جو شخص ذکر نہ کرتا ہو ان کی حالت زندہ و مردہ کی سی ہے یعنی پہلا شخص زندہ کے مثل ہے اور دوسرا مردہ کے مثل کیونکہ روح کی زندگی یہی اللہ کی یاد ہے یہ نہ ہو تو روح مردہ ہے۔[۲]

(۳) عبداللہ بن بسرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے شرعی اعمال (یعنی نوافل وغیرہ ثواب کے کام) تو بہت ہیں اس لئے مجھے کوئی ایسی چیز بتلا دیجئے کہ اس کا پابند ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ تم اس کی پابندی کرلو کہ تمہاری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہے (یعنی چلتی رہے)

(۴) حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت لوگ دنیا میں نرم نرم بستروں پر اللہ کا ذکر کرتے ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کو اونچے اونچے درجوں میں داخل فرمائے گا۔[۳]

فائدہ:۔ یعنی کوئی یہ نہ سمجھے کہ مالداری (عیش و آرام کے) سامان کو چھوڑے بغیر ذکر اللہ سے نفع نہیں ہوتا۔

(۵) حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے

---

[۱] احمد ترمذی [۲] بخاری و مسلم [۳] ابن حبان

ہیں کہ آپ فرماتے تھے کہ ہر شئے کی ایک قلعی ہے اور دل کی قلعی اللہ کا ذکر ہے۔[۱]

(۶) ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے ذکر کے سواء بہت باتیں مت کیا کرو کیونکہ اللہ کے ذکر کے علاوہ زیادہ باتیں کرنے سے دل میں سختی پیدا ہوتی ہے۔ اور سب سے زیادہ اللہ سے دور وہ دل ہے جس میں سختی ہو۔[۲]

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان آدمی کے دل پر چمٹا ہوا بیٹھا رہتا ہے جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو وہ ہٹ جاتا ہے اور جب یادِ خدا سے غافل ہوتا ہے وسوسہ ڈالنے لگتا ہے۔[۳]

فائدہ: اچھے برے اعمال کی جڑ دل کا ارادہ ہے اور ارادہ کی جڑ خیال ہے جب ذکر میں کمی ہوتی ہے تو شیطان برے برے خیال دل میں پیدا کرتا ہے جس سے برے ارادوں کی نوبت آجاتی ہے اور نیک ارادوں کی ہمت نہیں رہتی۔ پس نیک کام نہیں ہوتے اور برے ہونے لگتے ہیں اور جب ذکر کی کثرت ہوتی ہے تو برے خیالات دل میں پیدا نہیں ہوتے پس برا ارادہ بھی نہیں ہوتا اور گناہ بھی نہیں ہوتے اور نیک کام ہوتے رہتے ہیں (اس لئے ذکر اللہ کی بہت ضرورت ہے۔)[۴]

اللہ کا ذکر کرنے کا طریقہ

"ذکر اللہ" یعنی جس قدر ہو سکے اللہ کا نام لیتے رہنا نہ اس میں کسی گنتی کی قید ہے اور نہ وقت کی اور نہ تسبیح رکھنے کی نہ پکار کر پڑھنے کی نہ وضو کی نہ قبلہ کی طرف منھ کرنے کی نہ کسی خاص جگہ کی نہ ایک جگہ بیٹھنے کی۔ ہر طرح سے آزادی اور اختیار ہے البتہ اگر کوئی خوشی سے تسبیح پر پڑھنا چاہے خواہ گنتی یاد رکھنے کے لئے یا اس لئے کہ

---

[۱] بیہقی [۲] ترمذی [۳] بخاری [۴] حیوٰۃ المسلمین ص ۱۴۲ روح سیزدہم

تسبیح ہاتھ میں ہونے سے پڑھنے کا خیال آجاتا ہے خالی ہاتھ یادنہیں رہتا تو اس مصلحت کے لئےتسبیح رکھنا بھی جائز بلکہ بہتر ہے۔ اور یہ خیال نہ کرے کہ تسبیح رکھنے سے دکھلاوا ہوجائے گا دکھلاوا تو نیت سے ہوتا ہے یعنی جب یہ نیت ہو کہ دیکھنے والے مجھ کو بزرگ سمجھیں گے اور اگر یہ نیت نہ ہو تو دکھلاوا نہیں۔ اسے دکھلاوا سمجھنا اور اس خیال سے ذکر چھوڑنا شیطان کا دھوکہ ہے وہ اس طرح بہکا کر ثواب سے محروم رکھنا چاہتا ہے۔

اور ایک دھوکہ یہ بھی دیتا ہے کہ جب دل تو دنیا کے (اور گھر کے) کام میں پھنسا رہا اور زبان سے اللہ کا نام لیتے رہے تو اس سے کیا فائدہ؟ سو خوب سمجھ لو کہ یہ بھی غلطی ہے جب دل سے ایک دفعہ یہ نیت کرلی کہ ہم ثواب کے واسطے اللہ کا نام لینا شروع کرتے ہیں اس کے بعد اگر دل دوسری طرف ہوجائے مگر نیت نہ بدلے برابر ثواب ملتا رہے گا۔ البتہ جو وقت اور کاموں سے خالی ہو اس میں دل کو اللہ کی طرف متوجہ رکھنے کی بھی کوشش کرے فضول قصوں کی طرف خیال نہ لے جائے تاکہ اور زیادہ ثواب ہو۔

تنبیہ:۔ عورت کو جن دنوں میں حیض آئے (یعنی ناپاکی کی حالت میں) ان دنوں میں بھی وظیفوں کے وقت میں وضو کرکے وظیفے پڑھ لیا کرے۔ سوائے قرآن مجید کے کہ اس کا (زبانی بھی) پڑھنا اس حالت میں درست نہیں۔[1]

---

[1] قصد السبیل ص ۱۵ احقوق البیت ص ۴۵

گھر کے کام کاج کے ساتھ ذکر اور تسبیح کا اہتمام

دینداری میں اتنا غلو بھی نہ کرو کہ گھر کی خبر ہی نہ لو، نماز روزہ اس طرح ادا کرو کہ اس کے ساتھ گھر کا بھی پورا حق ادا کرو۔ اور تمہارے واسطے یہ بھی دین ہی ہے، کیونکہ تم کو گھر کے کام کاج میں بھی ثواب ملتا ہے۔ ہاں گھر کے کاموں میں ایسی منہمک (مشغول) نہ ہو کہ دین کو چھوڑ دو۔ بلکہ اعتدال سے کام لو کہ دین کے ضروری کام بھی ادا ہوتے رہیں اور گھر کا کام بھی نگاہ کے سامنے نکلتا رہے یہ سخت بے تمیزی ہے کہ تسبیح اور نفلوں میں مشغول ہو کر گھر کے کام کو بالکل چھوڑ دیا جائے۔ اور اللہ اللہ تو گھر کے کام کرتے ہوئے ہوسکتا ہے یہ کیا ضروری ہے کہ تسبیح اور مصلیٰ ہی کے ساتھ اللہ اللہ کیا جائے۔

حدیث میں آتا ہے کہ لَایَزَالُ لِسَانُکَ رَطْبًا مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ۔ یعنی زبان کو خدا کی یاد سے ہر وقت تر رکھنا چاہئے۔ اور ظاہر ہے کہ تسبیح اور مصلیٰ ہر وقت ساتھ نہیں رہ سکتا، تو معلوم ہوا کہ ذکر اللہ کے لئے کسی قید اور پابندی کی ضرورت نہیں بلکہ ہر وقت ہر حال میں (مثلاً آٹا گوندھنے کھانا پکانے کی حالت میں بھی) ہوسکتا ہے (لیکن) کچھ وقت نکال کر نفلیں اور تسبیح بھی پڑھا کرو۔ اگر زیادہ وقت نہ ملے تو پھر چلتے پھرتے ہی اللہ اللہ کرتی رہا کرو۔[۱]

---

[۱] حقوق البیت ص ۴۵

مخصوص اذکار

استغفار

(۱) ذکر اللہ میں استغفار داخل ہے۔
عبداللہ بن بسرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑی خوشی ہے اس شخص کے لئے جو اپنے نامۂ اعمال میں بہت سا استغفار پائے۔[۱]
ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص استغفار کو لازم کر لے اس کے لئے اللہ تعالیٰ ہر تنگی سے نجات کی سبیل اور ہر غم و فکر سے کشادگی کر دیں گے اور اس کو ایسی جگہ سے روزی پہنچاتے ہیں جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔[۲]

کلمہ طیبہ

(۲) امام احمد نے حدیث روایت کی ہے کہ اپنا ایمان تازہ کر لیا کرو عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایمان کس طرح تازہ کیا کریں آپ نے ارشاد فرمایا لاالٰہ الااللہ کثرت سے کہا کرو۔[۳]
(۳) عائشہ بنت سعد بن ابی وقاصؓ اپنے باپ سے روایت کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک بی بی کے یہاں گئے اور اس بی بی کے سامنے کھجور کی گٹھلیاں تھیں جن پر وہ سبحان اللہ پڑھ رہی تھیں الخ۔۔۔اور آپ نے ان کو منع نہیں فرمایا۔
فائدہ:۔ یہ اصل ہے تسبیح پر گننے کی۔[۴]

---

[۱] ترمذی [۲] ابوداؤد [۳] فروع الایمان ص ۴۲ [۴] ترمذی، ابوداؤد حیٰوۃ المسلمین ص ۱۴۴ القصد السبیل ص ۱۵

مسنون معمولات

اگر ہو سکے تو اخیر رات میں تہجد پڑھے ورنہ عشاء کے بعد ہی وتر سے پہلے کچھ نفلیں تہجد کی جگہ پڑھ لیا کریں۔اور وقت خالی ہو تو پانچوں نمازوں کے بعد (ورنہ صبح شام ہی سہی) سُبحَانَ اللہ سو بار۔لاَاِلٰہَ اِلاَّاللّٰہ سو بار اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ سو بار۔اور سوتے وقت اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ رَبِّی مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ سو بار پڑھا کرے۔اور ہر وقت اٹھتے بیٹھتے درود شریف پڑھتی رہے اس میں وضو اور کسی گنتی کی ضرورت نہیں۔وضو اور بے وضو ہر حال میں درود شریف پڑھا کرے لیکن تسبیح ہر وقت ہاتھ میں لئے نہ پھرے۔اور اگر قرآن شریف پڑھی ہوئی ہو تو روزانہ کسی قدر قرآن شریف کی تلاوت کر لیا کرے۔[۱]

تسبیح فاطمہ

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حکایت

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جو خاندان میں سب سے زیادہ حضور ﷺ کو عزیز تھیں۔جن کے لئے محبت کے جوش میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے کھڑے ہو جاتے۔اور جن کے لئے آپ نے یہ فرمایا کہ!

سَیِّدَۃُ نِسَآءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَاطِمَۃُ (ترجمہ) جنت کی عورتوں کی سردار فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔اور جن کی شان یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جب دوسرا نکاح کرنا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس سے فاطمہ کو تکلیف پہنچے گی اس سے مجھ کو بھی تکلیف پہنچے گی۔اتنی پیاری بیٹی نے جب ایک

---

[۱] قصد السبیل ۱۵

مرتبہ چکی چلانے سے ہاتھوں میں چھالے پڑ جانے کی شکایت کی جس کو آج کل اس قدر عیب سمجھا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ میں نے اپنے خاندان کی عورتوں کو یہ رائے دی کہ نئی لڑکیوں سے چکی پسواؤ تا کہ ان کی صحت درست رہے۔ کیونکہ اکثر مالداروی کے لئے بیماری لازمی ہوگئی ہے اور اس کی وجہ آرام طلبی ہے۔ اس لئے میں نے جو کہا کہ تم ایسا کرو، ان میں سے بعض کہنے لگیں کہ خدا نہ کرے تم ایسی فال کیوں نکالتے ہو۔

غرض حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ (میں چکی پیسنے کی وجہ سے) چھالے پڑ گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی غلام لونڈی لے آؤ تا کہ کوئی مدد دے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے پاس گئیں جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر پہنچیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرمانہ تھے۔ یہ حضرت عائشہ سے کہہ کر چلی آئیں۔ جب حضور ﷺ گھر میں تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے معلوم ہوا تو آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اس وقت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اٹھنے لگیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا بیٹھی رہو، غرض اس وقت پھر حضور سے عرض کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر کہو تو لونڈی غلام دیدوں اور کہو تو اس سے اچھی چیز دے دوں۔ یہ سن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ نہیں پوچھا کہ وہ اچھی چیز کیا ہے؟ بلکہ فوراً عرض کیا کہ اچھی ہی چیز دیدیجئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوتے وقت ''سبحان اللہ'' ۳۳ بار اور ''الحمد للہ'' ۳۳ بار اور ''اللہ اکبر'' ۳۴ بار پڑھ لیا کرو۔

پس یہ غلام اور لونڈی سے بھی بہتر ہے۔ اس خدا کی بندی نے خوشی خوشی اس کو قبول کر لیا۔[۱]

---

[۱] تسہیل المواعظ ضرورۃ العلماء ص ۷۰ ج ۲

فصل

قرآن پاک کی تلاوت کا اہتمام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قرآن مجید پڑھا کرو کیونکہ وہ قیامت کے روز سفارشی بن کر آئے گا اور ان کو بخشوائے گا۔[۱]

بیہقی نے حدیث نقل کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کی تمام عبادتوں میں افضل قرآن مجید کا پڑھنا ہے۔[۲]

اور امام احمد نے حدیث روایت کی ہے کہ قرآن والے ہی اللہ والے اور اس کے خاص بندے ہیں۔[۳]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سب سے اچھا وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔[۴]

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کے سینہ میں کچھ قرآن نہ ہو وہ تو ایسا ہے جیسے اجڑا ہوا گھر۔[۵]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے کلام اللہ میں سے ایک حرف پڑھا اس کو ایک نیکی ملتی ہے اور ایک نیکی دس نیکی کے برابر ہے۔ اور میں یوں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔[۶]

مسلمانو! ان حدیثوں میں غور کرو اور قرآن مجید حاصل کرنے اور اولاد کو پڑھانے میں کوشش کرو۔ اگر پورا قرآن پڑھنے پڑھانے کی فرصت نہ ہو تو جتنا ہو سکے اسی کی ہمت کرو۔

---

[۱] مسلم [۲] بیہقی [۳] احمد [۴] بخاری [۵] ترمذی، دارمی [۶] ترمذی، دارمی

لڑکا ہو یا لڑکی قرآن شریف پورا نہ ہو آدھا ہی سہی یہ بھی نہ ہو اخیر کی طرف سے ایک ہی منزل پڑھا دی جائے اس میں چھوٹی چھوٹی سورتیں ہیں نماز میں کام آئیں گی۔

الغرض سب مرد، عورتیں قرآن پڑھ لیں۔ اگر کوئی سپارہ نہ پڑھ سکے وہ زبانی ہی کچھ سورتیں یاد کرلے۔ اور جو شخص جتنا پڑھ لے خواہ پورا خواہ تھوڑا اس کو ہمیشہ پڑھتا رہا کرے تاکہ یاد رہے ورنہ پڑھا اور بے پڑھا سب یکساں ہو جائے گا۔

اگر قرآن حاصل کرنے کی (یعنی پڑھنے اور سیکھنے کی) ہمت نہیں یا فرصت نہیں تو کسی قرآن پڑھنے والے کے پاس بیٹھ کر سن ہی لیا کرے حدیث پاک میں اس کا بھی ثواب آیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص قرآن پاک کی ایک آیت سننے کے لئے بھی کان لگائے اس کے لئے ایسی نیکی لکھی جاتی ہے جو بڑھتی چلی جاتی ہے اور جو اس آیت کو پڑھے گا اس کے لئے قیامت کے دن ایک نور ہوگا۔[1]

اللہ اکبر قرآن مجید کیسی بڑی چیز ہے کہ جب تک قرآن مجید پڑھنا نہ آئے کسی پڑھنے والے کی طرف کان لگا کر سن ہی لیا کرے وہ بھی ثواب سے مالا مال ہو جائے گا۔ خدا کے بندو! اللہ کی بندیو! یہ تو کچھ بھی مشکل نہیں۔ لیکن افسوس ہمارے زمانہ میں اکثر لوگ قرآن مجید کی طرف سے بالکل بے توجہ ہو گئے بعض لوگ تو اس کے پڑھنے پڑھانے کو نعوذ باللہ بیکار سمجھتے ہیں۔ اور جو لوگ پڑھتے ہیں اس کے یاد رکھنے کی فکر نہیں کرتے اور ہمیشہ جو پڑھتے ہیں اس کی تصحیح (یعنی تجوید کے ساتھ پڑھنے) کا اہتمام نہیں کرتے۔[2]

---

[1] احمد [2] حیٰوۃ المسلمین

تنبیہ: عوام میں مشہور ہے کہ دوپہر کے وقت قرآن پڑھنا ممنوع ہے سو یہ غلط ہے البتہ نماز پڑھنا اس وقت ممنوع ہے۔ اسی طرح مشہور ہے کہ بے وضو درود شریف اور قرآن پڑھنا درست نہیں یہ بالکل غلط ہے بلا وضو قرآن پڑھنا درست ہے۔ البتہ قرآن شریف کو بلا وضو ہاتھ لگانا درست نہیں۔[۱]

قرآن پاک کی تلاوت کے ضروری آداب

تلاوتِ قرآن کے بہت سے آداب ہیں کچھ ظاہری کچھ باطنی۔ مختصر یہ کہ جب قرآن مجید پڑھے تو باوضو ہو۔ کپڑا پاک ہو۔ جگہ پاک ہو۔ وہاں بدبو نہ ہو قبلہ رو ہو تو بہتر ہے۔ حروف صاف صاف پڑھے۔ جب (پڑھنے میں) بالکل دل نہ لگے اس وقت پڑھنا بند کردے۔

پڑھتے وقت دل حاضر ہو، اس کا سہل طریقہ یہ ہے کہ تلاوت شروع کرنے سے پہلے یہ تصور کرے کہ گویا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمائش کی ہے کہ ہم کو کچھ قرآن سناؤ اور میں اس فرمائش کو پورا کرنے کے لئے پڑھتا ہوں۔ اور ان کو سناتا ہوں۔ اور اس مراقبہ سے تمام آداب کی خود رعایت ہو جائے گی۔[۲]

اور قرآن مجید کا بہت ادب کرنا چاہئے۔ اس کی طرف پاؤں نہ کرو۔ اس سے اونچی جگہ مت بیٹھو، اس کو زمین یا فرش پر مت رکھو بلکہ رحل یا تکیہ پر رکھو، اور اگر وہ پھٹ جائے تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر پاک جگہ جہاں پاؤں نہ پڑے دفن کردو۔ اور جب قرآن پڑھا کرو تو یہ دھیان رکھو کہ ہم اللہ سے باتیں کر رہے ہیں۔ پھر دیکھنا دل پر کیسی روشنی ہوتی ہے (یعنی دل میں نور اور قلبی سکون حاصل ہوگا۔)[۳]

---

[۱] اغلاط العوام ص ۲۷ [۲] فروع الایمان ص ۴۴ [۳] حیٰوۃ المسلمین ص ۳۷ ملحقہ اصلاحی نصاب

فصل

دعاء کی اہمیت اور اس کے آداب

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر شخص کو اپنے رب سے حاجتیں مانگنا چاہیئے یہاں تک کہ اس سے نمک بھی مانگے اور جوتہ کا تسمہ ٹوٹ جائے وہ بھی اس سے مانگے۔ (ترمذی)

فائدہ: یعنی یہ خیال نہ کرے کہ ایسی معمولی چیز اتنے بڑے سے کیا مانگے ان کے نزدیک بڑی چیز بھی چھوٹی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ سے دعاء نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر غصہ کرتا ہے[1]

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دعاء عبادت کا مغز ہے۔ (ترمذی)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشا فرمایا اللہ کے نزدیک دعاء سے زیادہ قدر کی کوئی چیز نہیں۔ (ترمذی)

(۳) ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ دعاء نفع دیتی ہے اس مصیبت سے جو نازل ہو چکی ہے اور اس مصیبت سے بھی جو ابھی نازل نہیں ہوئی ۔اللہ کے بندو اپنے ذمہ دعاء کو لازم کرلو۔ (ترمذی)

(۴) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو دعاء مانگے مگر اس کو اللہ تعالیٰ اس کی مانگی ہوئی چیز دیتے ہیں، یا کوئی برائی اس سے روک دیتے ہیں جب تک کہ گناہ یا قطع رحمی کی

---

[1] حیوۃ المسلمین روح ششم ص ۹۸

دعاء نہ کرے۔(ترمذی)

فائدہ: ان احادیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں۔

(۱) ایک تو دعاء کی فضیلت اور تاثیر۔ اکثر لوگ پریشانی و مصیبت کے وقت طرح طرح کی تدبیریں کرتے ہیں مگر دعاء کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتے حالانکہ وہ اہم تدبیر ہے۔

(۲) دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ دعاء کبھی بیکار نہیں جاتی یا تو وہی چیز مل جاتی ہے۔ یا اور کوئی آنے والی بلاٹل جاتی ہے، یا ایک روایت کے موافق آخرت میں اس کے لئے جمع ہو جاتی ہے بہر حال دعاء قبول ضرور ہوتی ہے۔

(۳) تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ دعاء قبول ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ دعاء خلاف شرع نہ ہو۔ اور حضور قلب سے ہو۔ اور قبولیت کا یقین ہو۔

نیز دعاء کے قبول ہونے کے شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ حرام خوراک پوشاک (یعنی حرام رزق حرام لباس) سے بچے۔

آج کل ان سب شرائط کی طرف سے غفلت ہے (اور پھر شکایت ہوتی ہے کہ دعاء قبول نہیں ہوتی۔)[۱]

دعاء کی حقیقت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں دعاء کیا کرو کہ تم دعاء کے قبول ہونے کا یقین رکھا کرو۔ اور یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ غفلت سے بھرے دل سے دعاء قبول نہیں کرتا۔[۲]

---

[۱] فروع الایمان، حیات المسلمین روح ششم [۲] ترمذی

دعاء صرف اس کا نام نہیں کہ دو چار باتیں یاد کرلیں اور نمازوں کے بعد ان کو صرف زبان سے آموختہ کی طرح پڑھ دیا۔ یہ دعاء نہیں ہے۔ محض دعاء کی نقل ہے۔ دعاء کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے دربار میں درخواست پیش کرنا ہے۔ سو جس طرح حاکم کے یہاں درخواست پیش کرتے ہیں کم ازکم دعاء اس طرح تو کرنا چاہئے کہ درخواست دیتے وقت آنکھیں بھی اسی طرف لگی ہوتی ہیں، دل بھی ہمہ تن ادھر ہی ہوتا ہے، صورت بھی عاجزی کی سی ہوتی ہے، اگر زبانی کچھ عرض کرنا ہوتا ہے تو کیسے ادب سے گفتگو کرتے ہیں۔ اور اپنی درخواست منظور ہونے کے لئے پورا زور لگاتے ہیں۔ اور اس بات کا یقین دلانے کی پوری کوشش کرتے ہیں کہ ہم کو آپ سے پوری امید ہے کہ ہماری درخواست پر پوری توجہ فرمائی جائے گی۔

تو اے مسلمانو! دل میں سوچو کیا تم دعاء مانگنے کے وقت خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرتے ہو سوچو اور شرماؤ۔ جب یہ برتاؤ نہیں کرتے تو اپنی دعاء کو دعاء یعنی درخواست کس منہ سے کہتے ہو۔ حقیقت میں کمی تمہاری طرف سے ہے جس سے وہ دعاء درخواست نہ رہی۔ جب دعاء کی حقیقت معلوم ہوگئی تو اس حقیقت کے موافق دعاء مانگو پھر دیکھو کیسی برکت ہوتی ہے۔[۱]

---

[۱] حیات المسلمین ص۹۶

باب ۱۰

دنیا سے دل نہ لگا کر آخرت کی تیاری کرنا

(۱) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔[۱]

(۲) حضرت رضی اللہ عنہ سہل ابن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی پینے کو نہ دیتا۔[۲]

(۳) حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مرے ہوئے بکری کے بچے پر گذر ہوا آپ نے فرمایا تم میں کون پسند کرتا ہے کہ یہ مردار بچہ اس کو ایک درہم کے بدلہ میں مل جائے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ (درہم تو بڑی چیز ہے) ہم تو اس کو بھی پسند نہیں کرتے کہ وہ ہم کو ادنیٰ چیز کے بدلے بھی مل جائے آپ نے فرمایا قسم ہے اللہ کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ جس قدر تمہارے نزدیک یہ ذلیل ہے۔[۳]

(۴) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دو بھوکے بھیڑیئے بکریوں کے گلے (جھنڈ) میں چھوڑ دیئے جائیں وہ بھی بکریوں کو اتنا تباہ نہ کریں گے جتنا انسان کے دین کو مال او بڑائی تباہ کرتی ہے۔[۴] (یعنی ایسی محبت کہ اس میں دین کی بھی پرواہ نہ رہے)

(۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[۱] بیہقی [۲] ترمذی ابن ماجہ [۳] مسلم [۴] ترمذی

نے فرمایا لذتوں کو ختم کرنے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔ (ترمذی)

(۶) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا موت مؤمن کا تحفہ ہے۔ (بیہقی)

سو تحفہ سے خوش ہونا چاہئے اور اگر کوئی عذاب سے ڈرتا ہو تو اس سے بچنے کی تدبیر کرے یعنی اللہ اور اس کے رسول کے احکام کو بجالائے۔

(۷) حضرت ابن عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ جب شام کا وقت آئے تو صبح کے وقت کا انتظار مت کرو اور جب صبح کا وقت آئے تو شام کے وقت کا انتظار مت کرو۔[۱]

(۸) عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں شانے (کندھے) پکڑے پھر فرمایا دنیا میں اس طرح رہ جیسے گویا تو پردیسی ہے۔ بلکہ اس طرح رہ جیسے گویا تو راستہ میں چلا جا رہا ہے۔[۲]

(۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موت کو یاد کرنے سے دین میں پختگی اور دل میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہمیشہ یوں سوچا کرے کہ دنیا ایک ادنیٰ درجہ کی چیز اور پھر ختم ہونے والی ہے (ایک دن مر کر جانا ہے) اپنی عمر تو بہت جلد گذر جائے گی، موت بہت جلد آ کھڑی ہوگی۔ پھر لگاتار یہ واقعات شروع ہو جائیں گے قبر کا ثواب، عذاب، قیامت کا حساب کتاب، جنت دوزخ کی جزاء سزاء۔[۳]

گناہوں سے توبہ واستغفار

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن جب گناہ کرتا ہے اس کے دل پر ایک کالا دھبہ ہو جاتا ہے پھر اگر

---

[۱] بخاری [۲] بخاری [۳] حیوۃ المسلمین روح بست و یکم ص ۱۹۵

توبہ واستغفار کرلیا تو اس کا دل صاف ہوجاتا ہے۔اور اگر گناہ میں زیادتی کی تو وہ کالا دھبہ اور زیادہ ہوجاتا ہے۔ا(احمد ترمذی)

(۲) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے کو گناہوں سے بچانا کیونکہ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوجاتا ہے۔۲(احمد)

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک آدمی گناہ کے سبب سے رزق سے محروم ہوجاتا ہے۔۳(مسند احمد)

(۴) حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو تمہاری بیماری اور دوا نہ بتلاوں؟ سن لو کہ تمہاری بیماری گناہ ہیں اور تمہاری دوا استغفار ہے۔۴(بیہقی ترغیب)

(۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دلوں میں گناہوں کی وجہ سے ایک قسم کا زنگ لگ جاتا ہے اور اس کی صفائی استغفار ہے۔۵(ترغیب بیہقی، حیٰوۃ المسلمین ص۲۰۲)

(۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم میں استغفار کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں ایک دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ۔۶(بخاری، فروع الایمان)

(۷) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کے ذمہ اس کے بھائی کا کوئی حق ہو آبرو کا یا کسی اور چیز کا اس کو آج معاف کرالینا چاہیئے اس دن سے پہلے کہ نہ دینار ہوگا نہ درہم (یعنی قیامت کے دن) ورنہ نیک عمل اس کے حق کے بقدر لیا جائے گا اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو دوسرے کے گناہ اس پر لاد دیئے جائیں گے۔(مسلم شریف)

فصل

صبر و شکر کی اہمیت اور اس کا طریقہ

(۱) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبر نصف ایمان ہے۔[1]

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ گھری ہوئی ہے خواہشات (اور حرام کاموں) کے ساتھ اور جنت گھری ہوئی ہے ناگوار چیزوں کے ساتھ۔[2]

فائدہ: جو عبادتیں نفس پر دشوار ہیں اور جن گناہوں سے بچنا دشوار ہے اس میں سب آ گئے۔

(۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان کو کوئی مصیبت یا کوئی مرض یا کوئی فکر یا کوئی رنج یا کوئی تکلیف یا کوئی غم نہیں پہنچتا یہاں تک کہ کانٹا جو چبھ جائے مگر اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے اس کے گناہ معاف فرماتا ہے۔[3]

(۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے مومن بندے کے لئے جب کہ میں دنیا میں رہنے والوں میں اس کے کسی پیارے کی جان لے لوں پھر وہ اس کو ثواب سمجھ کر اس پر صبر کرے تو ایسے شخص کے لئے میرے پاس جنت کے سوا کوئی بدلہ نہیں۔ (بخاری)

وہ پیارا خواہ اولاد ہو یا بیوی یا شوہر ہو یا کوئی رشتہ دار ہو یا دوست ہو۔[4]

---

[1] فروع الایمان ص ۲۷ بیہقی [2] مسلم [3] بخاری و مسلم [4] حیوٰۃ المسلمین

صبر و شکر کی حقیقت

انسان کو جو حالتیں پیش آتی ہیں وہ دو طرح کی ہوتی ہیں یا تو وہ طبیعت کے موافق ہوتی ہیں ایسی حالت کو خدا تعالیٰ کی نعمت سمجھنا اور اس پر خوش ہونا اور اپنی حیثیت سے اس کو زیادہ سمجھنا اور زبان سے خدا تعالیٰ کی تعریف کرنا اور اس نعمت کا گناہوں میں استعمال نہ کرنا یہ شکر ہے، اور یا انسان کے ایسے حالات ہوتے ہیں جو طبیعت کے موافق نہیں ہوتے بلکہ نفس کو ان سے گرانی اور ناگواری ہوتی ہے ۔ایسی حالت میں یہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں میری مصلحت رکھی ہے، اور شکایت نہ کرنا، اور اگر کوئی شرعی حکم ہے تو اس پر مضبوطی سے قائم رہنا اور اگر وہ مصیبت ہے تو اس کو برداشت کرنا اور پریشان نہ ہونا یہ صبر ہے۔

مثال کے طور پر نفس دین کے کاموں سے گھبراتا ہے یا گناہ کے کاموں کا تقاضا کرتا ہے خواہ نماز روزے سے جی چرائے یا حرام آمدنی کو چھوڑنے یا کسی کا حق دینے سے ہچکچاتا ہے، ایسے وقت ہمت کر کے دین کے کاموں کو بجالائے اور گناہ سے رکے اگر چہ کسی قدر تکلیف ہو کیونکہ بہت جلدی اس تکلیف سے زیادہ آرام اور مزہ دیکھے گا، اور مثلاً اس پر کوئی مصیبت پڑ گئی خواہ فقر و فاقہ کی (تنگدستی کی) خواہ بیماری کی خواہ کسی کے مرنے کی، خواہ کسی دشمن کے ستانے ،(یا اپنے گھر والوں مثلاً شوہر کے ظلم کرنے کی) خواہ مال کے نقصان ہو جانے کی۔

ایسے وقت میں مصیبت کی مصلحتوں کو یاد کرے اور سب سے بڑی مصلحت ثواب ہے جس کا مصیبت پر وعدہ کیا گیا ہے۔اور اس مصیبت کا بلا ضرورت اظہار نہ کرے۔اور دل میں ہر وقت اس کی سوچ بچار نہ کرے اس سے ایک خاص سکون پیدا ہوتا ہے، البتہ اس مصیبت کے دور کرنے کی کوئی تدبیر ہو جیسے حلال مال کا حاصل کرنا۔یا بیماری کا علاج کرنا یا دعاء کرنا اس کا کچھ مضائقہ نہیں۔

خلاصہ یہ کہ کوئی وقت خالی نہیں کہ انسان پر کوئی نہ کوئی حالت نہ ہوتی ہو خواہ طبیعت کے موافق خواہ طبیعت کے مخالف پہلی حالت میں شکر کا حکم ہے دوسری حالت میں صبر کا حکم ہے۔ تو صبر و شکر ہر وقت کرنے کے کام ہوئے۔ ماؤں بہنو! اس کو نہ بھولنا پھر دیکھنا کیسی راحت میں رہو گی۔[1]

ادنیٰ مصیبت اور رنج پر اجر و ثواب کا وعدہ

حدیث شریف میں ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی کوئی چیز جیب میں رکھ کر بھول جائے اور ادھر ادھر اس کو تلاش کرے تو اس کو تلاش کرنے میں جو پریشانی ہوگی خدا تعالیٰ اس پر بھی ثواب عطا فرمائیں گے اور گناہوں کا کفارہ بنا دیں گے۔ بالکل ایسی حالت ہے کہ جیسے ہمارا چہیتا بچہ ہو کہ اس کے چلنے پھرنے اٹھنے بیٹھنے حتیٰ کہ گرنے پڑنے پر بھی ہم کو پیار آتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ بھی ہم کو ہر فعل پر ثواب عطا فرماتے ہیں۔ جب تک کہ وہ فعل معصیت اور عناد نہ ہو۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ رات کے وقت گھر میں چراغ گل ہوگیا تو حضور نے فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن حضرت عائشہ فرمانے لگیں کہ حضور! یہ بھی کوئی مصیبت ہے؟ یعنی حضرت عائشہ کو یہ معلوم تھا کہ اناللہ الخ مصیبت کے وقت پڑھا جاتا ہے لیکن ان کو اس واقعہ کے مصیبت ہونے میں تامل تھا کیونکہ ظاہر میں یہ ایک معمولی بات تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بات مومن کو ناگوار ہو وہ مصیبت ہے اور اس پر اناللہ الخ پڑھنا ثواب ہے اور چراغ گل ہوجانے سے ناگواری ہوتی ہے لہٰذا یہ بھی مصیبت ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ثواب دینے کے کیسے معمولی معمولی اور آسان آسان طریقے رکھے ہیں۔[2]

---

[1] حیٰوۃ المسلمین ص ۲۱۰ [2] مواساۃ المصابین ملحقہ آداب انسانیت ص ۴۹۳ وغیرہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاندان والوں کے لئے دنیوی وسعت اور عیش عشرت کی زندگی کو پسند نہیں فرمایا

ایک مرتبہ ازواج مطہرات نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خرچ زیادہ مانگا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی، یَـآاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِکَ.... الیٰ قولہ تعالیٰ اَجْرًا عَظِیْمًا (ترجمہ) یعنی ازواج مطہرات سے فرمادیجئے کہ اگر تم دنیا چاہتی ہو اس صورت میں تم میرے پاس نہیں رہ سکتیں آؤ میں تم کو متاعِ دنیا دے کر خوبی کے ساتھ رخصت کردوں، اور اگر اللہ ورسول اور آخرت کی طالب ہو تو پھر صبر وشکر کے ساتھ اس تنگی کے حال میں گذر کرو، اور نیک اعمال میں کوشش کرتی رہو، حالانکہ ظاہر میں ان کی درخواست کی وجہ معقول بھی تھی کیونکہ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فتوحات بہت ہونے لگی تھیں اور سب مسلمان فتوحات کی وجہ سے مال دار ہونے لگے تھے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بھی اپنی خاص ذات اور اپنے گھر والوں کے لئے دنیوی وسعت کو گوارہ نہ کیا تو ازواج مطہرات نے اس موقع پر زیادہ خرچ کی درخواست کی۔ تنگی کے وقت انہوں نے ایسی درخواست کبھی نہ کی تھی حتیٰ کہ تنگی کے زمانہ میں بعض وقت پانی بھی گھر میں نہیں ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ شکایت نہیں کی۔ ہاں جب فتوحات سے سب مسلمان مال دار ہونے لگے اور تنگی رفع ہوگئی اس وقت انہوں نے اپنے لئے وسعت چاہی مگر یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج کے خلاف تھی۔ آپ اپنی بیویوں کے لئے وسعت کیا پسند کرتے اپنی بیٹی تک کے لئے بھی اس کو گوارہ نہیں کیا۔

چنانچہ ایک مرتبہ کسی جہاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت سی باندی اور غلام قید ہو کر آئے اور آپ مسلمانوں میں ان کی تقسیم فرمانے لگے تو حضرت علیؓ نے

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم چکی پیسنے اور پانی بھرنے میں بہت تکلیف اٹھاتی ہو اور اس وقت حضور ﷺ کے پاس باندی غلام بہت سے آئے ہیں جن کو آپ لوگوں میں تقسیم فرمارہے ہیں اگر تم بھی حضور سے ایک باندی غلام مانگ لو تو اس محنت سے تم کو راحت ہو جائے گی، چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئیں۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں نہ تھے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے اپنی درخواست کا مضمون بیان کر دیا کہ جب حضور تشریف لائیں تو میری طرف سے یہ عرض کر دی جائے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب آپ تشریف لائے حضرت عائشہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر دیا کہ صاحبزادی صاحبہ اس مقصد کے لئے تشریف لائی تھیں۔ آپ اسی وقت حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لے گئے، اور فرمایا کہ اے فاطمہ تم غلام یا باندی چاہتی ہو یا میں اس سے بھی اچھی چیز تم کو بتلاؤں، انہوں نے عرض کیا کہ جو چیز اس سے اچھی ہو وہی بتلا دیجئے۔ آپ نے فرمایا لیٹنے کے وقت ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ یہ تمہارے لئے غلام اور باندی سے بہتر ہے۔ وہ ایسی لائق صاحبزادی تھیں کہ اسی پر خوش ہو گئیں اور آخرت کی راحت کو دنیاوی راحت پر ترجیح دی۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اولاد کے لئے بھی باندی غلام رکھنا پسند نہیں فرمایا تو بیویوں کے لئے ان باتوں کو کیسے پسند فرماتے۔ آپ تو ہمیشہ یہ دعا فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوتاً یعنی اے اللہ محمد (ﷺ) کے گھر والوں کا رزق کا بقدر قوت (کفایت) کر دیجئے جس سے زندگی قائم رہ سکے۔ غرض مال کا زیادہ ہونا آپ کے مزاج کے خلاف تھا اس لئے ازواج کی اس فرمائش سے آپ تنگدل ہوئے۔[۱]

---

[۱] حقوق البیت ص ۲۷

باب ۱۱

عورتوں کے عیوب وامراض اوران کے علاج

مال کی محبت

زیادہ افسوس تو اسی بات کا ہے کہ ہم کو یہ بھی معلوم نہیں کہ ہمارے اندر کچھ امراض بھی ہیں یانہیں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر لوگوں میں دومرض بکثرت پائے جاتے ہیں ایک حب مال دوسرے حبِّ جاہ (یعنی مال کی محبت اورعزت اور بڑا بننے کا شوق) گودونوں کا رنگ مردوں اورعورتوں میں مختلف ہے یعنی مردوں میں حب مال اور حب جاہ کا اور رنگ ہے۔ اورعورتوں میں حبِّ جاہ کا دوسرا رنگ ہے مگر دونوں میں یہی دومرض زیادہ ہیں، مردوں میں حب جاہ اس رنگ سے ہے کہ اپنے کو بڑا سمجھتے ہیں۔ اورعورتیں اپنے کو بڑا تو نہیں سمجھتیں مگر اپنے کو بڑا ظاہر کرنا چاہتی ہیں۔ ایسی باتیں اور ایسے طریقے اختیار کرتی ہیں کہ جن سے ان کا بڑا ہونا دوسرے پر ظاہر ہو۔

اسی طرح مال کی محبت کے رنگ میں بھی دونوں مختلف ہیں۔ مردوں کو روپیوں سے زیادہ محبت ہے اور کسی چیز سے اتنی نہیں اسی واسطے اس کے جوڑنے اور جمع کرنے کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ اورعورتوں کو زیور اور کپڑے اور برتن وغیرہ خانگی (گھریلو) سامان سے محبت زیادہ ہوتی ہے کہ رنگ برنگ کے کپڑے ہوں قسم قسم کے برتن ہوں مختلف قسم کے زیور ہوں۔

مگر اس بارے میں مردوں کی سمجھ عورتوں سے اچھی ہے کیونکہ روپیہ ایسی چیز ہے جس سے ہر چیز حاصل ہوسکتی ہے جس کے پاس روپیہ ہے اس کے پاس سب کچھ ہے کیونکہ وہ ہر چیز کا بدل ہوسکتا ہے اور ہر چیز اس سے حاصل ہوسکتی

ہے۔ بخلاف برتن اور کپڑوں وغیرہ کے کہ وہ ہر چیز کا بدل نہیں ہو سکتے۔ اور ہر چیز اس سے حاصل نہیں ہو سکتی۔

یہ شبہ نہ کیا جائے کہ مرد بھی تو بکثرت جائدادیں خریدتے ہیں کہیں زمین کہیں مکان مول لیتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو بھی سامان سے محبت ہے روپے سے نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ وہاں بھی سامان سے محبت نہیں بلکہ روپیہ ہی سے محبت ورغبت ہے جائداد کے لینے میں بھی روپیہ پھنسانے کی ایک صورت اختیار کر لی ہے۔ پس مردوں کو جو جائداد سے محبت ہے وہاں بھی اس سے روپیہ ہی مقصود ہے کہ جائداد سے آمدنی ہوتی رہے گی اور سرمایہ محفوظ رہے گا، بس وہاں بھی مقصود روپیہ ہے

اور عورتوں میں یہ رنگ نہیں وہ ساز وسامان پر فریفتہ (عاشق) ہیں ہر وقت چیزوں کے جمع کرنے کی ان کو حرص رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روپئے کو بے دریغ اڑاتی ہیں۔ اول تو اس وجہ سے کہ ان کی اس بات پر توجہ نہیں کہ روپئے سے ہر چیز حاصل ہوتی ہے اور دوسرے روپیہ ان کا کمایا ہوا نہیں جس سے دل دکھے، اس لئے بے دریغ خرچ کرتی ہیں۔[۱]

خیر جو کچھ بھی وجہ ہو عورتوں کو روپیہ کی قدر نہیں ان کو زیادہ شوق چیزوں کا ہے حتیٰ کے فضولیات (غیر ضروری سامانوں) تک ان کی نظریں پہونچتی ہیں۔ بس ان کو تو یہ خبر ہونا چاہئے کہ فلاں چیز بک رہی ہے فوراً اس کے خریدنے کا اہتمام ہوتا ہے گویا پہلے ہی سے اس چیز کی منتظر تھیں۔ ان کو چیزوں سے ایسی محبت ہے کہ ہر شئ (چیز) کے لئے بیس ضرورتیں گڑھ لیں گی۔ برتن بکتا ہوا آجائے خواہ اس کی کچھ بھی ضرورت نہ ہو بس خرید لیں گی۔ چنانچہ گنجائش والے گھروں میں اتنا سامان

---

[۱] خیر الاثاث للاناث ملحقہ حقیقت مال وجاہ ص ۳۳۸

موجود ہوتا ہے کہ کبھی استعمال کی بھی نوبت نہیں آتی ،مگر عورتوں کو سامان خرید نے سے کسی وقت بھی انکار نہیں ۔حالت یہ ہے کہ بڑے بڑے فرش اور صندوق فضول رکھے ہوئے ہیں مگر ان کی خریداری بند نہیں ہوتی ۔خصوصاً نازک اور تکلف کا سامان خرید نے کا آج کل بڑا شوق ہے جو سوائے زینت اور آرائش کے کسی کام کا نہیں۔(اور وہ سامان کمزور اتنے کہ) ذراسی ٹھیس لگ جائے تو کسی کام کا بھی نہیں مگر عورتوں کو دن رات اسی کا اہتمام ہوتا ہے کہ گھر میں بہت چیزیں ہوں، تکلف کا سامان ہو ہر وقت یہی دھن ہے۔

خلاصہ یہ کہ ان کے اندر حبِّ مال اس رنگ میں ہے کہ ان کے پاس کتنی ہی چیزیں ہوں مگر زائد ہی کی طالب رہتی ہیں، ان کا پیٹ ہی نہیں بھرتا ان کو سامان سے کبھی صبر ہوتا ہی نہیں۔[۱]

مرد تو کپڑوں میں پیوند تک لگا لیتے ہیں مگر عورتیں ہیں کہ ان کو نئے کپڑوں بھرے صندوق بھی کافی نہیں ہوتے ۔چاہتی ہیں کہ کپڑوں سے گھر بھر لیں ۔اگر سخت مجبوری (وتنگی) ہو تو پیوند بھی لگا لیں گی مگر وسعت میں تو لگاتی ہی نہیں مگر بعض مرد بیچارے ملازم تو ہیں (معمولی تنخواہ کے) مگر بیبیوں کو دیکھو تو بیگم بنی ہوئی ہیں۔مرد اپنے لئے پیوند لگے کپڑوں کو عیب نہیں سمجھتا۔مگر عورت غریب کی بھی ہوگی تو اپنے کو ایسا بنائے گی کہ گویا بالکل امیر کی لڑکی یا کسی بڑے آدمی کی بیوی ہے۔اور یہ سب ساز وسامان اور سجاوٹ شوہر کے لئے نہیں بلکہ دوسروں کو دکھانے کی غرض سے ہوتا ہے حالانکہ یہ محض ناسمجھی کی بات ہے دکھانے سے ہوتا کیا ہے کیونکہ آپس میں خاندان والوں کو ایک دوسرے کا حال معلوم ہی ہوتا ہے، کہ اس کی اتنی حیثیت ہے اور اس کی اتنی، پھر دکھانے سے کیا فائدہ۔یہ مانا کہ عورتوں کے لئے زینت مناسب ہے مگر اس میں اعتدال (حد) سے آگے تو نہ ہو۔[۲]

[۱، ۲] خیر الاثاث للاناث ص ۳۴۰

حرص کا مرض

حرص تمام بیماریوں کی جڑ ہے اور یہ مرض عورتوں میں زیادہ ہوتا ہے اور یہ ایسا مرض ہے کہ اس کو ام الامراض (تمام گناہوں کی جڑ) کہنا چاہئے کیونکہ اس کی وجہ سے جھگڑے فساد ہوتے ہیں اسی وجہ سے مقدمہ بازیاں ہوتی ہیں اگر لوگوں میں مال کی حرص نہ ہو تو کوئی کسی کا حق نہ دبائے۔ پھر ان فسادات کی بھی نوبت نہ آئے۔ بدکاری اور چوری وغیرہ کا سبب بھی حرص ہی ہے۔ عارفین کا قول ہے کہ تمام اخلاق رذیلہ کی جڑ تکبر ہے اور تکبر کا سبب بھی ایک درجہ میں حرص ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ وہ بھی حرص کا ایک فرد ہے۔

نا اتفاقی کا سبب بھی حرص ہے اور فخر کرنے کا سبب بھی یہی حرص ہے کیونکہ مال ودولت کا دکھانا مال جمع کرنے کے بعد ہی ہوسکتا ہے۔ اور مال جمع ہوتا ہے حرص سے، تو حرص کا ام الامراض اور تمام گناہوں کی بنیاد ہونا ثابت ہوگیا۔ حدیث پاک میں آیا ہے۔ حُبُّ الدُّنیا رَاسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ یعنی دنیا کی محبت تمام گناہوں کی بنیاد ہے۔ دنیا کی محبت ہی کا نام تو حرص ہے، اور عورتوں میں یہ مرض مردوں سے زیادہ ہے۔[۱]

حُبِّ دُنیا کا مرض

عورتوں میں دنیا کی محبت کا بہت غلبہ ہے ان میں زیور اور کپڑے کی حرص بہت زیادہ ہے اور حالت یہ ہے کہ جب چار عورتیں جمع ہو کر بیٹھیں گی تو صبح سے شام تک دنیا ہی کا چرچا رہے گا، دین کا ذکر ہی نہیں آتا، عورتیں خود غور کرسکتی ہیں کہ ان کی مجلسوں میں سے کتنی مجلسیں ایسی ہیں جن میں دین کا ذکر ہوتا ہو۔ اور گو دنیا کا

---

[۱] علاج الحرص التبلیغ ص ۲۴۸ ج ۳

زیادہ تذکرہ کرنا بھی مباح ہے جب کہ معصیت کی کوئی بات (غیبت چغلی وغیرہ) نہ کی جائے۔ مگر اس مباح کی سرحد گناہ سے ملی ہوئی ہے، جو شخص دنیا کے تذکرہ کا مشغلہ زیادہ رکھے گا وہ ضرور گناہوں میں مبتلا ہوگا۔ بزرگوں کا بھی یہی ارشاد ہے اور تجربہ بھی یہی بتلاتا ہے۔ اس لئے مسلمان کو چاہئے کہ زیادہ طاعات میں مشغول رہے۔ مباحات میں بھی زیادہ انہماک نہ کرے۔ اس لئے دنیا کا زیادہ تذکرہ کرنا کہ ساری مجلس میں اول سے آخر تک یہی ذکر ہو یہ معصیت کا مقدمہ (ذریعہ) ضرور ہے۔ اس کا منشاء (سبب) وہی دنیا کی محبت ہے جو سب عورتوں پر (عموماً) غالب ہے۔ اس لئے عورتیں بہت کم دیندار ہوتی ہیں۔ اور جن بعض مقامات کی عورتوں میں دینداری ہے وہ صرف اسی وجہ سے ہے کہ ان میں دنیا کی محبت کم ہے۔[۱]

ہوس اور بلا ضرورت فرمائش کا مرض

عورتوں میں چونکہ ناشکری کا مادہ زیادہ ہے اس لئے ان کو تھوڑے سامان پر قناعت نہیں ہوتی چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ بعض عورتوں کے پاس سال بھر کے کپڑے موجود ہوتے ہیں جو صندوق میں بھرے رکھے ہیں لیکن پھر بھی کیا مجال ہے کہ پھیری والا بزاز (کپڑے بیچنے والا) ان کے گھر کے سامنے سے خالی گذر جائے۔ جہاں تک بزاز (پھیری والے) کی آواز سنیں گی فوراً اس کو دروازہ پر بٹھلا کر اور کپڑا پھڑ والیں گی۔ برتن گھر میں ضرورت سے زیادہ ہوں گے مگر پھر بھی ان کی فرمائشوں کا سلسلہ ختم نہ ہوگا۔

غرض ان کو دنیا کی تکمیل کا بہت زیادہ فکر ہے ہر وقت اسی دھن میں رہتی ہیں ان کی ہوس کبھی پوری نہیں ہوتی۔ زیور کی ہوس کا یہ حال ہے کہ بعض عورتیں

---

[۱] ہم الآخرۃ ص ۵۲۸

سر سے پیر تک لدی پھدی رہتی ہیں مگر پھر بھی بس نہیں اگر نیاز یور نہ بنوائے گی تو پہلے ہی زیور کی توڑ پھوڑ میں روپیہ برباد کرتی رہیں گی۔ آج ایک زیور بڑے شوق سے بنوایا تھا کل کو کسی عورت کے پاس وہی زیور دوسرے نمونہ کا دیکھ لیا تو اب ان کو توڑ پھوڑ کی دھن سوار ہوتی ہے کہ میں بھی اسی نمونہ کا بنواؤں گی۔[۱]

تھوڑے پر قناعت نہ کرنا

عورتوں میں قناعت کا مادہ ہے ہی نہیں۔ ان کی طبیعت میں بکھیڑا بہت ہے ان سے تھوڑے سامان میں گذر ہوتی ہی نہیں جب تک کہ سارا گھر سامان سے بھرا بھرا نظر نہ آئے۔

مردوں کے نزدیک تو ضرورت کا درجہ یہ ہے کہ جس کے بغیر تکلیف ہو سواتنا سامان تو اکثر متوسط الحال (درمیان قسم کے) لوگوں کے گھروں میں بحمداللہ موجود ہوتا ہی ہے اس لئے مردوں کو اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی ہاں اگر خدا وسعت دے تو اس کا بھی مضائقہ نہیں کہ اتنا سامان جمع کر لیا جائے جس سے زیادہ راحت نصیب ہو۔ یہ درجہ مردوں کے نزدیک کمال کا مرتبہ ہے۔ مگر عورتوں کے نزدیک ضرورت کا درجہ تو کوئی چیز ہی نہیں، مرد جس کو ضرورت کا درجہ سمجھتے ہیں وہ عورتوں کے نزدیک قلت اور تنگی کا درجہ ہے، ان کے نزدیک ضرورت کا درجہ وہ ہے جس کو مرد کمال کا درجہ سمجھتے ہیں۔ اور کمال کا درجہ وہ ہے جو حقیقت میں ہوس کا درجہ ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ عورتوں میں ناشکری زیادہ ہے۔

---

[۱] الکمال فی الدین ص ۷۷

بکھیڑے کا مرض

عورتوں میں مرنے اور کھپنے (یعنی منہمک ہونے) کی یہ حالت ہے کہ اگر ان کا ایک کپڑا تیار ہوگا تو اس کے لئے بھی ایک کمیٹی منعقد ہوتی ہے، خالہ دیکھنا گوٹ اچھی بھی ہے یا نہیں، دیکھنا اس پر بیل لگاؤں یا لچکا لگاؤں کیا اچھا لگے گا۔ اور جوان سے کہا جائے کہ دنیا بھر کو ایک کپڑے کے واسطے جمع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ جو اپنے کو اچھا لگے پہن لو تو یہ جواب دیں گی کہ واہ قاعدہ یہی ہے کہ کھائے اپنی پسند کا اور پہنے دوسرے کی پسند کا۔ نیز عورتوں کا مقولہ یہ بھی ہے کہ ''پیٹ کا کیا ہے چاہے ڈھیلے پتھروں سے بھرلو مگر کپڑا ہو عزت کا''۔

صاحبو! یہ ساری مستیاں اور یہ سارے قاعدے اس واسطے ہیں کہ یہ یاد نہیں ہے کہ ایک دن ہم یہاں نہ ہوں گے۔[۱]

ضرورت سے زائد سامان جمع کرنے کی ہوس

گھر میں بہت سی چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن سے کبھی کام نہیں پڑتا مگر اس بات کا شوق ہوتا ہے کہ ہمارے گھر میں اتنے برتن اور اتنے پلنگ اور اتنے بستر ہیں۔ اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم منع فرماتے ہیں۔ باقی ضرورت کی مقدار کی ممانعت نہیں۔ اور اس کا راز یہ ہے کہ زیادہ تر غیر ضروری چیزیں بھی دل کو پریشان کرتی ہیں، اور جو ضرورت کے موافق ہو ان سے پریشانی نہیں ہوتی۔ اور آج کل ہم لوگ زیادہ تر فضول چیزوں ہی کے درپے ہیں۔ انہی کے جمع کرنے میں وقت ضائع کرتے ہیں۔ خصوصاً عورتوں کی تو یہ حالت ہے کہ یہ تو بے ضرورت بہت سامان جمع کرتی ہیں۔ جو چیز ان کے سامنے سے گذرتی ہے فوراً اس پر ان کی رال ٹپک جاتی ہے۔

---

[۱] الفانی ص ۲۸۴

ایک عورت نے خود اقرار کیا کہ ہم تو جہنم ہیں جیسے اس کا پیٹ نہ بھرے گا اور هَلْ مِنْ مَّزِيْد (کیا اور زائد ہے) کہتی رہے گی، ایسے ہی ہمارا پیٹ بھی (دنیا وی چیزوں سے) نہیں بھرتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس انہماک سے منع فرماتے ہیں جس کی وجہ سے غیر ضروری چیزوں میں دل اٹکا ہوا ہے، ہماری جو حالت ہے اس میں تو واقعی ہماری جان بھی مرتے ہوئے اس سامان میں اٹکی رہے گی (یعنی بہت مشکل اور مصیبت سے جان نکلے گی) خصوصاً عورتوں کی کیونکہ یہ بے ضرورت سامان بہت جمع کرتی ہیں پھر سامان کے بارے میں تو عورتیں ایسی ہیں کہ ہر چیز ان کے لئے دل ربا (بھا جانے والی) ہے[۱]

حسنِ تدبیر اور آسان علاج

اس کا علاج یہ ہے کہ ہر شخص اپنے گھر کی چیزوں میں غور کرے کہ روزانہ اس کے استعمال میں کتنی چیزیں آتی ہیں تو معلوم ہوگا کہ دو چار دس یا پانچ چیزوں کے سوا اور تمام سامان ایسا ہے جس کی ضرورت مہینوں برسوں بھی نہیں ہوتی ہے۔[۲]

جہاں تک ہو سکے (ہر چیز میں) اختصار کرو مثلاً ایک عورت پان چھوڑ سکتی ہے وہ پان چھوڑ دے۔ ایک چائے کی عادی ہے جس میں دل اٹکا رہتا ہے (حالانکہ اس کو ضرورت بھی نہیں بلکہ محض شوق وتفریح میں پیتی ہے اس کو چاہئے کہ) وہ چائے چھوڑ دے۔ جو ایک روپئے گز کا کپڑا پہنتی ہے وہ بارہ آنے گز کا پہننے لگے اسی طرح تمام اخراجات اور سامانوں میں اختصار کرو یعنی قدر ضرورت پر اکتفا کرو۔ پھر ضرورت کے بھی درجے ہیں۔[۳]

---

[۱] [۲] غریب الدنیا ص ۱۵۰ [۳] غریب الدنیا ص ۱۵۴

ضرورت واسراف کے حدود عمدہ مثال کے ساتھ

یہ ہر شخص خود سمجھ سکتا ہے کہ اس کو کتنا مکان ضروری ہے۔ کیونکہ لوگوں کے درجات مختلف ہیں اور انہیں درجات کے لحاظ سے ضروریات بھی مختلف ہیں۔ کسی کو ایک حجرہ (کمرہ) آسائش وراحت کے لئے کافی ہوتا ہے اور کسی کو ایک بڑا مکان بھی مشکل سے کافی ہوتا ہے۔ ایک شخص کو زیادہ سردی لگتی ہے وہ لحاف اوڑھتا ہے اور ایک شخص کا جاڑا ہلکی رضائی میں چلا جاتا ہے۔ دونوں کا اسراف الگ الگ ہے ہر شخص اپنی ضرورت کو خود ہی سمجھ سکتا ہے۔

ہاں ضرورت سے آگے ایک درجہ آرائش کا ہے وہ بھی جائز ہے بشرطیکہ اس میں اسراف اور حدودِ شرعیہ سے تجاوز نہ ہو۔ اور نہ قصد وفخر وعجب کا اختلاط ہو۔ کیونکہ یہ درجہ نمائش کا ہے جو ناجائز ہے۔

اور اسراف کے معنی یہ ہیں کہ منہی عنہ (ناجائز امر) کا ارتکاب نہ ہو اور جو خرچ ہو وہ معصیت میں خرچ نہ ہو۔ اس میں بھی تھوڑی تفصیل ہے۔ بعض دفعہ ایک ہی شئی ایک شخص کے اعتبار سے اسراف ہوسکتی ہے اور دوسرے شخص کے اعتبار سے اسراف نہیں ہوتی۔ مثلاً ایک شخص کو دس روپے گز کا کپڑا پہننے کی وسعت ہے اور ایک شخص کو ایک روپے گز کے کپڑے کی بھی وسعت نہیں۔ یہ اگر دس روپے گز کا کپڑا خریدے گا تو ضرور قرض دار ہوگا۔ اب دونوں نے یہ کپڑا خریدا تو جس کو وسعت ہے اس کے لئے تو کچھ نہیں نہ اس پر اسراف کا الزام۔ اور جس نے قرض لیا وہ بے ضرورت گردن پھنسانے سے گنہگار اور اسراف کرنے والا شمار ہوگا۔ کیونکہ بلاضرورت مقروض ہونا گناہ ہے۔

دیکھئے دس روپے گز کا کپڑا پہننا ایک فعل مباح ہے مگر ایک کے لئے گناہ

نہیں ہے اور ایک کے لئے گناہ ہے۔ واقع میں تو وہ فعل مباح ہے مگر ایک عارض کی وجہ سے اس کے لئے گناہ کا موجب بن گیا۔ اور وہ عارض بلا ضرورت قرض لینا ہے۔ اگر یہ شخص اس قدر قیمتی لباس نہ پہنتا تو بے ضرورت قرض کی معصیت میں مبتلا نہ ہوتا اس لئے اس کے لئے اتنا اچھا اور قیمتی پہننا بھی گناہ ہے کیونکہ گناہ کا مقدمہ (ذریعہ) بھی گناہ ہوتا ہے۔

حبِّ جاہ کا مرض

دوسرا مرض عورتوں میں حب جاہ ہے، اور یہ مرض مردوں میں بھی ہے مگر دوسرے رنگ کا۔ مرد بھی اپنے کو بڑا بناتے ہیں مگر اس کا رنگ اور ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اکثر مردوں میں تو اور کمالات بھی ہیں جیسے علم وغیرہ اس لئے ان کا حب جاہ (بڑا بننا) اس قدر نازیبا (اور برا) نہیں۔ اور عورتوں میں تو یہ بھی نہیں مگر پھر بھی ان میں حب جاہ ہے۔

گو یہ عورتیں اپنے کو بڑا نہیں سمجھتیں مگر یہ چاہتی ہیں کہ دوسرے ان کو بڑا سمجھیں۔ ان میں اس کے ساتھ تذلل (یعنی اپنے کو معمولی سمجھنے) اور تواضع کی بھی ایک شان ہوتی ہے۔ مگر اس کے ساتھ عورتیں اس کی بھی کوشش کرتی ہیں کہ ہم سب سے بڑھی رہیں۔ بیچاریوں میں کمالات ہوتے نہیں اس لئے چاہتی ہیں کہ زیور اور سامان بہت ہوتا کہ دوسروں سے بڑھی چڑھی رہیں۔ جب کہیں جائیں گی تو خوب زیور لاد پھاند کر جائیں گی خواہ مانگا ہوا ہی زیور ہو۔ اور گو دوسروں کو معلوم بھی ہو کہ مانگ کر پہنا ہے۔ یہ اس لئے کہ ہم کو کوئی کم درجہ کا نہ سمجھے۔ رات دن اسی کا اہتمام ہے کہ لیس ہو، گوٹہ ہو، ٹھپہ ہو، لچکہ ہو، کپڑے کی کٹنگ ایسی ہو، جھالر بھی لگا ہوا ہو، جہاں تک ان کے امکان میں ہے بناوٹ کا اہتمام کرتی ہیں۔

اس کے متعلق ان میں کمیٹی بھی ہوتی ہے جس میں بڑے بڑے معاملات اس کے متعلق طے ہوتے ہیں کہ بہن ذرا بتلاؤ کہ کرتے کے ساتھ کونسا پاجامہ اچھا لگے گا۔ اور اس جوڑے پر دوپٹہ کونسا ہونا چاہئے، یہاں تک کہ دیکھا گیا ہے کہ ان کے پاس اچھا خاصا زیور ہے، مگر کسی بیوی کے پاس کسی اور وضع یا نقشہ کا زیور بنا ہوا دیکھا بس فریفتہ ہوگئیں۔ اور اس سے فرمائش کی جاتی ہے کہ بہن ذرا مجھ کو دید ینا میں بھی ایسا ہی بنواؤں گی۔ پھر اس سے زیور لے کر شوہر سے فرمائش کرتی ہیں کہ ایسا بنوادو۔ اب وہ ہر چند سمجھاتا ہے کہ اس کو خراب کرتی ہو، اچھا خاصا بنا بنایا زیور خراب ہو جائے گا، سنار کھوٹ ملادے گا تو چار پیسہ کا زیور رہ جائے گا، مگر ایک نہیں سنتیں یہی کہتی ہیں کہ مجھے تو اسی نمونہ کا بنوادو، کچھ ہی ہو۔ اب وہ بے چارہ ان کے اصرار پر دلجوئی بھی کرتا ہے اور یہ اس کی عقل پر غالب ہو جاتی ہیں عاقل دل شکنی کو پسند نہیں کرتا۔ آخر وہ کہتا ہے کہ تم جیتی میں ہارا۔ اور اس پر بھی بس نہیں اگر اگلے مہینہ میں اور کوئی نمونہ سامنے آ گیا تو یہی کہتی ہیں کہ اب یہ نمونہ ہونا چاہئے، غرض ہر چیز پر ان کا عشق ہے، بس یہی چاہتی ہیں کہ جیسی چیز اوروں کے پاس ہے ویسی ہی ہمارے پاس ہو جائے شوہر کی ساری کمائی ان کی زیب و زینت ہی میں صرف ہوتی ہے۔ اور یہ ساری مذکورہ خرابیاں حب جاہ اور حب مال کی ہیں۔ مردوں میں بھی اور عورتوں میں بھی۔ صرف فرق یہ ہے کہ مردوں میں کسی قدر ضرورتوں پر نظر ہے اور عورتوں میں ضرورتوں پر نظر نہیں۔[1]

تصنّع و تکلف وریاکاری

اصل مرض اپنے کو بڑا سمجھنا ہے اور اس کی اصل ہے خدا کو بڑا نہ سمجھنا۔ ساری خرابی اسی کی ہے پس اس کا علاج کرو۔ نیز اس سے ایک اور مرض پیدا ہوتا ہے یعنی

[1] خیر الاثاث للاناث ص ۳۳۴

زیب وزینت کا خیال۔عورتوں کی پرورش ہی زیب وزینت میں ہوتی ہے۔ان کے اندرایک خاص شان زیب وزینت کی ہوتی ہے جس میں ان کی ساری عقل صرف ہوجاتی ہے آگے علوم وکمالات تک رسائی نہیں ہوتی۔

زینت میں عورتوں کا مزاج یہ ہے کہ خوب زینت کرنا چاہئے۔کوئی مہمان آجائے تو بڑے بڑے سامان ہوتے ہیں خاصدان جومہمان کے سامنے ایک مرتبہ گیا تھا دوسری دفعہ پان اس میں نہ جانا چاہئے بلکہ دوسرا خاصدان ہونا چاہئے صرف یہ بات ظاہر ہے کرنے کے لئے کہ ہمارے یہاں خاصدان اور بھی ہے۔پھرایک دفعہ تانبے کا ہوتو دوسری دفعہ اسٹیل وغیرہ کا ہو۔اسی طرح اور چیزوں کا اندازہ کرلیجئے۔

روزانہ تو گھر کوڑے سے بھرا پڑا رہتا تھا مہمان آیا تو صاف کیا (صرف دکھلانے کے لئے کہ ہم اس طرح صفائی سے رہتے ہیں) غرض ہر بات میں دکھلاوا ہے۔ ان کا تو مذہب یہ ہے کہ کوئی یوں نہ کہے کہ ایسے ہیں اور ویسے ہیں۔اورکوئی سے مراد ان کی مخلوق ہی ہوتی ہے کاش اللہ تعالیٰ کو بھی اس میں داخل کیا جاتا (یعنی اللہ تعالیٰ کی بھی ناراضگی اور خوشی کا لحاظ کیا جاتا)[۱]

(اسی طرح) بناؤ سنگار کرکے (کہیں) جانے کا سبب محض تکبر ہے۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ میں بڑا ہوں اس عادت کو بدلیئے کیونکہ بڑا بننے کی عادت بہت بری ہے۔حدیث میں ہے **لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ کِبْرٍ** یعنی جس شخص کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہ جائے گا۔[۲]

ایک اور مرض

ایک مرض عورتوں میں یہ ہے کہ جب کہیں یہ محفل میں جاتی ہیں تو سب کے لباس اور زیور کو سر سے پیر تک تاک لیتی ہیں تا کہ دیکھیں کہ ہم سے کوئی

[۱] خیر الاثاث للاناث ص۳۶۶ [۲] ملفوظات کمالات اشرفیہ ص۲۸۶

زیادہ تو نہیں؟ اور ہم کسی سے گھٹے ہوئے تو نہیں۔ یہ بھی اسی ریا اور تکبر کا شعبہ ہے۔ یہ مرض مردوں میں کم ہے۔ اگر دس آدمی ایک جگہ جمع ہوں تو مردوں میں سے کسی کو اس کا خیال بھی نہیں ہوتا کہ کس کا لباس کیسا ہے اسی لئے مجلس سے اٹھ کر وہ کسی کے لباس کا حال بیان نہیں کر سکتے اور عورتوں میں سے ہر ایک کو یاد رہتا ہے کہ کس عورت کے پاس کتنا زیور تھا۔ خوب یاد رکھو اس غرض سے قیمتی لباس وغیرہ پہننا جائز نہیں۔[۱]

عورتوں کی نگاہ ایسی تیز ہوتی ہے کہ خدا کی پناہ کہیں محفل میں جائیں گی تو ذرا سی دیر میں سب کے زیور اور لباس پر فوراً نظر پڑ جائے گی۔

اب جب سب کے زیور اور کپڑے دیکھ بھال کر آئیں تو خاوند کو پریشان کرنا شروع کیا کہ ہمیں بھی ایسا ہی بنا کر دو۔ اور غضب یہ کہ اگر وہ زیور جو دوسری کے پاس دیکھا ہے اپنے پاس بھی ہو لیکن دوسرے نمونہ کا ہو تب بھی پریشان کرتی ہیں کہ بھدّا بنا ہوا ہے فلانی کا نمونہ اچھا ہے ویسا بنوا دو۔ اب اگر خاوند ہزار کہے کہ اس میں پہلی گھڑائی کا نقصان ہے اور دوسری گھڑائی خواہ مخواہ ذرا سے نمونہ کے واسطے دینی پڑے گی تو ایک نہیں سنیں گی۔

(بہتر طریقہ یہ ہے کہ) پہلی دفعہ (من چاہی) خوبصورت بنوالو۔ پھر جیسا ہو اسی پر اکتفا کرلو۔ بار بار توڑ پھوڑ میں گھڑائی (بنوائی) ضائع ہونے کے علاوہ خود سونا بھی ضائع ہوتا جاتا ہے۔ کیونکہ سنار ہر دفعہ اس میں کچھ نہ کچھ کھوٹ ضرور ملاتے ہیں جس سے دو تین دفعہ میں زیور کی مالیت آدھی رہ جاتی ہے۔ مگر عورتوں کی بلا سے وہ جانتی ہیں کہ مزدور (یعنی شوہر) لا لا کر دے گا۔ جو چاہو فرمائش کرلو۔ پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مجبوراً خاوند کو رشوت لینی پڑتی ہے تو اکثر رشوت لینے کا سبب یہ عورتیں ہی ہوتی ہیں یہ نہ سمجھیں کہ کمانے میں سارا گناہ مرد ہی کو ہوتا ہے بلکہ یہ بھی اس کے ساتھ عذاب بھگتیں گی۔[۲]

---

[۱] غریب الدنیا ملحقہ دین و دنیا ص ۱۵۶ [۲] اسباب الغفلۃ ص ۳۸۴

شیخی کا مرض

شیخی مذموم اور ممنوع ہے اور یہ ذمیمہ (یعنی شیخی بگھارنے کی بری عادت عورتوں کی گویا فطرت میں داخل ہے۔ اٹھنے میں بیٹھنے میں بولنے میں چالنے میں، زیور میں تو ایسا شیخی کو اپنایا ہے کہ اس کی بنیاد ہی اس پر ہے۔ زیور بلا باجے کے نہیں پہنیں گی، باجے میں فائدہ یہ ہے کہ کہیں جائیں تو پہلے ہی سے مردوں عورتوں سب کو آپ کی تشریف آوری کی اطلاع ہو جائے۔ جب کہیں جائیں گی تو ڈولی (رکشہ وغیرہ) سے اترتے ہی گھر میں اطلاع کے لئے کہا جائے گا کہ بیگم صاحبہ آئی ہیں۔ وہاں پہونچ کر ایسی جگہ بیٹھیں گی کہ سب کی نظران پر پڑے، ہاتھ کان ضرور دکھلائیں گی۔ ہاتھ کسی کام میں گھرا ہو تب بھی کسی بہانے سے نکالیں گی، اور کان گو ڈھکے ہوئے ہوں مگر گرمی کے بہانے سے کھول کر ضرور دکھلائیں گی کہ ہمارے پاس اتنا زیور ہے۔ اور اگر کوئی عورت مہذب ہوئی اور بہشتی زیور پڑھی ہوئی ہے اور دکھاوے اور شیخی کی مذمت ان کو یاد ہوئی تو خدا سلامت رکھے باریک کپڑوں کو کہ وہ ان کے بلا ارادہ سب بناؤ سنگار کو دکھلا دیتے ہیں۔ اور اگر کسی کی نظر نہ بھی پڑے تو کھجلی اٹھا کر کان تو دکھا ہی دیں گی جس سے اندازہ کیا جائے کہ جب اتنا زیور ان کے کانوں میں ہے تو گھر میں تو نہ معلوم کتنا ہوگا۔ چاہے گھر میں خاک نہ ہو یہ گناہ تو ہاتھ پیر سے کئے، پھر وہیں بیٹھتے ہی سوائے غیبت کے اور کوئی دوسرا مشغلہ ہی نہیں۔ ان عورتوں کی شیخی کے دو موقعے ہوتے ہیں ایک خوشی کا ایک غمی کا انہی دو موقعوں میں اجتماع ہوتا ہے۔[۱]

عورتوں کو ایسا غلو ہوا ہے کہ اس تصنع (شیخی اور دکھلاوے) کے اہتمام میں خاوند کی اچھی آمدنی بھی ان کو کافی نہیں ہوتی۔ اور سب آمدنی لے کر مردوں کو

---

[۱] التبلیغ ص ۹۰ ج ۴ دواء العیوب

بے وقوف بنانا چاہتی ہیں۔ جو مرد ان کی مرضی کے موافق چلے اور ان سے حساب وکتاب نہ لے اور آنکھ بند کر کے خرچ کرنے دے وہ ان کے نزدیک بہت اچھا ہے۔ آپس میں بیٹھ کر فخر کرتی ہیں کہ میرے میاں تو ایسے ہیں دے کر پوچھتے ہی نہیں کہ کہاں خرچ کیا جو مرد اُلّو اور احمق (بے وقوف) ہو وہ ان کے نزدیک اچھا ہے اور جو منتظم ہو اور دیکھ بھال کر خرچ کرے تو اس کو کہتی ہیں کہ ہمارے میاں تو بڑے جلاد ہیں بڑے ظالم ہیں کیا مجال ہے ہم پیٹ بھر کر بھی کھالیں ہم تو اس کے راج میں کھانے پینے کو بھی ترس گئے۔ غرض ان کو ریا شہرت اور تفاخر میں آزاد چھوڑ دو جب تو خیر ہے، ورنہ پھر ان کا منہ سیدھا نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ یہ باتیں کس قدر عیب والی ہیں جن کو دنیا کے عقلاء نے بھی عیب کہا ہے، کسی اخلاقی کتاب کو اٹھا کر دیکھئے یہی لکھا ہوگا کہ ان عیبوں سے بچو۔ مگر یہ عیب ایسے جمے ہوئے ہیں کہ عورتوں کی کوئی بات بھی ان سے خالی نہیں ان کا رات دن فخر کرنے (اور شیخی بگھارنے) ہی میں گذرتا ہے، خاوند پر فخر، مکان پر فخر، جائداد پر فخر، نسب پر فخر، جب پڑھی لکھی اور دیندار عورتوں تک میں تفاخر (شیخی) اس طرح رچا ہوا ہے تو دنیا والوں میں کیوں نہ ہو، اسی طرح عورتوں کو بار بار کپڑے بدلنا اور اسی میں گھنٹوں وقت صرف کرنا (یہ بھی فخر کے لئے کرتی ہیں) غرض ہر کام میں شیخی اور تفاخر موجود ہے۔ عورتوں میں زیادہ مردوں میں کم۔[1]

شیخی اور تکبر وریاکاری سے بچنے کی عمدہ تدبیر

شیخی سے بچنے کے لئے ایک ترکیب میں نے مردوں کو سکھلائی ہے گو عورتیں اس سے بہت خفا ہوتی ہیں مگر وہ شیخی کا علاج ہے (بڑی اور سمجھدار عورتوں کو چاہئے کہ اس کا رواج ڈالیں) وہ ترکیب یہ ہے کہ عورتوں سے

---

[1] دواء العیوب التبلیغ ص۹۶ ج۴

یہ تو مت کہو کہ آپس میں جمع نہ ہوں یہ تو ہونا مشکل ہے اور اس میں وہ معذور بھی ہیں اَلْجِنْسُ یَمِیْلُ اِلَی الْجِنْسِ جنس کا میلان اپنی جنس ہی کی طرف ہوتا ہے۔ عورتوں کا دوسری عورتوں سے ملنے کا کبھی تو جی چاہتا ہی ہے اس لئے اس میں تو سختی نہ کرو مگر یہ کرو کہ کہیں جاتے وقت کپڑے نہ بدلنے دیا کرو۔ اس کے لئے مردانہ حکومت سے کام لو۔ اور جب کہیں جائیں تو سر پر کھڑے ہو کر مجبور کرو کہ کپڑے نہ بدلنے پائیں۔

یہ عجیب بات ہے کہ گھر میں تو بھنگنوں اور ماماؤں (نوکرانیوں) کی طرح رہیں اور ڈولی (رکشہ) آتے ہی بن سنور کر بیگم صاحبہ بن جائیں۔ ہر چیز کی کوئی غرض اور غایت ہوتی ہے کوئی ان سے پوچھے کہ اچھے کپڑے پہننے کی غرض غایت کیا صرف غیروں (اور دوسروں) کو دکھانا ہے۔ تعجب ہے کہ جس کے واسطے یہ کپڑے بنے اور جس کے دام لگے اس کے سامنے تو کبھی نہ پہنے جائیں اور غیروں کے سامنے پہنے جائیں۔ حیرت ہے کہ شوہر سے کبھی سیدھے منہ نہ بولیں کبھی اچھا کپڑا اس کے سامنے نہ پہنیں اور دوسروں کے گھروں میں جائیں تو شیریں زباں بھی بن جائیں اور کپڑے بھی ایک سے ایک بڑھے چڑھے پہن کر جائیں۔ کام آویں غیروں کے اور دام لگیں خاوند کے، یہ کیا انصاف ہے۔ یہ باتیں ذرا شرم کی سی ہیں مگر اصلاح کے لئے کہی جاتی ہیں۔

الغرض مردوں سے میں کہتا ہوں کہ ان کی شیخی مٹانے کی یہ تدبیر کرو کہ کہیں جاتے وقت ان کو کپڑے نہ بدلنے دو۔ اور عورتیں بھی سن لیں کہ اگر کپڑے بالکل ہی میلے ہیں تو خیر بدل لو وہ بھی سادے ورنہ ہرگز نہ بدلو۔ سیدھے سادے کپڑوں میں مل آیا کرو۔ ملنے سے جو غرض ہے وہ اس صورت میں بھی حاصل ہوگی۔ اور اخلاق کی درستگی کے علاوہ ذرا کر کے دیکھو تو اس کے فوائد معلوم ہوں گے۔

اور اگر یہ خیال ہو کہ اس میں ہماری حقارت ہوگی تو ایک جواب تو اس کا یہ ہے کہ نفس کی تو حقارت ہونی ہی چاہئے۔

اور دوسرا تسلی بخش جواب یہ ہے کہ جب ایک بستی کی بستی میں یہ رواج ہوجائے گا کہ سیدھی سادی طرح سے مل لیا کریں تو انگشت نمائی اور تحقیر بھی نہ رہے گی

اور کیوں بیبیو! اگر ایک غریب عورت جو مزدور کی بیوی ہے وہ کہیں ٹھاٹ باٹ سے (بن سنور کر زیور سے آراستہ ہوکر) جاتی بھی ہے لیکن عورتوں کو تو اس کے گھر کی حالت معلوم ہے وہ تو یہی کہیں گی کہ نگوڑی مانگے کا کپڑا اور زیور پہن کر آئی ہے اس پر اتراتی ہے۔[۱]

عورتوں کے تکبر اور حبِّ دنیا کا علاج

(۱) عورتوں کو چاہئے کہ عمدہ کپڑا پہن کر کہیں نہ جائیں ۔ جہاں جائیں انھیں کپڑوں میں چلی جائیں جو پہلے سے پہنے ہوئے ہوں۔ اس طرح کرنے سے تکبر ٹوٹ جائے گا۔ مگر ان کی حالت یہ ہے کہ جہاں جائیں گی لد پھد کر جائیں گی تا کہ شان ظاہر ہو۔

(۲) عورتوں میں حب دنیا (زیور وغیرہ) کا غلبہ زیادہ ہے اس کا علاج یہ ہے کہ (زیور لباس) شوہر کے سامنے تو (گھر میں) خوب پہنا کریں۔ مگر ان کی حالت یہ ہے کہ برادری میں جائیں گی تو خوب بن ٹھن کر اور جب آئیں گی تو فوراً اتار دیں گی تا کہ جس حال میں خاوند نے دیکھا تھا اسی میں دیکھے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ خاوند کے سامنے پہنیں اور کہیں جائیں تو نہ پہنیں۔

(۳) ایسے ہی علاج غیبت کا ہے اس میں استغفار کافی نہیں بلکہ جس کی غیبت کی ہے اس سے کہو کہ میں نے تمہاری غیبت کی ہے معاف کردو۔[۲]

---

[۱] دواء العیوب التبلیغ ص ۹۱۔۹۳ ج ۴ [۲] الحیٰوۃ ص ۵۶۳ ملحقہ حقیقت مال وجاہ

حرص اور دنیا کی محبت کا علاج

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرص کا صحیح علاج بتلایا ہے چنانچہ ارشاد ہے وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ اس میں توبہ کو حرص کا علاج بتلایا گیا ہے جس کے معنی ہیں توجہ الی اللہ۔ اور یہ حرص کا علاج اس وجہ سے ہے کہ قاعدہ یہ ہے کہ نفس ایک وقت میں دو چیزوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتا اور ظاہر ہے کہ حرص کی حقیقت دنیا کی طرف توجہ اور میلان ہونا ہے جب اس توجہ کو کسی دوسری شئی کی طرف پھیر دیا جائے گا تو دنیا کی طرف توجہ باقی نہ رہے گی۔

جب حرص کا صحیح علاج معلوم ہو گیا تو اب سمجھئے کہ توجہ الی اللہ کیا چیز ہے، بعض لوگوں نے تو یہ سمجھا ہے کہ توجہ الی اللہ کا یہ مطلب ہے کہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور احکام شرعیہ بجالائے۔ان لوگوں نے ظاہری اعمال پر اکتفا کیا اور یہ لوگ دل سے خدا کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔

اور بعض لوگوں نے کہا کہ توجہ الی اللہ (یعنی اللہ کی طرف متوجہ ہونے کے) معنی صرف یہ ہیں کہ صرف دل سے خدا کی طرف متوجہ ہوں یہ لوگ ذکر و شغل اور مراقبہ ہی کو لے بیٹھے، ان لوگوں نے نماز اور روزہ، تلاوت قرآن پاک، نظر بد کا بچانا وغیرہ سب چھوڑ دیا مگر ان کو بھی برکت اور نورانیت حاصل نہیں ہوتی۔

لو سنو! توجہ الی اللہ کی حقیقت یہی ہے کہ خدا کی طرف دل سے متوجہ ہو، مگر حقیقت کی ایک صورت بھی ہوا کرتی ہے اور توجہ الی اللہ کی صورت وہی ہے جو شریعت نے بتلائی ہے بس دونوں کو جمع کرنا چاہئے، کہ دل سے اللہ کی طرف متوجہ رہو اور ظاہر سے اعمال شرعیہ کے پابند رہو۔ طاعات کو بجالاؤ اور معاصی سے بچنے کا اہتمام کرو۔ نگاہ کو روکو نامحرموں کی باتیں بھی نہ سنو، اعمال ظاہرہ، اعمال باطنہ

دونوں کو جمع کرنا چاہئے۔ پھر انشاء اللہ کامیابی ضرور ہوگی۔[۱]

ایک ترکیب بتلا کر مضمون مختصر کرتا ہوں اور وہ ایسی ترکیب ہے جس سے تم کو انشاء اللہ تعالیٰ صحبت کی برکت حاصل ہوگی اور یہ جو دائرے سے باہر قدم نکلا جارہا ہے یہ رک جائے گا۔ اور وہ ترکیب یہ ہے۔

(۱) ایک وقت مقرر کر کے اس وقت میں موت کو یاد کیا کرو۔

(۲) اور پھر قبر کو یاد کرو اور پھر حشر کو یاد کرو۔

(۳) اور پھر یوم حشر (قیامت) کی ہولناکیوں اور وہاں کے مصائب کو یاد کرو۔ اور سوچو کہ ہم کو خدا تعالیٰ کے روبرو کھڑا کیا جائے گا۔ اور ہم سے باز پرس ہوگی۔ ایک ایک حق اگلنا پڑے گا۔ اور پھر سخت عذاب کا سامنا ہوگا۔

اسی طرح روزانہ سوتے وقت سوچا کرو۔ دو ہفتے میں انشاء اللہ کایا پلٹ جائے گی۔ اور دنیا کے ساتھ جو دلچسپی ہے وہ نہ رہے گی۔[۲]

بڑا علاج یہی ہے کہ سوچنا شروع کردو، آخرت کے تمام امور کو سوچا کرو کہ میں مر کر قبر میں جاؤں گی وہاں سوالات ہوں گے۔ اگر ٹھیک جواب دے دیا تو راحت ہوگی اور اگر ٹھیک جواب نہ دے سکی تو عذاب ہوگا۔ پھر اس کے بعد دوبارہ زندہ کی جاؤں گی۔ میدانِ قیامت کی سختیوں کو بھی سوچو۔ پھر یہ کہ خدا تعالیٰ کے سامنے حساب کے لئے کھڑی کی جاؤں گی، اس کے بعد پل صراط پر چلنا ہوگا، پھر جنت ملے گی یا دوزخ میں ڈالی جاؤں گی، دوزخ میں کوئی پرسان حال نہ ہوگا۔ غرض ان سارے امور کو سوچا کرو اور خدا تعالیٰ کی اطاعت کو اپنے اوپر لازم کرلو گو تکلیف ہی سہی۔ خدا کی اطاعت میں خاص اثر ہے کہ اس سے فکر پیدا ہوگی، اور فکر پیدا ہونے سے تمام کام درست ہوجائیں گے۔

---

[۱] علاج الحرص التبلیغ ۵۴ ج ۳ [۲] الرضا بالدنیا ملحقہ دین و دنیا ص ۱۹۲

اور ایک بات اور اپنے اوپر لازم کرلو وہ یہ کہ جو اپنے جی میں آئے اسے فوراً مت کرلیا کرو بلکہ علماء سے تحقیق کر کے کیا کرو۔ اگر ناجائز بتائیں ہرگز اس کام کو مت کرو۔ اس طرح دستور العمل رکھنے سے پھر قلب دنیا پر ہرگز مطمئن نہ ہوگا۔[1]

عورتوں کو ایک دوسرے سے ملنے میں احتیاط

قرآن شریف میں عورتوں کو حکم ہے وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ (پ ۲۲ احزاب) کہ تم اپنے گھر جم کر بیٹھی رہو اس میں تقسیم الآحاد علی الآحاد ہے جس کا یہ مطلب ہوا کہ ہر عورت اپنے گھر جم کر بیٹھی رہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کے لئے اصلی حکم یہی ہے کہ وہ اپنے اپنے گھروں سے باہر نہ نکلیں، نہ عورتوں سے ملنے کے لئے نہ مردوں سے ملنے کے لئے۔

آخر کچھ تو بات ہے جو حق تعالیٰ نے عورتوں کو گھر میں رہنے کا حکم دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گھر سے باہر نکلنا مضر (نقصان دہ) ہے، (البتہ ضرورت کے مواقع اس سے مستثنیٰ ہیں) پس جس کو ملنے جلنے سے یہ نقصان ہوتا ہو اس کے لئے یہی حکم ہوگا کہ وہ کسی سے نہ ملے، اپنے گھر ہی میں بیٹھی رہے۔ ہاں جس کو نقصان نہ ہوتا ہو وہ اپنے خاوند کی اجازت سے دوسروں کے گھر جا سکتی ہے۔

بیبیو (اللہ کی بندیو!) آخر تم کھجلی (یعنی جس کو کھجلی کا مرض ہو اس) سے بچتی ہو اور ان کے پاس بیٹھنا اور ان سے ملنا جلنا تم کو گوارہ نہیں ہوتا کہ کہیں ہم کو بھی کھجلی نہ ہو جائے اور یہ حالت تو کھجلی سے بھی بدتر ہے۔ کھجلی کا نقصان تو صرف جسمانی ہے اور اس کا ضرر جسمانی بھی ہے اور روحانی بھی، جسمانی ضرر تو یہ ہے کہ جب تم دوسری عورتوں کو اپنے سے اچھی حالت میں دیکھو گی اور ان جیسا بننا چاہو گی

---

[1] الاطمینان بالدنیا التبلیغ ص ۲۱۸ ص ۷

اور تمہاری حیثیت ان کے برابر نہیں ہوگی تو تم کو خوامخواہ پریشانی ہوگی۔ اور رات دن تم اس فکر میں گھلوگی کہ ہائے میرے پاس بھی یہ چیز ہوتی وہ چیز ہوتی۔ پھر بعض دفعہ تم مردوں سے بھی اس قسم کی فرمائش کروگی جو ان کی حیثیت سے زیادہ ہے ان کو یہ فرمائش ناگوار ہوگی، جس سے خوامخواہ دلوں میں کدورت (میلا پن اور دوری) پیدا ہوگی جس سے بعض اوقات دور تک نوبت پہونچ جاتی ہے۔

اور روحانی ضرر یہ ہے کہ اس سے ناشکری کا مرض بڑھتا ہے، جب تم دوسروں کو اپنے سے بڑھا ہوا دیکھوگی تو ان نعمتوں کی قدر نہ کروگی جو خدا تعالیٰ نے تم کو عطا فرمائی ہیں۔ ہمیشہ یہی سمجھوگی کہ میرے پاس کیا ہے کچھ بھی نہیں۔

اس لئے جس پر ملنے جلنے کا ایسا اثر پڑتا ہو اس کو یہی حکم دیا جائے گا کہ وہ کسی سے نہ ملے اور اگر ملے تو غریب نادار عورتوں سے ملے، کیونکہ غریبوں سے مل کر تمہارا جی خوش ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر کروگی کہ الحمد للہ میں بہت سی عورتوں سے اچھی حالت میں ہوں۔ اور یہی نکتہ ہے اس حدیث میں (بلکہ یہ واضح دلیل ہے مذکورہ بالا تفصیل کی کہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، **یَاعَائِشَۃ قَرِّبِی الْمَسَاکِیْنَ وَجَالِسِیْھِمْ**۔

(ترجمہ) اے عائشہ مسکینوں کے پاس بیٹھا کرو اور ان کو اپنے نزدیک کیا کرو۔ مسکینوں (غریبوں) کے پاس بیٹھنے سے خدا کی نعمتوں کی قدر ہوتی ہے اور دل خوش رہتا ہے۔[۱]

حرص اور بے صبری کا مادہ کیسے پیدا ہو جاتا ہے

عورتوں میں زیور کپڑے کی حرص طبعی طور تو ہوتی ہی ہے لیکن آپس میں ملنے

[۱] الکمال فی الدین ص ۸۶

ملانے سے یہ حرص اور بڑھ جاتی ہے۔ان کا آپس میں ملنا جلنا بڑا غضب ہے۔ ایک دوسری کو دیکھ کر رنگ پکڑتی ہے۔اگر کسی کو خدا تعالیٰ نے زیور اور کپڑا حیثیت کے موافق دے رکھا ہو تو وہ اسی وقت تک خوش ہے جب تک برادری بہنوں میں نہ جائے اور جہاں برادری میں نکلنا ہوا پھر ان کی نظر میں اپنا زیور اور کپڑا حقیر معلوم ہونے لگتا ہے۔دوسروں کا زیور دیکھ کر ان کا دل للچاتا ہے کہ ہمارے پاس بھی ایسا ہی ہونا چاہئے۔اور اس میں اپنی حیثیت پر ان کی نظر نہیں جاتی کہ جس کے پاس ہم سے زیادہ زیور ہے اس کی حیثیت بھی تو ہم سے زیادہ ہے لیکن جس کے مرد کی آمدنی پچاس روپئے ماہوار ہے وہ بھی برابری کرتی ہے اس کی جس کے مرد کی آمدنی ہزار روپئے ماہوار ہے۔عورتوں پر ملنے جلنے کا بہت جلد اثر ہوتا ہے۔

میں یہ نہیں کہتا کہ مستورات کا آپس میں ملنا جلنا بالکل بند کرادو۔ میرا مطلب یہ ہے کہ عورتوں کو اپنے اس مرض کی اصلاح کرنی چاہئے اگر کسی کا دل دوسروں کے کپڑے زیور دیکھ کر نہ للچائے اس کو ملنے جلنے کا مضائقہ نہیں مگر جس پر دوسروں کو دیکھ یہ اثر ہو اس کو ضرور نہ ملنا چاہئے۔[۱]

ایک واقعہ

عورتوں پر ملنے جلنے کا ایسا اثر ہوتا ہے کہ سہارنپور میں ایک انسپکٹر صاحب تھے جن کی تنخواہ چار سو پانچ سو روپئے ماہوار تھی مگر ان کی عادت یہ تھی کہ ساری تنخواہ اپنے غریب رشتہ داروں پر خرچ کرتے تھے، گھر میں کم رکھتے تھے،ان کی بیوی کے پاس زیور کا ایک چھلہ بھی نہ تھا نہ گھر میں کوئی خادمہ تھی، بیچاری اپنے ہاتھ سے آٹا پیستی تھی اور خود ہی پکاتی تھی اور اسی حالت میں خوش تھی۔میرے ایک عزیز بھی اس زمانہ میں سہارنپور میں ملازم تھے اور ان کا مکان انسپکٹر صاحب کے مکان سے

---

[۱] الکمال فی الدین ص ۸۵

متصل تھا، وہ اپنی بیوی کو کسی کے یہاں نہ بھیجتے تھے مگر ایک دفعہ ان کے عزیز کے گھر والوں کے اصرار پر انہوں نے ملنے کی اجازت دیدی وہ جو یہاں آئی تو اس نے یہاں باندیوں (نوکرانیوں) کو بھی اپنے سے اچھا پایا، ان کے پاس کچھ زیور تھوڑا بہت تھا اور انسپکٹر صاحب کی بیوی کے پاس چھلہ تک نہ تھا بس یہاں سے جا کر اس نے اپنے میاں کی خوب خبر لی کہ واہ۔۔۔۔۔۔صاحب کی تنخواہ بھی تم سے کم ہے پھر بھی ان کے گھر والے زیور میں لدے پھدے ہیں۔ اور میں بالکل ننگی ہوں اور ان کی بیوی اپنے ہاتھ سے ایک کام بھی نہیں کرتی، کئی کئی باندیاں ہیں سارا کام وہی کرتی ہیں اور میں سارا کام اپنے ہاتھ سے کرتی ہوں اب مجھ سے اس طرح نہیں رہا جاتا۔ مجھ کو زیور بنا کر دو اور عمدہ لباس بنا کر دو اور گھر میں خادمہ نوکرانی رکھو۔ وہ انسپکٹر صاحب مجھ سے الہ باد میں ملے تھے بیچارے کہتے تھے کہ شیخ کامل (یعنی عورت سے میل جول) کا اثر ایک منٹ میں ایسا ہوا کہ میری ساری عمر کا اثر فوراً ختم ہو گیا۔ اب میرے گھر میں رات دن زیور کی فرمائش رہتی ہے اور کوئی کام خود نہیں کرتی زیور بناتا بناتا تھک گیا مگر سلسلہ ختم نہیں ہوتا اور میری ساری خیر خیرات بند ہو گئی۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ ان کا آپس میں ملنا بڑا غضب ہے۔[۱]

دنیا کے معاملہ میں اپنے سے کمتر کو دیکھو

عورتوں کو بھی چاہیئے کہ دنیا کے بارے میں اپنے سے گھٹیا لوگوں کو دیکھیں مثلاً تمہارا گھر کسی رئیس زادی کے گھر سے کم ہے تو تم ان لوگوں پر نظر کرو جن کے گھر تم سے بھی گھٹیا ہیں۔ اور نہایت (چھوٹے اور) تنگ ہیں پلنگ بچھنے کے بعد چلنے کا بھی راستہ نہیں رہتا۔ وہاں ہوا کا تو کہاں گذر بارش کا بھی بچاؤ نہیں۔ اور تم ہوادار صحن میں ایسے آرام سے سوتی ہو کہ صبح کی نماز بھی قضا ہو جاتی ہے۔

---

[۱] الکمال فی الدین ص ۸۵

ایسے لوگوں کے مکانات دیکھ کرتم کو اپنے مکان کی قدر ہوگی کہ اس میں جھاڑ فانوس وغیرہ نہیں ہیں تو کیا ہوا بارش کا بچاؤ تو ہے، ہوا کا گذر تو ہے۔

شیخ سعدیؒ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے پاس جوتہ نہ تھا تو میں رنجیدہ تھا کہ اچانک میں نے ایک ایسے آدمی کو دیکھا جس کے پیر ہی نہ تھے میں نے خدا کا شکر کیا کہ میرے پیر تو ہیں جوتا نہیں تو کیا ہوا۔

تو دنیا کے باب میں اپنے سے کمتر حیثیت والوں کو دیکھنے سے دل کو بڑی راحت ہوتی ہے، مگر اب ایسا مزاج بدلا ہے کہ دنیا میں جہاں ذرا کمی ہوئی اس کا تو قلق ہوتا ہے اور اس پر کبھی نظر نہیں ہوتی کہ اللہ کی بہت سی مخلوق ہم سے بھی ابتر حالت میں ہے۔ ہم ان سے بہت اچھے ہیں۔ اور دین میں ایسا استغناء برتا جاتا ہے کہ پانچ وقت کی نماز پر اکتفا کر لیا ہے، اگر کوئی ان سے تہجد و اشراق کو کہہ دے تو جواب میں کہتی ہیں کہ کیا ہم مر جائیں بہت تو کام کرتے ہیں کہ پانچ وقت کی نماز پڑھ لیتے ہیں۔[1]

ایک بزرگ کا ارشاد

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ امراء (مالداروں) کے پاس بیٹھنے سے دن بدن میری پریشانی بڑھتی رہی اور میں یہ سمجھتا تھا کہ میرے اوپر خدا کی کچھ بھی نعمت نہیں۔ پھر میں نے غریبوں کے پاس بیٹھنا شروع کیا تو مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا بادشاہ ہوں۔ اور میری ساری پریشانی دور ہوگئی اور خوشی بڑھ گئی۔ اسی لئے حدیث میں ہے کہ دین کے باب میں انسان کو اپنے سے اونچے کو جو اس سے زیادہ دیندار ہو اور دنیا کے بارے میں اپنے سے نیچے کو دیکھنا چاہئے۔ مگر آج کل معاملہ برعکس (الٹا) ہے لوگ دین کے بارے میں تو ان لوگوں پر نظر کرتے ہیں جو زیادہ

---

[1] الکمال فی الدین ص ۸۸

کام نہیں کرتے، پھر اپنے دل کو سمجھا لیتے ہیں کہ اگر ہم رات کو نہیں اٹھتے تو کیا ہوا فلاں مولوی صاحب بھی تو رات کو نہیں اٹھتے۔ اگر ہم عمدہ عمدہ کپڑے پہنتے ہیں تو کیا ہوا فلاں شاہ صاحب بھی تو بڑا عمدہ لباس پہنتے ہیں۔ دین کے باب میں لوگ ان بزرگوں کو نہیں دیکھتے جن کی تہجد کی نماز کبھی قضا نہیں ہوتی اور بیچارے معمولی حالت میں رہتے ہیں اور دنیا کے بارے میں ہمیشہ اپنے سے زیادہ پر نظر کرتے ہیں کہ ہائے میں فلاں رئیس (مالدار) کے برابر نہیں ہو گیا۔ فلاں سوداگر کے برابر نہیں ہوا۔ جس سے سوائے پریشانی بڑھنے کے اور کچھ نہیں ہوتا۔[1]

---

[1] الکمال فی الدین ص ۸۷

فصل

زبان کی حفاظت

(۱) سہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص میرے واسطے اس چیز کا ذمہ دار ہو جائے جو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے یعنی زبان اور جو اس کی ٹانگوں کے درمیان ہے یعنی شرم گاہ میں اس کے لئے جنت کا ذمہ دار ہوں۔

(۲) عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ نجات کی کیا صورت ہے؟ آپ نے فرمایا اپنی زبان کو قابو میں رکھو اور تمہارا گھر تمہارے لئے گنجائش والا ہونا چاہئے۔ یعنی بلا ضرورت گھر سے باہر مت نکلو۔ اور اپنی خطاؤں پر روتے رہو۔

فائدہ: بڑی آفتوں میں سے ایک زبان کی آفت ہے جو بظاہر نہایت ہلکی ہے اور حقیقت میں بہت بھاری۔ اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سنبھالنے کی بہت تاکید فرمائی ہے کیونکہ اکثر آفتیں زبان کی بدولت ہوتی ہیں، جب تک زبان نہیں چلتی نہ کسی سے لڑائی ہوتی ہے اور نہ عدالت میں جھگڑا اور جہاں زبان چلی یہ سب باتیں موجود ہو جاتی ہیں۔

اس کا علاج (اور حفاظت کا طریقہ) یہ ہے کہ جب کوئی بات کہنے کا ارادہ کرے تو بے سوچے سمجھے نہ کہہ ڈالے کم از کم دو تین سیکنڈ یہ سوچ لے کہ میں جو بات کہنا چاہتی ہوں میرے مالک حقیقی کو ناخوش کر دینے والی تو نہیں ہے، اگر اطمینان ہو تو بولنا شروع کرو مگر ضرورت کے موافق اور اگر ذرا بھی خلجان ہو تو خاموش رہو انشاء اللہ نہایت سہولت سے سب آفتوں سے حفاظت رہے گی۔[۱]

---

[۱] فروع الایمان ص ۲۵

جھوٹ

زبان کے بہت سے گناہ ہیں سب سے بچنا بہت ضروری ہے۔ایک ان میں سے جھوٹ بھی ہے جس کو لوگوں نے ایسا بنا رکھا ہے جیسے ماں کا دودھ ہوتا ہے کہ اس سے کوئی بچا ہوا نہیں ہوتا۔اور جھوٹ وہ چیز ہے کہ کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں۔اور پھر اس کو مسلمان کیسا مزہ دار سمجھتے ہیں۔حالانکہ جھوٹ کے ذرا سے لگاؤ ہو جانے سے بھی گناہ ہو جاتا ہے۔یہاں تک کہ صحابیہ رضی اللہ عنہا نے ایک بچے سے بہلانے کے طور پر یوں کہا کہ یہاں آؤ چیز دیں گے۔تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ آجائے تو کیا چیز دوگی؟ انہوں نے دکھایا کہ یہ میرے ہاتھ میں کھجور ہے ۔ فرمایا اگر تمہاری نیت کچھ دینے کی نہ ہوتی تو گناہ لکھا جاتا، دیکھا آپ نے؟ جھوٹ ایسی بری چیز ہے۔[۱]

غیبت

زبان کا یہ گناہ ہے کہ لوگوں کی پیٹھ پیچھے ان کی ایسی باتیں کرے جن سے وہ برا مانیں اسے غیبت کہتے ہیں (عموماً عورتیں) یہ کہا کرتی ہیں کہ ہم اس کے منھ پر کہہ دیں۔اجی اگر منھ پر عیب لگاؤ گی تو کون سا اچھا کروگی۔ہاں اتنی بات ہے کہ اگر منھ پر (یعنی سامنے) برا کہوگی تو بدلہ بھی پاؤ گی، وہ بھی تم کو برا کہے گی۔

پیٹھ پیچھے برائی کرنا تو دھوکہ سے مارنا ہے یاد رکھو جیسے دوسروں کے مال کی قدر وعزت ہوتی ہے ایسے ہی بلکہ اس سے زیادہ آبرو کی عزت ہے۔دیکھو نا جب عزت آبرو پر آنچ آتی ہے تو مال تو کیا چیز ہے جان تک کی پرواہ نہیں کی جاتی۔تو جب دوسرے کے مال پر ہاتھ ڈالنا جائز نہیں تو عزت آبرو پر ہاتھ ڈالنا کیسے جائز ہو سکتا ہے

[۱] تسہیل المواعظ ص ۷۵

مگر غیبت ایسی پھیل گئی ہے کہ باتوں میں معلوم نہیں ہوتا کہ غیبت ہوگئی ہے یا نہیں۔اس سے بچنے کی ترکیب تو بس یہی ہے کہ کسی کو بھلا یا برا کچھ ذکر نہ کیا جائے کیونکہ بھلائی کا بھی ذکر کروگی تو شیطان دوسرے کی برائی تک پہنچا دیتا ہے۔اور کہنے والا سمجھتا ہے کہ میں بھلائی کا ذکر کر رہا ہوں، حالانکہ برائی کے مل جانے سے وہ بھلائی بھی کری نہ کری برابر ہوگئی۔

محترم ماؤں بہنو! آپکو تو اپنے ہی کام بہت ہیں پہلے ان کو پورا کیجئے آپکو دوسرے کی کیا پڑی۔غیبت میں گناہ ہونے کے علاوہ کچھ مزہ بھی تو نہیں اور دنیا میں بھی اس کا نقصان ہوتا ہے کیونکہ جب دوسرے کو معلوم ہوگا تو عداوت پیدا ہو جائے گی، پھر آپ خود ہی سمجھ لیجئے کہ اس کا کیا اثر ہوگا۔

عورتوں میں غیبت کا مرض بہت ہے وہ عورت ہی نہیں جو غیبت نہ کرے۔ اورغیبت غیر رمضان میں بھی حرام ہے۔اور رمضان میں تو بہت ہی بڑا گناہ ہے، نہ معلوم لوگوں کو غیبت میں کیا مزہ آتا ہے تھوڑی دیر کے لئے اپنا جی خوش کر لیتی ہیں، پھر اگر اس کو خبر ہوگئی (جس کی غیبت کی ہے) اور اس سے دشمنی بڑھ گئی تو عمر بھر اس کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔

اگر کسی کو ذرا بھی حِس ہو تو غیبت کے ساتھ ہی دل میں ایسی حالت (تاریکی) پیدا ہوتی ہے جس سے سخت تکلیف ہوتی ہے جیسے کسی نے گلا گھونٹ دیا ہو۔اس لئے میں عورتوں سے کہتا ہوں کہ تم خاص طور پر اس سے بچنے کا اہتمام کرو۔کیونکہ تمہارے یہاں اس کا بازار بہت گرم رہتا ہے۔عورتوں کو جتنا روزہ کا بہت شوق ہے اتنا ہی ان کا روزہ ناقص ہوتا ہے۔اور وہ صرف اس منحوس غیبت کی وجہ سے، کیونکہ اور گناہ رشوت اور ظلم اور سود وغیرہ سے تو عورتیں محفوظ ہیں۔تو بھائی خدا کے لئے روزہ میں اپنی زبان کو روک لو۔[۱]

---

[۱] النسوان فی رمضان ص ۲۴۴

غیبت کی عادت

عورتیں غیبت بہت کرتی ہیں خود بھی حکایت شکایت کرتی ہیں۔اور دوسروں سے سنتی ہیں اوراس تلاش میں رہتی ہیں کہ کوئی عورت باہر سے آئی اور پوچھنا شروع کیا کہ فلانی مجھ کو کیا کہتی تھی گویا انتظار ہی کررہی تھیں، آنے والی نے کچھ کہہ دیا کہ یوں یوں کہتی تھی بس پھر تو پل باندھ لیا۔

خوب سمجھ لو کہ اس غیبت سے نااتفاقی ہوجاتی ہے۔آپس میں عداوت (دشمنی) قائم ہوجاتی ہے،اس کے علاوہ غیبت کرنا اوراس کا سننا خود بڑا گناہ ہے۔ کلام اللہ میں اس کی بڑی مذمت آئی ہے۔[1]

غیبت زنا سے زیادہ سخت ہے

فرمایا حدیث شریف میں ہے اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا (غیبت کرنا زنا سے زیادہ سخت ہے) حضرت حاجی صاحب نے اس کی وجہ بیان فرمائی ہے، کہ زنا کا گناہ باہی (یعنی شہوت سے متعلق) ہے اور غیبت کا گناہ جاہی (یعنی تکبر سے متعلق) ہے اور تکبر شہوت سے اشد ہے (یعنی زیاہ خطرناک) ہے۔[2]

غیبت کے احکام

(۱) ''غیبت'' یہ ہے کہ کسی کے (پیٹھ) پیچھے اس کی ایسی برائی کرنا کہ اگراس کے سامنے کی جائے تو اس کو رنج ہو گو وہ سچی ہی بات ہو ورنہ وہ بہتان ہے اور پیٹھ پیچھے کی قید سے یہ نہ سمجھا جائے کہ سامنے (برائی کرنا) جائز ہے کیونکہ وہ لمز (یعنی طعن) میں داخل ہے جس کی ممانعت اوپر آئی ہے۔

---

[1] العاقلات الغافلات حقوق الزوجین ص ۳۴۳ [2] حسن العزیز ص ۳۶۷ ج ۲

(۲) اور تحقیقی بات یہی ہے کہ غیبت گناہ کبیرہ ہے البتہ جس غیبت سے بہت کم تکلیف ہو وہ صغیرہ ہوسکتا ہے، جیسے کسی کے مکان یا سواری کی برائی کرنا،

(۳) اور جو سننے والا دفع کرنے پر قادر ہو (اور منع نہ کرے) اس کا سننا بھی غیبت کے حکم میں ہے۔

(۴) غیبت میں حق اللہ اور حق العبد دونوں ہیں البتہ توبہ واجب ہے اور معاف کرانا بھی ضروری ہے البتہ بعض علماء نے کہا ہے کہ جب تک اس شخص کو اس غیبت کی خبر نہ پہنچے تو حق العبد نہیں ہوتا۔ لیکن اس صورت میں بھی جس شخص کے سامنے غیبت کی تھی اس کے سامنے اپنی تکذیب کرنا (یعنی اپنے کو غلطی پر بتلانا) ضروری ہے اور اگر ممکن نہ ہو تو مجبوری ہے۔

(۵) مرنے کے بعد وارثوں سے معاف کرانا کافی نہیں بلکہ غائب میت کے لئے استغفار کرتا رہے (ان کے لئے بھی) اور اپنے لئے بھی۔

(۶) بچہ، مجنون اور کافر ذمی کی غیبت بھی حرام ہے۔ کیونکہ اس کو تکلیف دینا حرام ہے اور حربی کافر کی غیبت تضییع وقت (یعنی وقت ضائع کرنے) کی وجہ سے مکروہ ہے۔

(۷) اور غیبت کبھی فعل سے بھی ہوتی ہے مثلاً کسی لنگڑے کی نقل بنا کر چلنے لگے جس سے اس کی حقارت ہو۔

(۸) اور جس سے (غیبت) کو معاف کرایا جائے اس کیلئے مستحب ہے کہ معاف کردے۔

(۹) بغیر مجبوری غیبت سننا غیبت کرنے کے مثل ہے۔

(۱۰) اگر برائی کرنے کی کوئی ضرورت یا مصلحت ہو جو شرعاً معتبر ہو وہ غیبت حرام میں داخل نہیں، جیسے ظالم کی شکایت ایسے شخص سے جو ظلم دفع کرسکے۔ یا مسلمانوں کو دینی یا دنیوی شر سے بچانے کے لئے کسی کا حال بتلا دیا۔ یا کسی کے مشورہ لینے کے وقت اس کا حال ظاہر کردیا۔ اھ (بیان القرآن سورہ حجرات)

غیبت چغلی سے معافی تلافی کا طریقہ

اگر کسی کی غیبت ہوگئی ہو تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کے ساتھ اس شخص سے بھی معافی مانگنے کی ضرورت ہے جس کی غیبت کی ہے۔لیکن غیبت کی پوری تفصیل بتلانے سے (کہ میں نے تمہاری یہ غیبت کی ہے اس سے) اس کو تکلیف ہوگی اس لئے اجمالی طور پر اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ میرا کہا سنا معاف کرو۔

اور اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ جن لوگوں کے سامنے غیبت کی تھی ان کے سامنے اس کی تعریف بھی کرے۔ اور پہلی بات کا غلط ہونا ظاہر کردے۔اور اگر وہ بات غلط نہ ہو سچی بات ہو (یعنی اس میں واقعی وہ عیب موجود ہو) تب یوں کہہ دو کہ بھائی اس بات پر اعتماد کر کے تم فلاں شخص سے بدگمان نہ ہونا کیونکہ مجھے خود اس پر اعتماد نہیں۔

اگر وہ شخص مر گیا ہے جس کی غیبت کی تھی تو اب معاف کرانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے لئے دعاء واستغفار کرتے رہو یہاں تک کہ دل گواہی دے دے کہ اب وہ تم سے راضی ہوگیا ہوگا۔[1]

مرحوم اور لاپتہ کی غیبت سے معافی کا طریقہ

غیبت شکایت (گالی گلوج) اور جانی ظلم سے تلافی کا طریقہ یہ ہے کہ اگر مظلوم (جس کی غیبت کی ہے یا گالی دی ہے وہ) مر گیا ہو یا لاپتہ ہوگیا ہو تو اس کے حق میں دعاء کرو، نماز اور قرآن پڑھ کر اس کو ثواب بخشو۔اور عمر بھر اس کے لئے (جس کی غیبت کی ہے) دعاء کرتے رہو انشاء اللہ حق تعالیٰ ان کو تم سے راضی کردیں گے۔جسکی صورت قاضی ثناء اللہؒ نے یہ لکھی ہے کہ قیامت میں مسلمانوں کو

---

[1] انفاس عیسیٰ ص ۱۷۸ج ۱، ۱۷۹ج ۱

بڑے بڑے خوبصورت عالیشان محل دکھلائے جائیں گے اور حق تعالیٰ فرمائیں گے کہ ان محلات کا خریدار کوئی ہے؟ اور ارشاد ہوگا کہ ان کی قیمت یہ ہے کہ جس کا جو حق کسی کے ذمہ ہو اسے معاف کردے اس وقت کثرت سے اہل حقوق اپنے حق معاف کردیں گے۔[۱]

حقوق العباد کی اہمیت اور ناحق دوسروں کا مال لینے کا وبال

حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کے دن بندہ کو حق تعالیٰ کھڑا کر کے دریافت فرمائیں گے کہ جوانی کہاں خرچ کی۔ اور مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔[۲]

اور حدیث شریف میں ہے کہ حقوق کو دنیا ہی میں ادا کردو یا معاف کرالو اس دن سے پہلے جس میں روپیہ پیسہ کچھ نہ ہوگا۔

ظلم ہلکی چیز نہیں ہے، ساری عبادتیں اس وقت تک ناکافی ہیں جب تک ظلم سے برأت نہ ہوگی۔ درمختار میں لکھا ہے کہ ایک دانگ کے بدلہ میں جو درہم کا چھٹا حصہ ہے جس کو تین پیسہ سمجھ لیجئے (اس کے بدلہ میں) سات سو مقبول نمازیں حقدار کو دلائی جائیں گی، کتنی سخت مصیبت ہوگی اول تو ہماری نمازیں مقبول ہی کتنی ہیں پھر تین تین پیسہ کے بدلہ میں وہ بھی جاتی رہیں تو بتلایئے قیامت میں کیسی حسرت ہوگی۔

مسلم شریف کی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا تم مفلس کس کو سمجھتے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا کہ ہمارے نزدیک مفلس وہ ہے جس کے پاس درہم دینار نہ ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے بڑھ کر مفلس وہ ہے جس نے نمازیں بھی بہت پڑھی تھیں، روزے بھی بہت رکھے تھے زکوٰۃ بھی دی اور صدقات بھی کیئے تھے۔ مگر اس کے ساتھ اس نے کسی کو گالی دی تھی کسی کو مارا پیٹا تھا، کسی کا مال لے لیا تھا اب قیامت میں ایک آیا وہ اس کی نمازیں لے گیا اور دوسرا آیا وہ روزے

---

[۱] خیر الارشاد حقوق وفرائض ص ۳۰۸ [۲] التبلیغ ۱۳۷ ج ۱۵

لے گیا۔ تیسرا آیا وہ حج لے گیا۔ چوتھا آیا وہ اس کی زکوٰۃ وصدقات لے گیا پھر بھی کچھ حق دار بچ گئے اوران کو دینے کو نیکیاں نہ بچیں تو ان کے گناہ اس پر ڈالدیئے گئے اور یہ طاعات سے خالی ہو کر گناہوں میں لد کر جہنم میں داخل ہوگا یہ سب سے بڑا مفلس ہے۔

کیا یہ بات تھوڑی ہے کہ ذرا ذرا سے حقوق العباد کے بدلے میں ساری کی کرائی محنت دوسروں کو مل جائے۔ اب تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ بعض اعتبار سے حقوق العباد نماز روزہ سے بھی مقدم ہیں ان کا بہت اہتمام کرنا چاہئے، مگر افسوس لوگوں کو ان کا بالکل اہتمام نہیں ہے[۱]

خلاصی اور تلافی کا طریقہ

تلافی (اور حقوق سے خلاصی) کا طریقہ یہ ہے کہ، خدا تعالیٰ کے یہاں کام شروع کر دینا اور ادائیگی کا پختہ ارادہ کر لینا بھی مقبول ہے، پہلے تو تم حق والے سے معافی کی درخواست کرو، اگر وہ خوشی سے معاف کر دے تب تو مسئلہ آسان ہے جلدی خلاصی ہوگئی۔ اور اگر معاف نہ کرے (تو اب پورا حق ادا کرنا ضروری ہے اگر بہت زیادہ ہو ایک دم سے ادا کرنا مشکل ہو تو) تھوڑا تھوڑا جتنا ہو سکے اس کا حق ادا کرے۔

اور اگر وہ (یعنی حق والے) مر گئے ہوں تو ان کے ورثاء کو دو۔ اور اگر ورثاء بھی معلوم نہ ہوں تو ان کی نیت سے خیرات کرتے رہو انشاء اللہ امید ہے کہ دنیا ہی میں سارا حق ادا ہو جائے گا، اور اگر کچھ ادا ہوا اور کچھ رہ گیا تو اس کو حق تعالیٰ ادا کر دیں گے، حق تعالیٰ کے یہاں نیت کو زیادہ دیکھا جاتا ہے جس کی نیت پختہ ہو کہ میں حق ادا کروں گا پھر اس پر عمل بھی شروع کر دے حق تعالیٰ اس کو بالکل بری کر دیتے ہیں[۲]

---

[۱] خیر الارشاد ملحقہ حقوق وفرائض ۳۰۶ ج ۴ [۲] خیر الارشاد ملحقہ حقوق وفرائض ص ۳۰۹

باب ۱۲

شوہر سے متعلق عورتوں کی کوتاہیاں

عورتوں کی بڑی کوتاہی ہے کہ اپنے مردوں کو دیندار اور نمازی بنانے کی کوشش نہیں کرتیں

دینی حقوق میں ایک کوتاہی عورتیں یہ کرتی ہیں کہ مرد کو جہنم کی آگ سے بچانے کا اہتمام نہیں کرتیں یعنی اس کی کچھ پرواہ نہیں کرتیں کہ مرد ہمارے واسطے حلال وحرام میں مبتلا ہے اور کمانے میں رشوت وغیرہ سے پرہیز نہیں کرتا تو اس کو سمجھائیں کہ تم حرام آمدنی مت لیا کرو، ہم حلال ہی میں اپنا گذر کرلیں گے۔

اسی طرح اگر مرد نماز نہ پڑھتا ہو تو اس کو بالکل نصیحت نہیں کرتیں۔ حالانکہ اپنی غرض کے لئے اس سے سب کچھ کرالیتی ہیں۔ اگر عورت مرد کو دیندار بنانا چاہے تو کچھ مشکل نہیں مگر اس کے لئے ضرورت ہے کہ پہلے تم خود دیندار بنو۔ نماز اور روزہ کی پابندی کرو، پھر مرد کو نصیحت کرو۔ تو انشاء اللہ اثر ہوگا۔ مگر بعضی عورتیں دینداری پر آتی ہیں تو یہ طریقہ اختیار کرلیتی ہیں کہ تسبیح اور مصلیٰ لے کر بیٹھ گئیں اور گھر (کے کام اور شوہر کی خدمت) کو ماماؤں پر ڈال دیتی ہیں یہ طریقہ اچھا نہیں کیونکہ گھر کی نگرانی اور شوہر کے مال کی حفاظت وخدمت عورت کے ذمہ فرض ہے۔ اور جب فرض میں خلل آگیا تو یہ نفلیں اور تسبیح کیا کام دیں گی۔ اس لئے دینداری میں اتنا غلو بھی نہ کرو کہ گھر کی خبر ہی نہ لو۔ نماز روزہ اس طرح کرو کہ اس کے ساتھ گھر اور شوہر کا بھی پورا حق ادا کرو۔[1]

---

[1] حقوق البیت ص ۵۳ ملحقہ حقوق الزوجین

اگر عورتیں چاہیں تو مرد پکے دیندار بن جائیں

اگر عورتیں ہمت سے کام لیں تو بہت جلد خرابیاں زائل ہوسکتی ہیں اور اگر زائل نہ ہوں تو کم تو ضرور ہو جائیں گی۔ کیونکہ مرد زیادہ تر مال کے گناہ میں (مثلاً سود رشوت وغیرہ میں) عورتوں ہی کی وجہ سے مبتلا ہوتے ہیں۔ اگر یہ ذرا ہمت کرکے زیور اور لباس کی فرمائش کم کردیں اور مردوں سے کہہ دیں کہ ہماری وجہ سے حرام کمائی میں مبتلا نہ ہونا تو بہت کچھ اصلاح ہو جائے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ بعضی عورتیں مردوں سے بھی زیادہ مضبوط ہوتی ہیں اس لئے جو عورتیں یہ کہتی ہیں کہ ہم مجبور ہیں جو خاوند لاتا ہے وہی کھانا پڑتا ہے یہ ان کے لچر بہانے ہیں اگر یہ زیور اور کپڑے کی فرمائش نہ کیا کریں تو بہت سے مرد تو خود ہی رشوت سے توبہ کرلیں۔ اور اگر کوئی پھر بھی لے تو عورتیں ہمت کرکے ان سے کہہ دیں کہ ہمارے پاس رشوت کا مال نہ لانا۔ صرف حلال تنخواہ کا روپیہ لانا۔ ورنہ آخرت میں ہم تمہارے دامن گیر ہوں گے۔ دیکھئے پھر مردوں کی کتنی جلدی اصلاح ہوتی ہے۔[۱]

چند اللہ کی بندیوں کے حالات

(۱) حضرت مولانا گنگوہیؒ کی صاحبزادی کا جب نکاح ہوا تو ان کے خاوند مولوی ابراہیم صاحب کے یہاں بالائی آمدنی میں کچھ احتیاط نہ تھی، حضرت کی صاحبزادی نے پہلے ہی دن ان سے صاف کہہ دیا کہ میں تمہارے گھر میں اس وقت تک کھانا نہ کھاؤں گی جب تک بالائی آمدنی (یعنی رشوت وغیرہ) سے تم توبہ نہ کروگے۔ غرض ان اللہ کی بندی نے جاتے ہی خاوند سے توبہ کرائی اور عہد لیا کہ آئندہ سے کبھی رشوت نہ لی جائے۔

---

[۱] اسباب الغفلۃ ص ۳۹۵

حضرت گنگوہیؒ کی صاحبزادی بہت زاہدہ تھیں یہ ان کا زہد ہی تو ہے کہ پہلے ہی دن خاوند کو رشوت سے روک دیا۔ حالانکہ اس وقت عورت کو روپیہ کا لالچ ہوا کرتا ہے خصوصاً اس کو جسے ماں باپ کے یہاں سے بھی رئیسانہ زیور کپڑا نہ دیا گیا ہو۔ مگر اس کے باوجود ان کو دنیا کی بالکل حرص نہ ہوئی، بلکہ دین کا خیال ہوا۔

۲۔ اسی طرح کاندھلہ میں ایک بی بی تھیں ان کے خاوند تحصیلدار تھے جن کے متعلق آبکاری کا انتظام تھا (وہ بھی رشوت وغیرہ لیتے تھے) ان بی بی نے اپنے خاوند کی آمدنی کو ہاتھ نہیں لگایا۔ نہ اس سے زیور بنایا نہ کپڑا۔ اور کمال یہ کیا کہ ملازمت کے مقام پر رہنے کے زمانہ میں غلہ اور نمک اور ہر چیز اپنے میکہ سے منگاتی تھیں۔ اور شرافت یہ کہ شوہر کو اطلاع تک نہیں کی کہ ان کو کہیں رنج نہ ہو۔

۳۔ ہمارے یہاں ایک کاندھلہ کی بی بی تھیں ان کے شوہر کے یہاں کچھ زمین رہن تھی جسکی آمدنی وہ اپنے خرچ میں لاتے تھے مگر ان کی بیوی نے رہن (گروی) کی آمدنی سے ایک دانہ بھی نہ کھایا۔

۴۔ میں نے اپنے خاندان کے بزرگوں سے سنا ہے کہ میری والدہ مرحومہ نے سارا زیور اتار کر والد صاحب کے سامنے پھینک دیا تھا اور یہ فرمایا تھا کہ یا تو اسکی زکوٰۃ دو ورنہ اس کو اپنے پاس رکھو میں نہ پہنونگی آخر مجبور ہو کر والد صاحب نے سب کی زکوٰۃ دی جب وہ زیور پہنا گیا۔[1]

ذرا عورتیں اس طرح کر کے تو دیکھیں انشاء اللہ خود بخود مردوں کی اصلاح ہو جائے گی۔ کیونکہ جس طرح بعض دفعہ مرد سے عورت کی اصلاح ہوتی ہے اسی طرح عورت سے بھی مرد کی اصلاح ہوتی ہے۔ اور زوجہ صالحہ (نیک بیوی) تو وہی ہے جو مرد کو دین میں محتاط بنادے نہ یہ کہ پہلے سے بھی زیادہ اور بے احتیاط بنادے۔[2]

---

[1] تفصیل التوبہ دعوات عبدیت ص ۴۶ ج ۸ [2] اسبا الغفلۃ ملحقہ دین دنیا ص ۳۹۵

شوہر کی تعظیم وخدمت میں کوتاہی

ایک کوتاہی عورتوں کی یہ ہے کہ وہ شوہر کی تعظیم اوران کا ادب نہیں کرتیں اور یہ سخت بے حیائی ہے۔ بعض عورتیں شوہروں کی اطاعت وخدمت میں کمی کرتی ہیں۔ بعض عورتیں مرد کی خدمت ماماؤں (نوکرانیوں) پر ڈال دیتی ہیں اور خود اس کے کاموں کا اہتمام نہیں کرتیں۔ اور بعض عورتیں مردوں سے خرچ بہت مانگتی ہیں۔

بعض عورتیں مردوں سے ایسا برابری کا برتاؤ کرتی ہیں گویا شوہر ان کا برابر کا بھائی ہے۔ اور یہ بھی غنیمت ہیں۔ بعض جگہ تو عورتیں مردوں پر حکومت کرتی ہیں حالانکہ شریعت میں شوہروں کی تعظیم کے متعلق سخت تاکید آئی ہے۔ حدیث میں صاف آیا ہے کہ اگر میں خدا کے سوا کسی کے لئے سجدہ کو جائز کرتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں۔ لیکن سجدہ تو خدا کے سوا کسی کو جائز نہیں مگر اس سے یہ بات تو معلوم ہوگئی کہ شوہر کی کس درجہ تعظیم عورتوں کے ذمہ واجب ہے۔

بعض جگہ تو عورتیں مرد کو ذلیل بھی کرتی ہیں۔ اور بعض جگہ مرد بھی ظالم ہوتے ہیں کہ وہ عورتوں کو بہت ذلیل رکھتے ہیں۔ اور بعض جگہ دونوں طرف سے یہ برتاؤ ہوتا ہے قیامت میں ان سب کا حساب ہوگا اور جس نے جس کی حق تلفی کی ہوگی اس سے انتقام لیا جائے گا۔ پس مردوں کو چاہیے کہ وہ عورتوں کے حقوق کی رعایت رکھیں اور عورتوں کو مردوں کی تعظیم کرنی چاہیئے اور ان کی اطاعت وفرمابرداری کا خیال رکھنا چاہیئے۔

ازواج مطہرات (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں) حضور ﷺ کے احکام کی مخالفت کبھی نہ کرتی تھیں، آپ کی تعظیم اورادب اس درجہ کرتی تھیں کہ دنیا میں کسی کی عظمت بھی ان کے دل میں حضور ﷺ کے برابر نہ تھی۔[1]

---

[1] حقوق البیت ص ۲۳

شوہروں کو حقیر نہ سمجھو

اگر شوہر بے نمازی ہو اس کو بھی حقیر نہ سمجھو۔عورتوں میں ایک مرض یہ بھی ہے کہ اگر وہ خود نماز روزہ کی پابند ہوتی ہیں، اور شوہر ان کو ایسا مل گیا جو آزاد ہے تو اس کو وہ بہت حقیر سمجھتی ہیں۔اور اگر خاوند انگریزی پڑھا ہوا ہے پھر تو وہ اس کو کافر اور اپنے آپ کو رابعہ بصری سے کم نہیں جانتیں۔ہم نے مانا کہ وہ گنہگار ہے لیکن علماء سے مسئلہ تو پوچھو، دیکھو وہ کیا کہتے ہیں۔

یادرکھو! اپنی ذات کے اعتبار سے خواہ وہ کیسا ہی ہو۔لیکن تم پر ان کی اطاعت ہی واجب ہے۔اس لئے کہ وہ تمہارا مالک اور حاکم ہے۔اور حاکم اگر فاسق بھی ہو تو رعایا پر اس کی اطاعت فرض ہے۔اگر یزید جیسا بھی کوئی حاکم ہو اور اس کی خلافت شرعی قاعدے سے ثابت ہو جائے تو اس کی بھی اطاعت ضروری ہے۔

پس تمہارا خاوند یزید سے تو زیادہ برا نہیں، جب یزید کی اطاعت واجب ہے تو خاوند کی کیوں نہ ہو گی اس لئے کہ خاوند کا حاکم ہونا قرآن سے ثابت، حدیث سے ثابت، اس کے خاوند ہونے میں شبہ نہیں۔اس کے نکاح کے گواہ موجود ہیں اس کا شوہر ہونا معلوم ہے۔پھر کیا وجہ ہے کہ تم اس کی اطاعت میں کوتاہی کرو۔غرض زوجیت (یعنی بیوی ہونا) اطاعت کا سبب ہے۔ وہ یزید سہی مگر تمہارا تو وہ بایزید (یعنی بزرگ) ہے، تم کو نافرمانی کا کیا حق ہے۔

ہاں اگر وہ نماز روزہ سے منع کرے تو اس میں اس کی اطاعت نہ کرے لیکن نماز روزہ سے مراد بھی فرض نماز، روزہ ہے۔نفل نماز، روزہ سے اس کی اطاعت مقدم ہے بلکہ فرائض کے متعلق بھی اگر وہ کہے کہ ذرا ٹھہر کر پڑھ لو، اور وقت میں گنجائش ہے تو مؤخر کر دینا چاہئے۔ہاں اگر وقت مکروہ ہونے لگے۔تو اس وقت

اس کا کہنا نہ مانے۔ البتہ اگر وہ صریح کفر وشرک کا ارتکاب کرے۔۔۔۔۔اس وقت کسی محقق عالم سے فتویٰ لے کر اس سے جدا ہو جائے۔

باقی فسق تک جب کہ وہ تم کو فسق کا حکم نہ کرے اس کی اطاعت کرو۔ یہاں تک کہ اگر وہ یہ کہے کہ وظیفہ چھوڑ کر میری خدمت کرو تو وظیفہ (تسبیحات) چھوڑ دو۔ مگر تم تو سمجھتی ہو گی کہ اس سے بزرگی میں فرق آجائے گا۔

اے عورتو! تم کو بزرگ بننا بھی نہ آیا، بزرگی تو شریعت کی اتباع کا نام ہے، رائے کی اتباع کو بزرگی نہیں کہتے۔ جب تم کو خاوند کی اطاعت کا شریعت نے حکم دیا ہے تو بس بزرگی اسی میں ہے کہ ان کی اطاعت کرو۔[1]

شوہر کی شان میں گستاخی وزبان درازی کا مرض

بعض عورتوں کی یہ عادت ہے کہ وہ خاوند سے زبان درازی سے پیش آتی ہیں اس کے سامنے خاموش ہی نہیں ہوتیں حتیٰ کہ بعض خاوند مارتے بھی ہیں مگر یہ چپ نہیں ہوتیں۔

بعض جگہ عورتیں مردوں کو ذلیل کرتی ہیں اور یہاں تک کوشش ہوتی ہے کہ مناظرہ (آپسی تکرار و گفتگو) میں بھی ہم غالب رہیں۔ جو بات شوہر کہتا ہے اس کا جواب ان کے پاس تیار رہتا ہے کوئی بات بے جواب نہ چھوڑیں گی خواہ گوارہ ہو یا ناگوار۔ خواہ معقول ہو یا نامعقول۔ غرض عورتوں میں زبان درازی کا بڑا مرض ہے اور یہ ساری خرابی تکبر کی ہے۔ عورتیں یہ چاہتی ہیں کہ ہم ہاریں نہیں تا کہ ہیٹی نہ ہو چنانچہ شوہر سے جھگڑ کر اپنی ہمجولیوں میں فخر کرتی ہیں کہ دیکھا ہم کیسا مرد کو بہکا کر آئے ہیں۔

حدیث میں سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر میں خدا کے

---

[1] وعظ الخضوع ملحقہ حقیقت عبادت ص ۳۱۶

سوا کسی کے لئے سجدہ کرنے کی اجازت دیتا تو عورت کو حکم کرتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے۔ کیا ٹھکانہ ہے مرد کی عظمت کا کہ اگر خدا کے بعد کسی کے لئے سجدہ جائز ہوتا تو عورت کو مرد کے سجدہ کا حکم ہوتا۔ مگر اب عورتیں مردوں کی یہ قدر کرتی ہیں کہ ان کے ساتھ زبان درازی اور مقابلہ سے پیش آتی ہیں۔

اے عورتو! خدا نے تم کو جیسا بنایا ہے ویسا ہی اپنے کو مرد سے چھوٹا سمجھو اور اس کے غصہ کے وقت زبان درازی کبھی نہ کرو اس وقت خاموش رہو۔ اور جب اس کا غصہ اتر جائے تو دوسرے وقت کہو کہ میں اس وقت نہ بولی تھی اب بتلاتی ہوں کہ تمہاری فلاں بات بے جا تھی یا زیادتی کی تھی اس طرح کرنے سے بات بھی نہ بڑھے گی اور مردوں کے دل میں تمہاری قدر بھی ہوگی۔[۱]

مردوں سے خوشامد کرانے اور نخرے کرنے کا مرض

عورتوں پر تعجب ہے کہ یہ حج کا ارادہ کر کے مردوں سے بھی زیادہ اپنے کو بڑا سمجھنے لگتی ہیں آج کل عموماً ویسے بھی عورتوں میں بڑائی کا مادہ زیادہ ہوتا ہے۔

بعض دفعہ تو یہ مردوں سے خوشامد کراتی ہیں ان کو شرم اور غیرت بھی نہیں آتی کہ مرد رات دن جان کھپا کر ان کے واسطے کما کر لاتے ہیں، کیا مردوں کی عنایت و بخشش کا یہی نتیجہ ہے کہ یہ مردوں کے سر چڑھ ہیں؟ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر عورتیں ذرا صبر و تحمل سے کام لیا کریں تو ان کو مردوں سے زیادہ ثواب ملے کیونکہ یہ ضعیف اور کمزور ہیں۔ کمزوروں کا تھوڑا سا عمل بھی طاقتور آدمی کے بہت سے اعمال سے بعض دفعہ بڑھ جاتا ہے، مگر عورتوں میں جس قدر ضعف (کمزوری) ہے یہ اسی قدر مردوں پر شیر ہوتی ہیں اور یہ مردوں کا تحمل ہے کہ ان کو سر چڑھا لیتے ہیں ورنہ ان کے سامنے عورتوں کی حقیقت ہی کیا ہے۔ اگر مرد کو غصہ آجائے تو ایک دن میں ان

[۱] حقوق البیت ص ۱۵۱ اصلاح النساء ص ۱۸۹

کو درست کرسکتا ہے۔ چنانچہ سخت مزاج کے لوگ ایسا کر بھی لیتے ہیں۔

بزرگوں نے نقل کیا ہے کہ عاقل مرد پر عورت غالب ہو جاتی ہے۔ مگر جاہل مرد ان پر غالب ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ عقلمند آدمی صبر و تحمل سے کام لیتا ہے اور جاہل تحمل نہیں کرتا اس لئے جاہلوں سے یہ خوب درست رہتی ہیں۔ بہر حال عورتوں کو تکبر کرنا بہت نازیبا ہے۔[۱]

شوہر کو ناراض کرنا

(۱) عورتیں اس میں بھی کوتاہی کرتی ہیں۔ شوہر کی ناراضگی ایسی چیز ہے کہ اس سے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔ عورتوں کی عادت ہے کہ شوہروں کے سامنے زبان درازی بہت کرتی ہیں۔ بھلا اس کو اس طرح تکلیف پہونچانی چاہئے؟ اول تو ہر وقت ہی اس کا مزاج دیکھ کر بات کہو۔ ایسی بات نہ کہو جو اس کو ناگوار ہو۔

(۲) خاص طور پر جب وہ باہر سے گھر میں آئے اس وقت تو ضرور ہی پہلے اس کے کہ مزاج کو دیکھ لو کہیں کسی سے لڑ کر نہ آیا ہو کسی وجہ سے غصہ میں نہ ہو۔ مگر ان کو ذرا بھی صبر نہیں ہوتا۔ بس آتے ہی ٹانگ لیتی ہیں۔

(۳) شوہر کے حق میں (اگر تم سے) گستاخی ہو جائے تو بہ کرو۔ اور اس سے معاف کراؤ۔ تم خاوند کو برابر کا دوست سمجھتی ہو اور اس کے ساتھ برابر کا برتاؤ کرتی ہو۔ یاد رکھو وہ جیسے دوست ہے حاکم بھی تو ہے دوست تو اس واسطے ہے کہ اس کے حقوق ادا کرسکو کیونکہ محبت میں جیسے حقوق ادا ہو سکتے ہیں بغیر محبت کے ادا نہیں ہو سکتے۔

---

[۱] الضحایہ ملحقہ سنت ابراہیم ص ۱۳۷ ج ۱۷

شوہر کی غلطی اور بیجا غصہ اور ناراضگی کے وقت عورت کو کیا کرنا چاہئے

ایک عورت نے حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی خدمت میں لکھا کہ ''میرے شوہر صاحب مجھ سے کسی بات پر ناراض ہوجاتے ہیں تو میں منت سماجت کرکے منالیتی ہوں۔تب آرام ملتا ہے لیکن بعض اوقات اپنی غلطی دل کو نہیں لگتی (بلکہ انہیں کی غلطی ہوتی ہے) ایسے وقت معافی مانگنے کو جی نہیں چاہتا۔ حضرت ارشاد فرمائیں کہ ایسے وقت کیا کروں۔''

حضرت نے ارشاد فرمایا:
''خواہ غلطی سمجھو یا نہ سمجھو (ہرصورت میں اپنی غلطی کا) اقرار کرکے (معافی مانگ کر) شوہر سے پوچھ لیا کرو کہ غلطی ہے یا نہیں؟ اگر وہ غلطی بتلائیں تو عذر کرلیا کرو۔

(الغرض شوہر کی ناراضگی کے وقت) اس کی خوشامد کرکے عذر معذرت کرکے جس طرح بنے اسکو منالو۔ چاہے تمہارا قصور نہ ہو شوہر ہی کا قصور ہو تب بھی ہاتھ جوڑکر قصور معاف کرانے کو اپنا فخر اور اپنی عزت سمجھو۔

الغرض مرد کی واقعی غلطی اور بے جا غصہ کے وقت بھی زبان درازی نہ کرو۔اس وقت خاموش رہو اور جب اس کا غصہ اتر جائے تو دوسرے وقت کہو کہ میں اس وقت نہ بولی تھی اب بتلاتی ہوں کہ آپ کی فلاں بات بے جا تھی یا زیادتی کی تھی۔اس طرح کرنے سے بات بھی نہ بڑھے گی اور مرد کے دل میں تمہاری قدر بھی ہوگی۔

اگر غصہ میں شوہر تم کو برا بھلا کہے تو تم برداشت کرو اور بالکل جواب نہ دو

چاہے وہ کچھ کہے تم چپکی بیٹھی رہو۔غصہ اترنے کے بعد دیکھنا خود شرمندہ ہوگا۔اور پھر کبھی انشاء اللہ تم پر غصہ نہ ہوگا۔اور اگر تم بول اٹھیں تو بات بڑھ جائے گی پھر نہ معلوم نوبت کہاں تک پہنچے۔[۱]

اگر شوہر توجہ نہ کرتا ہو اور دوسری عورت کے چکر میں پڑا ہو تو عورت کو کیا کرنا چاہئے

ایک عورت نے حضرت والا کی خدمت میں لکھا کہ میرا شوہر فلاں عہدہ پر ہے اور میری جانب سے بالکل لاپرواہ ہے جو برتاؤ مرد اور عورت منکوحہ میں ہوتا ہے وہ نہیں بلکہ ایک داشتہ عورت رکھے ہوئے ہیں جو میرے مکان سے بیس قدم کے فاصلہ پر ہے شب کو وہاں سوتا اور میں اکیلی سوتی ہوں اور بیحد تنگدست ہوں۔وہ عورت مجھ کو نکلوانا چاہتی ہے اور خادمہ شکل وصورت میں یکتا ہے۔مگر معلوم نہیں کہ میرے رب کو کیا منظور ہے۔اب میرا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ ایسے ہوں جاویں کہ میرے کہنے پر عمل درآمد کریں اور داشتہ عورت کو چھوڑ دیں کیونکہ آپ حق تعالیٰ کے خاص بندوں میں ہے۔اگر اس خادمہ کی حالت پر توجہ نہ کی تو میدان حشر میں آپ کا دامن پکڑ کر اپنے نانا میاں سے فریاد کروں گی۔فقط۔۔۔۔بقلم خود۔۔

جواب:۔السلام علیکم۔تمہارا خط آیا اصل تدبیر دو ہیں، ایک خدمت اور اطاعت اور خوشامد، دوسری دعا، میں بھی دعا کرتا ہوں، اصل تدبیر تو یہ دو ہیں باقی شاید تم عمل وظیفہ چاہتی ہو۔سو میں عامل نہیں مگر یہ بزرگوں سے سنا ہوا لکھے دیتا ہوں۔بعد عشاء ۱۱ سو بار یالطیف یاودود مع اول وآخر درود شریف ۱۱ بار پڑھ کر دعا کیا کریں اب ایک دو نصیحت لکھتا ہوں۔

---

[۱] بہشتی زیور ص ۴۱

(۱) تم کو چاہئے کہ گھر کے کسی مرد سے خط لکھواتیں غیر مرد کو خط لکھنا مناسب نہیں۔

(۲) خط میں اپنی شکل وصورت کی تعریف لکھنا تہذیب کے خلاف ہے۔

(۳) جس سے اعتقاد ہو اس کو ایسی بات لکھنا کہ میں حشر میں دامنگیر ہوں گی بہت بے تمیزی ہے پھر یہ تمہارے قبضہ کی بھی بات نہیں اور جس بات پر دھمکی دی ہے وہ میرے بھی قبضہ کی بات نہیں۔

(۴) پھر جواب کے لئے ٹکٹ بھی نہیں بھیجا۔[۱]

بدزبانی وزبان درازی کا مرض

عورتوں میں قوت بیانیہ اور قوت استدلال نہیں ہوتی مرد کے ساتھ جب ان کی گفتگو ہوتی ہے وہ بیچارہ اس سے رنج ہی اٹھاتا ہے وہ تو مناظرہ رشیدیہ کے قانون سے گفتگو کرتا ہے اور یہ الٹی سیدھی ہانکے چلی جاتی ہیں۔ بس زبان چلائے جائیں گی خواہ ایک بات بھی موقع کی نہ ہو۔ مرد بیچارہ ان کی زبان زوری دیکھ کر خاموش ہو جاتا ہے مگر یہ کبھی خاموش نہیں ہوتیں۔ آخر یہ مناظرہ میں اس پر غالب آجاتی ہیں۔ اگر محض بولنے بک بک کرنے کا نام مناظرہ ہے۔ تو گدھا بڑا مناظر ہے۔

ہماری عورتوں میں ایک تھوڑی سی کسر ہے اگر وہ مٹ جائے تو یہ سچ مچ حوریں بن جائیں گی وہ کسر کیا ہے کہ ان کی زبان نہایت خراب ہے ان کی زبان وہ اثر رکھتی ہے جیسے بچھو کا ڈنک کہ ذرا سی حرکت میں آدمی بلبلا جاتا ہے۔

ایک بزرگ نے اس کا خوب علاج کیا تھا ان سے ایک عورت نے شکایت کی کہ خاوند سے روز لڑائی رہتی ہے کوئی تعویذ ایسا دے دیجئے کہ لڑائی نہ ہو۔ انہوں نے کہا کہ ایک بوتل میں پانی لے آؤ میں پڑھ دوں گا اس سے لڑائی نہ ہوگی۔ وہ بوتل

---

[۱] کمالات اشرفیہ ص ۱۹۲

میں پانی لائی انہوں نے اس پر کچھ جھوٹ موٹ پڑھ دیا اور فرمایا کہ جب شوہر گھر میں آیا کرے تو اس پانی کا ایک گھونٹ منہ میں لے کر بیٹھ جایا کرو۔ پھر لڑائی نہ ہوگی اس نے ایسا ہی کیا واقعی لڑائی ختم ہوگئی، پانی کا دم کرنا تو نام کے واسطے تھا اصل تدبیر یہ تھی کہ جب پانی منہ میں لے کر بیٹھ جائے گی تو زبان قینچی کی طرح نہ چلے گی، اور لڑائی ہوتی تھی اس کی بدزبانی سے اس لئے ان بزرگ نے اس کے بند کرنے کی یہ حکیمانہ تدبیر کی، اب بھی عورتیں اگر کسی طرح منہ بند کرلیں تو واقعی کبھی لڑائی نہ ہو۔

لوگ آج کل اس کے لئے تعویذ وغیرہ مانگتے پھرتے ہیں سب واہیات (خرافات) ہیں، ہاں اگر کوئی یہ عمل کرائے جوان بزرگ نے کیا تھا تو اسکو تو میں بھی کردوں گا کہ بوتل میں پانی لائے اور جھوٹ موٹ پڑھ دوں گا اور جب میاں بیوی کی لڑائی شروع ہو بیوی پانی کا ایک گھونٹ منہ میں لے کر بیٹھ جائے۔ ان بزرگ کی تو چھو میں بھی کچھ اثر ہوگا یہاں چھو میں تو کچھ اثر ہے نہیں مگر یہ وعدہ کرتا ہوں کہ لڑائی بند ہوجائے گی۔ خدا جانتا ہے یہ بے مثل علاج ہے یہ تو حکمت عملی تھی۔

اور دراصل بات یہی ہے کہ عورتوں کی بدزبانی بگاڑ کی جڑ ہے۔ یہ عیب عورتوں سے نکل جائے تو یہ سچ مچ حوریں بن جائیں۔[۱]

عورتوں کی بے جا خواہش

آج کل عورتوں کی حالت یہ ہے کہ یوں چاہتی ہیں کہ شوہر ہمارا غلام رہے بس رات دن ہماری ہی عبادت کیا کرے۔ خداتعالیٰ کا تو ارشاد یہ ہے کہ!

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ۔ (میں نے جنات اور انسان کو صرف اپنی عبادت ہی کے لئے پیدا کیا ہے)۔

---

[۱] التبلیغ ص۸۶ ج ۷ وعظ کساء النساء

لیکن عورتوں کا مسلک یہ ہے کہ وَمَا خُلِقَ الْاَزْوَاجُ اِلَّا لِیُطِیْعُوْنَ (شوہروں کو صرف اس لئے پیدا کیا گیا ہے تاکہ میری اطاعت کریں)۔

عورتوں کو چاہیئے کہ شوہر کی اطاعت کیا کریں اس کا دل نہ دکھایا کریں۔

آج کل عورتیں اس کا ذرا بھی خیال نہیں کرتیں، وہ باہر سے دن بھر محنت اور مشقت اٹھا کر گھر میں آرام کے واسطے آتا ہے، یہاں ایک محنت بیگم اس غریب کو ستانے کے لئے موجود ہیں، کوئی بات نصیحت کی کہی تو ایک طعن (یا کوئی سخت کلمہ) بیچارہ پر کس دیا۔ اور اگر کچھ تیز ہوا، تو فرماتی ہیں کہ میں کسی کو لونڈی یا باندی تو نہیں، جو مجھ کو ایسا ایسا کہتے ہو۔

خدا کے لئے شوہر کا دل نہ دکھایا کرو۔ اس سے کوئی بڑی فرمائش نہ کیا کرو۔ اس کی کسی بات کو رد نہ کیا کرو۔ (یعنی نافرمانی نہ کرو)۔

فرمائش اگر کوئی کیا کرو، تو وقت دیکھا کرو، آدمی کا دل ہر وقت یکساں نہیں رہتا۔ جب دیکھو کہ اس وقت خاوند خوش ہے اس وقت ادب سے درخواست پیش کر دیا کرو۔[۱]

اپنے کو مرد کے برابر سمجھنے اور غصہ کرنے کا مرض

مردوں اور عورتوں میں قدرتی فرق ہے، یہ کسی طرح مردوں کی برابری نہیں کرسکتیں، عقل ان میں کم، قویٰ (اعضا) ان کے کمزور اس لئے یہ جلدی ضعیف بھی ہو جاتی ہیں، جب خدا نے تم کو ہر بات میں مردوں سے کم رکھا ہے تو آخر کس بات میں تم مساوات کا مدعی ہو، آج کل بعض قومیں مساوات کی بہت مدعی ہیں وہ عورتوں کو مردوں کے برابر کرنا چاہتی ہیں مگر کسی نے کر تو نہ لیا۔ بھلا قدرتی فرق بھی کہیں کسی کے مٹانے سے مٹ سکتا ہے؟ قدرتی طور پر مردوں اور

[۱] الخضوع ملحقہ حقیقت عبادت ص ۳۱۴

عورتوں میں مساوات نہیں ہوسکتی پھر نہ معلوم عورتوں کو برابری کا دعویٰ کیوں ہے۔ تم تو مردوں کے سامنے اتنی چھوٹی ہو کہ حدیث میں سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر میں خدا کے سوا کسی کے لئے سجدہ کرنے کی اجازت دیتا تو عورت کو حکم کرتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے، کچھ ٹھکا ہے مرد کی عظمت کا کہ اگر خدا کے بعد کسی کے لئے سجدہ جائز ہوتا تو عورت کو مرد کے سجدے کا حکم ہوتا، مگر اب عورتیں مردوں کی یہ قدر کرتی ہیں کہ ان کے ساتھ زبان درازی اور مقابلے سے پیش آتی ہیں۔

اگر تم یہ کہو کہ صاحب مرد کے غصہ سے ہم کو بھی غصہ آجاتا ہے تو سمجھو کہ غصہ ہمیشہ اپنے چھوٹے یا برابر والے پر آیا کرتا ہے، اور جس کو آدمی اپنے سے بڑا سمجھا کرتا ہے اس پر کبھی نہیں آیا کرتا چنانچہ نوکر کو آقا پر غصہ نہیں آسکتا، اسی طرح رعیت کے آدمی کو حاکم پر غصہ نہیں آتا، بیٹے کو باپ پر غصہ نہیں آسکتا، چاہے وہ اس پر کتنا ہی غصہ کرے، (لیکن وہ سنتا اور برداشت کرتا ہے اور اپنے غصہ کو ظاہر نہیں کرسکتا) کیونکہ یہ اس کو اپنے سے بڑا سمجھتا ہے پس تمہارا یہ عذر ہی خود ایک جرم کو بتلا رہا ہے۔ ''عذر گناہ بدتر از گناہ'' اسی کو کہتے ہیں۔

اے عورتو! تم کو مرد کے غصہ کی وجہ سے غصہ آنا یہ بتلاتا ہے کہ تم اپنے کو مرد سے بڑا یا برابر درجہ کا سمجھتی ہو اور یہ خیال ہی سرے سے غلط ہے، اگر تم اپنے کو مرد سے چھوٹا اور محکوم سمجھ تو چاہے وہ کتنا ہی غصہ کرتا تم کو ہرگز غصہ نہ آسکتا، پس تم اس خیال فاسد کو اپنے دل سے نکال دو اور جیسا خدا نے تم کو بنایا ہے ویسا ہی اپنے کو مرد سے چھوٹا سمجھو

شوہر کی سفر سے واپسی کے وقت عورتوں کی کوتاہی

عورتوں میں ایک یہ بھی قاعدہ ہے کہ جب مرد سفر سے آئے تو اس کی لیاقت یہ ہے کہ ان کے واسطے کچھ سوغات (ادھر ادھر کے سامان وغیرہ) ضرور

لے کر آئے اور جو رقم دے گیا تھا اس کا حساب وکتاب کچھ نہ لے اور اگر کوئی مرد حساب لیتا ہو کہ اتنا دے گیا تھا وہ کہاں خرچ ہو گیا تو اس پر فتویٰ لگتا ہے کہ یہ مرد بہت برا ہے اور ذرا ذرا سی چیز کا حساب لیتا ہے بس ان کے یہاں سب سے اچھا وہ ہے جو بالکل زنِ مرید (بیوی کا مرید) ہو۔ جو بیوی نے کہا فوراً پورا کر دیا۔ اور رقم دے کر کچھ نہ پوچھے کہ تم نے کہاں خرچ کیا۔ اور یہ ساری خرابی مال کی محبت کی بدولت ہے جو عورتوں میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔[۱]

شوہر کے مال میں تصرف

عورتیں بعض دفعہ خاوند کے مال میں تصرف کرتے ہوئے یہ سمجھتی ہیں کہ وہ اجازت دے دے گا اور بعض دفعہ وہ خاموش بھی ہو جاتا ہے مگر بعض مرتبہ خوب خفا ہوتا ہے ۔اور میاں بیوی میں خوب اچھی طرح تو تو میں میں ہوتی ہے۔ کانپور میں ایک دفعہ کسی بی بی نے مراد آباد کا حقہ ایک مدرسہ کے جلسہ میں عاریۃً دے دیا خاوند نے بے حد سختی کی۔[۲]

غرض جب تک اجازت صراحۃً نہ ہو یا ظن غالب نہ ہو اس وقت تک عورتوں کو چندہ میں کچھ نہ دینا چاہئے۔

میں نے دیکھا ہے کہ عورتیں چندہ کے بارے میں بہت سخی ہوتی ہیں۔ جہاں انہوں نے صدقہ کے فضائل کسی وعظ میں سنے اور زیور نکالنا شروع کیا۔ یاد رکھو! جو زیور خاص تمہاری ملک ہو اس میں سے دینے کا تو مضائقہ نہیں مگر جو زیور شوہر نے محض پہننے کے لئے دیا ہو اس کو چندہ میں دینا خاوند کی اجازت کے بغیر جائز نہیں۔ یہ تفصیل اس صورت میں ہے جب کہ خاوند کا مال دیا جائے۔ اور اگر خاص عورت ہی کا مال ہو تو اس میں خاوند کی اجازت کی ضرورت نہیں مگر اس سے مشورہ کر لینا چاہئے۔ البتہ اگر کوئی ایسی معمولی چیز ہو جس میں غالب احتمال اجازت کا ہو تو خیر کوئی حرج نہیں۔[۳]

---

[۱] اسباب الغفلۃ ملحقہ دین ودنیا ص ۳۸۴ [۲] ملحقہ دین ودنیا ص ۳۸۷ [۳] اسباب الغفلۃ ص ۳۸۷ دین ودنیا

باب ۱۳

عورتوں کے مختلف امراض

ناشکری

ناشکری کا مادہ عورتوں میں بہت زیادہ ہے حدیث میں بھی عورتوں کی اس صفت کا ذکر آیا ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار عورتوں کو خطاب کر کے فرمایا کہ تُکْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ کہ تم لعنت اور پھٹکار بہت کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو۔

ایک حدیث میں ہے اگر تم عورت کے ساتھ عمر بھر احسان وسلوک کرتے رہو پھر کبھی کوئی بات اس کے مزاج کے خلاف ہو جائے تو صاف یوں کہیں گی مَارَأَیْتُ مِنْکَ خَیْرًا قَطُّ کہ میں نے تجھ سے کبھی بھلائی نہیں دیکھی۔ساری عمر کے احسان کو ایک منٹ میں بھلا دیتی ہیں۔[1]

ناشکری کا مرض

عورتوں میں ناشکری کا مادہ زیادہ ہے اگر خدا تعالیٰ ان کو ضرورت کے موافق سامان عطا فرما دیں تو یہ اس کو غنیمت نہیں سمجھتیں نہ اس پر خدا کا شکر کرتی ہیں۔بلکہ ناشکری کرتی ہیں کہ ہائے ہمارے پاس ہے کیا؟ کچھ بھی نہیں۔حدیث میں بھی ان کی اس صفت کا تذکرہ آیا ہے۔جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ناشکری کا مادہ عورتوں میں ہمیشہ سے ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[1] حقوق البیت ص ۴۹

لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰی اِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْکَ شَیْئًا قَالَتْ مَارَأَیْتُ مِنْکَ خَیْرًا قَطُّ ٭ (مشکوٰۃ شریف)

کہ اگر تم عورت کے ساتھ عمر بھر اچھا برتاؤ کرتے رہو پھر کبھی ایک دفعہ کوئی خلاف مزاج بات دیکھ لے تو وہ یوں کہے گی کہ میں نے تجھ سے کوئی بھلائی نہیں دیکھی۔

بس ذرا سی بات میں ساری عمر کے احسانات کو فراموش کر جاتی ہیں۔ جہاں کسی دن ان کو شوہر کے گھر میں کھانے پہننے کی تنگی ہوئی اور انہوں نے اس کو منہ پر لانا شروع کیا کہ اس نگوڑے کے گھر میں آ کر تو میں نے ہمیشہ تنگی ہی دیکھی۔ ماں باپ نے مجھے جان بوجھ کر کنویں میں دھکا دیدیا۔ میں نے اس منحوس کے گھر میں کیا آرام دیکھا۔ غرض جو منہ میں آتا ہے کہہ ڈالتی ہیں اور اس کا ذرا خیال نہیں کرتیں کہ آخر اسی گھر میں ساری عمر میں نے عیش برتا ہے مجھے اس کو نہ بھولنا چاہیۓ۔ اور خدا کا شکر کرنا چاہیۓ کہ اس نے تکلیف آج ہی دکھلائی ہے اور زیادہ زمانہ عیش کا گذرا ہے۔[۱]

چیزوں کے خریدنے میں اسراف اور شوہر کی ناشکری

ایک مرض عورتوں میں اور بھی ہے جو ناشکری کا شعبہ ہے کہ کوئی چیز خواہ کارآمد ہو یا نکمی ہو پسند آنا چاہیۓ بے سوچے سمجھے اس کو خرید لیتی ہیں اور کہتی ہیں کہ خریدی ہوئی چیز کام آ ہی جاتی ہے۔

اور یہ عادت ناشکری کا شعبہ اس لئے ہے کہ اس میں شوہر کے مال کو برباد کرنا ہے۔ خود اپنے مال کو برباد کرنا بھی ناشکری ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ وَ کَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ کَفُوْرًا۔ ’’بے شک

[۱] الکمال فی الدین ص ۷۶

بے موقع مال اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے۔''

اور جب مال بھی دوسرے کا ہو تو کفرانِ حق کے ساتھ کفران شوہر بھی ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی ناشکری کے ساتھ شوہر کی بھی ناشکری ہے) مؤمن کا قلب تو زیادہ بکھیڑے سے گھبرانا چاہئے گو اسراف (فضول خرچی) بھی نہ ہو۔ اور بے ضرورت کوئی چیز خریدنا تو صریح اسراف میں داخل ہے، حدیث میں ہے:

نَهىٰ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اِضَاعَةِ الْمَالِ۔

''یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کے ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے''۔

آج کل گھروں میں اور خصوصاً بڑے گھروں میں بہت اسراف ہوتا ہے برتن ایسے خریدے جاتے ہیں جو قیمت میں تو بہت زیادہ، لیکن مضبوط خاک بھی نہیں۔ ذرا ٹھیس لگ جائے چار ٹکڑے ہو جائیں، اور پھر ضرورت سے بھی زائد۔ بعض گھروں میں اس کثرت سے شیشے چینی وغیرہ کے برتن ہوتے ہیں کہ عمر بھر بھی ان کے استعمال کی نوبت نہیں آتی اسی طرح کپڑوں میں بھی بہت اسراف ہے۔[1]

اسراف اور فضول خرچی

اور ایک کوتاہی عورتیں یہ کرتی ہیں کہ خاوند کے مال کو بڑی بے دردی سے اڑاتی ہیں، خاص کر بیاہ شادی کی خرافات رسموں میں، اور شیخی کے کاموں میں۔ بعض جگہ تو مرد و عورت دونوں مل کر خرچ کرتے ہیں اور بعض جگہ صرف عورتیں ہی خرچ کی مالک ہوتی ہیں۔ پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مرد رشوت لیتا ہے۔ یا مقروض ہوتا ہے۔ تو زیادہ تر جو مرد حرام آمدنی میں مشغول ہوتے ہیں اس کا بڑا سبب عورتوں کی فضول خرچی ہے۔[2]

---

[1] اصلاح النساص ۱۸۴ [2] حقوق البیت ص ۵۲

الغرض عورتوں میں یہ بڑی کوتاہی ہے کہ وہ اسراف (فضول خرچی) بہت کرتی ہیں۔ بس یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم کو تو کمانا نہیں پڑتا تاہم جس طرح چاہیں خرچ کریں مرد اپنے آپ کما کر لائے گا۔ بعض جگہ مامائیں (نوکرانیاں) خوب گھر لوٹتی ہیں اور یہ ذرا خبر نہیں لیتیں۔ یاد رکھو! شوہر کے مال کی نگہبانی عورتوں کے ذمہ واجب ہے اس کو اس طرح رائیگاں کرنا جائز نہیں، قیامت میں عورتوں سے اس کا بھی حساب ہوگا۔[۱]

شادیوں میں فضول خرچی

خصوصاً شادیوں میں عورتیں بہت فضول خرچی کرتی ہیں ان میں تو عورتیں ہی مفتی اعظم ہوتی ہیں سارے کام انہی سے پوچھ کر کیے جاتے ہیں مرد جانتے ہی نہیں کہ شادیوں میں کہاں خرچ کی ضرورت ہے کہاں نہیں، بس جس جگہ عورتیں خرچ کرنے کا حکم دیتی ہیں وہاں بلاچوں چرا خرچ کیا جاتا ہے اور عورتوں نے ایسے بے ڈھنگے خرچ نکال رکھے ہیں جن میں فضول روپیہ برباد ہوتا ہے۔ ان شادیوں کی بدولت بہت سے گھر تباہ و برباد ہوگئے۔ لیکن اب بھی لوگوں کو عقل نہیں آئی اور ان رسوم وغیرہ میں عورتوں کا اتباع نہیں چھوڑتے۔ اب بھی لوگوں کی آنکھیں نہیں کھلیں۔ جب سارا گھر بار نیلام ہو جائے گا اس وقت شریعت کے موافق شادی کی سوجھے گی۔

صاحبو! شادیوں میں بہت اختصار کرنا چاہئے کہ بعد میں افسوس نہ ہو کہ ہائے ہم نے یہ کیا کیا۔ اگر کسی کے پاس بہت زیادہ ہی رقم ہو تو اس کو اس طرح برباد کرنا مناسب نہیں بلکہ دنیا دار کو کچھ رقم جمع بھی رکھنا چاہئے اس سے دل کو اطمینان رہتا ہے۔[۲]

---

[۱] الکمال فی الدین ص ۱۱۲ [۲] الکمال فی الدین للنساء ص ۱۱۲

غمی کی رسموں میں کوتاہی اور فضول خرچی

ایک کوتاہی عورتوں میں یہ ہے کہ غمی کے موقعوں میں بھی بہت اسراف کرتی ہیں، بھلا وہاں خرچ کا کیا موقع۔ وہ تو کوئی فخر کا موقع نہیں۔ بلکہ عبرت کا موقع ہے۔ مگر ان کے یہاں غمی میں بھی خاص بارات کا اہتمام ہوتا ہے۔ پھر حیرت تو ان جانے والوں پر ہے کہ جہاں کسی کے گھر موت ہوئی اور یہ گاڑیاں لے کر اس کے گھر پہونچ گئیں۔ اب اس غریب پر ایک تو موت کا صدمہ تھا ہی۔ دوسرا یہ وبال سر پر آ کھڑا ہوا کہ آنے والیوں کے کھانے کی فکر کرلے۔ پان چھالیا کا انتظام کرے۔ پھر اگر ذرا بھی کسی بات میں کوتاہی ہوگئی تو آنے والیاں طعنے دیتی ہیں کہ ہم گئے تھے ہمیں پان بھی نصیب نہ ہوا۔ بھلا کوئی ان سے پوچھے کہ یہ وقت تمہارے ناز نخرے پورا کرنے کا تھا یا اس بیچاری پر مصیبت کا وقت تھا۔ مگر ان کی بلا سے ان کے ناز نخرے کسی وقت کم نہیں ہوتے۔ حالانکہ اس وقت یہ مناسب تھا کہ آنے والیاں اپنا دال آٹا (بلکہ اس بیچاری کے لئے کھانا) ساتھ باندھ کر لاتیں۔ اور گھر والوں سے کہہ دیتیں کہ اس وقت تم ہماری فکر نہ کرو تم خود مصیبت میں مبتلا ہو جب کبھی خوشی کا موقع ہوگا ہماری خاطر مدارات کرلینا۔ باقی اس وقت تو ہم اپنا انتظام خود ہی کریں گے، اور یہ تو بہت ہی سخت بے حیائی ہے کہ وہاں جا کر بھی اپنے سارے معمولات پورے کریں کہ نہ پان میں فرق آئے نہ چائے میں۔[۱]

ضرورت اور فضول خرچی کے حدود

ایک محترمہ نے حکیم الامت حضرت تھانویؒ کی خدمت میں لکھا۔

---

[۱] الکمال فی الدین ص ۱۱۲

’’حضرت اقدس ہمارے گھر میں کھانے پینے کی فراغت رہتی ہے کئی عورتوں نے مجھ سے کہا کہ تم فضول خرچ ہو۔ حضرت اقدس ارشاد فرمائیں کہ کس حد سے آگے بڑھنا اسراف کہلاتا ہے جس سے انسان فضول خرچ بن جاتا ہے۔

حضرت نے ارشاد فرمایا:

’’جزئیات کو تو صاحب معاملہ ہی سمجھ سکتا ہے مگر اصولی طور پر اتنا کہا جاسکتا ہے کہ شروع میں ضروری خرچ پر اکتفا کرنے کی عادت ڈالنا چاہئے اب سمجھنا چاہئے کہ ضروری کسے کہتے ہیں سو ضروری کا مطلب یہ ہے کہ اگر موقع پر خرچ نہ کریں تو کوئی نقصان لاحق ہو مثلاً کوئی تکلیف ہونے لگے جیسے کپڑے کی کمی سے سردی کی تکلیف یا موٹا کپڑا پہننے سے گرمی کی تکلیف ہو یا ابھی نہ ہو مگر آئندہ تکلیف ہو۔ یہ تو ضرورت کا ابتدائی درجہ ہے اس کی عادت ڈالنا چاہئے۔[1]

ضرورت کی تفصیل

الغرض تمام اخراجات اور سامانوں میں اختصار کرو یعنی قدر ضرورت پر اکتفا کرو، پھر ضرورت کے بھی درجے ہیں ایک یہ کہ جس کے بغیر کام نہ چل سکے یہ مباح بلکہ واجب ہے۔ دوسرے یہ کہ ایک چیز کے بغیر کام تو چل سکتا ہے مگر اس کے ہونے سے راحت ملتی ہے اگر نہ ہو تو تکلیف ہوگی گو کام چل جائے گا مگر دقت سے چلے گا، ایسے سامان رکھنے کی بھی اجازت ہے۔

ایک سامان اس قسم کا ہے کہ جس پر کوئی کام نہیں اٹکتا، نہ اس کے بغیر تکلیف ہوگی مگر اس کے ہونے سے اپنا دل خوش ہوگا تو اپنا جی خوش کرنے کے واسطے بھی کسی سامان کے رکھنے میں بشرط وسعت مضائقہ نہیں ہے یہ بھی جائز ہے۔

---

[1] مکتوبات اشرفیہ بحوالہ نیک خاوند نیک بیوی ص ۱۲۰

ایک یہ کہ دوسروں کو دکھانے اور ان کی نظر میں بڑا بننے کے لئے کچھ سامان رکھا جائے یہ حرام ہے۔

اور ضرورت وغیر ضرورت کے یہ درجے ہر چیز میں ہیں مکان میں بھی اور برتنوں میں بھی ہر چیز کی ضرورت کا معیار یہ ہے کہ جس کے بغیر تکلیف ہو ضروری ہے۔اور جس کے بغیر تکلیف نہ ہو وہ غیر ضروری ہے۔اب اگر اس میں اپنا جی خوش کرنے کی نیت ہو تو مباح ہے اور اگر دوسروں کی نظر میں بڑا بننے کی نیت ہو تو حرام ہے اس معیار کے موافق عمل کرنا چاہئے۔[1]

فضول خرچی کی حد

اسراف (فضول خرچی) اس کو کہتے ہیں کہ جس میں کوئی مصلحت (اور فائدہ) نہ ہو۔

کھانے پینے میں وسعت کرنا بشرطیکہ کسی حد شرعی سے تجاوز لازم نہ آئے اسراف میں داخل نہیں۔

اور سامان خریدنے کے متعلق کہتا ہوں کہ جب کوئی چیز خریدنا چاہو تو پہلے سوچ لو کہ اس کی ضرورت ہے یا نہیں اگر فوراً ضرورت ذہن میں آجائے تو خرید لو۔اگر فوراً ضرورت ذہن میں نہ آئے تو نہ خریدو۔کیونکہ جس ضرورت کو آدھ گھنٹہ تک سوچ سوچ کر پیدا کیا جائے وہ ضرورت نہیں اور اگر دل میں بہت ہی تقاضا اس سامان کے خریدنے کا ہو تو خرید لو اور اطمینان سے بیٹھ کر سوچتے رہنا اگر اسراف ہونا معلوم ہو تو خیرات کر دینا۔[2]

---

[1] التبلیغ ص ۱۶۷ ج ۴ [2] ورنہ استعمال کر لینا

دوسروں کے کپڑے دیکھ کر خود اسی طرح کے کپڑے بنوانا

ایک عورت نے لکھا کہ حضرت اقدس میرا دل چاہتا ہے کہ اچھے اور صاف ستھرے کپڑے پہنا کروں۔ اللہ تعالیٰ نے دے بھی رکھا ہے اور نیت بھی یہ ہوتی ہے کہ میرے شوہر خوش رہیں اور میرے شوہر بھی یہ چاہتے ہیں۔
مگر مرض یہ ہے کہ جب کسی عورت کو عمدہ کپڑے پہنے دیکھتی ہوں تو دل یہ چاہتا ہے کہ اس قسم کا بھی لے لوں۔ (ایسے موقع پر) اکثر تو خاموش رہتی ہوں مگر کبھی فرمائش بھی کر دیتی ہوں اور پھر مل بھی جاتا ہے اگر یہ مرض ہو تو علاج ارشاد فرمائیں:
فرمایا زینت اختیار کرنے کے درجات میں افراط، تفریط (یعنی کمی وزیادتی) مذموم ہے اور اعتدال (یعنی درمیانی طریقہ) محمود (اور پسندیدہ) ہے صورت مذکورہ میں اعتدال یہ ہے کہ کسی کو دیکھ کر اس وقت مت بناؤ۔ اگر توقف سے (یعنی وقت گذر جانے کے بعد) ذہن سے نکل جائے تو فبھا (بہت اچھا) اور اگر نہ نکلے تو جس وقت نئے کپڑوں کے بنانے کی ضرورت ہو اس وقت بنالو، اگر اتفاقاً نہ مل سکیں تو جانے دو۔ اور اگر دیکھو کہ اتنی مدت تک (انتظار کرنے سے) طبیعت مشغول رہے گی تو پسند کے وقت خرید کر رکھ لو مگر بناؤ مت۔ بناؤ اس وقت جب نئے کپڑوں کے بنانے کی ضرورت ہو تا کہ اس کے عوض کا کپڑا بچ جائے۔ اور اگر تمہارے شوہر تم کو جیب خرچ بھی دیتے ہوں تو ایسا کپڑا اپنی جیب خرچ کی رقم سے خرید و تا کہ نفس حدود میں رہے۔[1]

---

[1] کمالات اشرفیہ ص ۹۷

عورتوں میں تکبر کا مرض

تکبر انسان کو تمام فیوض و برکات سے محروم کر دیتا ہے یہی تو وہ بلا ہے جس کی وجہ سے شیطان مردود ہوا۔ ہمارے اندر تکبر گھسا ہوا ہے اسی واسطے ہم کمال دین سے محروم ہیں۔ اور عورتوں میں یہ مرض بہت ہے اول تو ان میں دیندار بہت ہی کم ہیں اور جو دیندار ہیں بھی وہ اپنے کو نہ معلوم کیا سمجھتی ہیں جس کا سبب یہ ہے کہ عورتیں کم حوصلہ والی ہوتی ہیں اور ذراسی بات میں تکبر کرنا اور بڑائی کرنا کم حوصلہ آدمی کا کام ہے۔

ایک عورت بڑی نمازِن تھی اتفاق سے اس کی شادی ڈاڑھی منڈے بے نمازی سے ہوگئی تو وہ کیا کہتی ہے کہ اللہ رے تیری شان ایسی پارسا عورت ایسے بے دین سے بیاہی گئی۔ گویا اسے نعوذ باللہ خدا پر بھی اعتراض تھا کہ خدا تعالیٰ کے یہاں کچھ ضابطہ نہیں جوڑے جوڑ کر نہیں دیکھتے، استغفر اللہ، ارے تم کو کیا خبر ہے کہ کس کا خاتمہ اچھا ہوا؟ خدا تعالیٰ کس کو بخشے اور کس کو جہنم میں بھیج دے کیا تعجب ہے کہ خدا تعالیٰ اس بے نمازی کو کسی ادا پر بخش دے اور تم کو اس تکبر کی وجہ سے دوزخ میں ڈال دے۔ اول تو خاتمہ کا حال کسی کو معلوم نہیں دوسرے جن اعمال پر تم کو ناز ہے کیا خبر ہے وہ قبول بھی ہوئے ہیں یا نہیں۔ گو امید تو یہی رکھنی چاہئے کہ قبول ہوئے ہیں۔ مگر وحی بھی نہیں آگئی اس لئے ڈرتے رہنا چاہئے۔ اور کبھی اپنے اعمال پر ناز نہ کرنا چاہئے نہ دوسروں کو حقیر سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ اس سے اندیشہ ہے اعمال کے برباد ہو جانے کا۔[۱]

آج کل یہ خبط (اور عام مرض) ہوگیا ہے کہ تھوڑا سا کمال ہو جاتا ہے

---

[۱] الکمال فی الدین النساء ص ۹۱

تواپنے کو بڑا سمجھنے لگتے ہیں ۔اور عورتوں میں یہ مرض زیادہ ہے۔اگر کوئی عورت ذرا نماز اور تلاوت کی پابند ہو جاتی ہے تو اپنے کو رابعہ سمجھنے لگتی ہے اور ہر ایک کو حقیر سمجھتی ہے۔اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ان کی کسی نے تربیت تو کی نہیں، کتابیں پڑھ پڑھ کر دیندار ہو جاتی ہیں۔بس ان کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی طب (ڈاکٹری) کی کتابیں دیکھ کر دوائیں کھانے یا بنانے لگے۔اس سے بجائے نفع کے ضرر غالب ہوگا۔جب تک طبیب کی رائے سے دوا نہ کھائے کچھ نفع نہ ہوگا۔اسی طرح چونکہ عورتوں کے اخلاق کی تربیت نہیں ہوتی اور کسی مربی (تربیت کرنے والے) سے رجوع نہیں کرتیں اور جو کچھ سمجھ میں آتا ہے کر لیتی ہیں اس لئے اپنے کو باکمال سمجھنے لگتی ہیں۔

ایک لڑکی کا کسی شخص سے نکاح ہوا۔وہ لڑکی نماز روزہ کی پابند تھی اور شوہر اتنا پابند نہ تھا اور آوارہ سا تھا تو وہ لڑکی کہتی ہے کہ افسوس! میں ایسی پرہیز گار اور ایسے شخص کے جال میں پھنس گئی میری قسمت ڈوب گئی۔حالانکہ بے وقوف یہ نہیں سمجھتی کہ اگر ہم نے نماز پڑھی روزہ رکھا تلاوت کی تو اپنا کام کیا دوسرے پر کیا احسان کیا کوئی دوائی پی کر فخر کرتا ہے کہ میں بڑا بزرگ ہوں۔ دوا پیتا ہوں اسی طرح یہ سب طاعات ہیں کہ ان میں اپنا ہی نفع ہے۔اگر خدا کی نعمتوں کو دیکھا جائے تو درحقیقت ہماری نماز روزہ کچھ بھی نہیں اور جہاں ہزاروں انبیاء اولیاء اور ملائکہ کی عبادت کے ذخیرے اور ڈھیر کے ڈھیر موجود ہوں ان کے مقابلہ میں ہمارے روزہ نماز کی مثال ایسی ہے جیسے کہ جواہرات کے سامنے مٹی کے کھلونے۔تو حقیقت میں حق تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہماری ایسی عبادتوں کو قبول فرما لیتے ہیں۔یہ محض حق تعالیٰ کی رحمت ہے کہ ہماری ناقص عبادت کو بھی عبادت شمار کر لیا یہ محض فضل ہے پھر ایسی عبادت پر خوش ہونا اور فخر کرنا جہالت ہے۔اور اس فخر و کبر کا منشاء بھی جہالت ہے

۔اور جس قدر عقل کم ہوتی ہے یہ مرض کبر کا زیادہ ہوتا ہے چنانچہ مردوں کے مقابلہ میں یہ مرض عورتوں میں زیادہ ہوتا ہے۔

تکبر اور خود پسندی کا علاج

ایک عورت نے حکیم الامت حضرت تھانویؒ کی خدمت میں ایک خط میں تحریر کیا کہ:

''والدین کے گھر گئی تو وہاں اکثر مردوں اور عورتوں کو بے نماز پایا۔ اور میں باقاعدہ نماز پڑھتی تھی۔ بہت دفعہ دل میں خیال آتا تھا کہ میں ان بے نماز مردوں اور عورتوں سے اچھی ہوں یہ لوگ فضول وقت ضائع کرتے ہیں میں عبادت کر لیتی ہوں۔ حضرت ارشاد فرمائیں کہ میں کیا کروں تاکہ دوسروں کو اپنے سے کمتر سمجھنے کا عیب دور ہو''۔

حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے جواب ارشاد فرمایا:

''اس میں تو انسان مجبور ہے کہ اپنے نمازی ہونے کا اور ان کے بے نمازی ہونے کا خیال آئے۔ لیکن اس میں مجبور نہیں کہ وہ یوں سوچے کہ گو میں نمازی ہوں اور یہ بے نمازی ہیں مگر یہ ضروری نہیں کہ ہر نمازی بے نمازی سے اچھا ہو ممکن ہے بے نمازی کے پاس کوئی ایسا نیک عمل ہو اور نمازی کے پاس ایسا کوئی برا عمل ہو جس سے مجموعی طور پر وہ بے نمازی اس نمازی سے افضل ہو۔

دوسرے ممکن ہے کہ انجام میں (یعنی آئندہ چل کر) یہ نمازی بے نمازی ہو جائے اور بے نمازی نمازی ہو جائے۔ بہر حال بے نمازی کے اللہ کے نزدیک افضل ہونے کا احتمال ہے پھر اپنے کو افضل سمجھنے کا کیا حق ہے؟ البتہ نماز ایک نعمت ہے

۱؎ الحج المبرور۔ التبلیغ ص ۱۶۲ ج ۳

جو حق تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مجھ کو عطا فرمائی ہے۔ اور بے نمازی ہونا ایک مرض ہے جس میں یہ بے نمازی مبتلا ہے تو جس طرح صحت والے کو شکر کرنا واجب ہے اور مریض کو حقیر سمجھنا جائز نہیں۔ بلکہ اس پر رحم کرے اور اس کی صحت کے لئے دعاء کرے اسی طرح مجھ کو بھی چاہئے کہ (اپنی عبادت پر اللہ کا شکر کرے) اور مریض کی حالت پر رحم کرے (یعنی اس کی ہدایت کی دعاء وکوشش کرے)

اس طرح بار بار خیال کرنے سے یہ مرض جاتا رہے گا۔ اور اس طرح سوچنا اختیاری بات ہے اس اختیار سے کام لینا چاہئے۔[۱]

تواضع کی ضرورت اور اس کے حاصل کرنے کا طریقہ

تم یہ سمجھو کہ حضرت مریم علیہا السلام تم سے تو بزرگی میں زیادہ ہی تھیں۔ اتنے کمالات کے باوجود پھر بھی ان کو یہ حکم ہے کہ اے مریم تواضع اختیار کرو اپنے رب کے سامنے اور سجدہ کرو۔

مطلب یہ ہے کہ دل کو بھی مشغول رکھو اور اعضاء کو بھی، یعنی نماز پڑھو چونکہ نماز کے تمام ارکان میں سے بڑا مقصود سجدہ ہے اسی لئے اس کی تخصیص فرمائی اور وَارْكَعِي مَعَ الرَّاكِعِينَ میں یا تو رکوع مراد ہے اور یا لغوی معنیٰ مراد ہیں، اور میں دوسرے احتمال پر تفسیر کرتا ہوں، پس مطلب یہ ہوگا کہ جھکو، یعنی عاجزی کرو، اس کے بڑھانے سے اشارہ اس طرف ہے کہ سب کچھ کرو مگر اپنے کو پست کرو۔ خدا کے سامنے کمزور سمجھو اور مع الراکعین کے بڑھانے میں یہ نکتہ ہے کہ تواضع کے حاصل ہونے کا طریقہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کے حاصل کرنے کا کیا طریقہ

---

[۱] مکتوبات اشرفیہ بحوالہ نیک خاوند نیک بیوی

ہے۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ تواضع کرنے والوں کے ساتھ رہو یعنی نیک صحبت اختیار کرو صحبت صالحہ اخلاق کی درستی کا عمدہ ذریعہ ہے۔بغیر صحبت کے اخلاق کی درستگی نہیں ہوتی۔

اور چونکہ عورتوں کو ایسا موقع بہت کم ملتا ہے اسی واسطے ان کے اخلاق عموماً درست نہیں ہوتے۔پس ان کو نیک صحبت کی بہت ضرورت ہے۔

مردوں کے لئے تو اس کا سہل طریقہ یہ ہے کہ بزرگوں کی خدمت میں جا کر رہیں، سو یہ تو عورتوں سے نہیں ہوسکتا ہے، اور مناسب بھی نہیں۔اس لئے کہ اول تو ان کے گھر کے مشاغل اس قدر ہیں کہ اتنی فرصت ان کو نہیں مل سکتی۔ دوسرے ان کی وضع کے بھی خلاف ہے البتہ عورتوں میں اگر کوئی عورت بزرگ اور خدارسیدہ ہو تو ان کی خدمت میں رہیں۔لیکن عورتوں میں ایسی بہت کم ہیں۔

تاہم اگر ایسا موقع میسر ہو تو ان کے پاس بیٹھو۔لیکن یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر ان کے لئے بہترین طریقہ یہ ہے کہ بزرگوں کے تذکرے اور ان کی حکایتیں دیکھا کریں۔بطور نمونہ کے چند حکایتیں اہل تواضع کی بیان کی جاتی ہیں۔[1]

تواضع سے متعلق چند بزرگوں کی حکایتیں

(۱) حضرت اسماعیل شہیدؒ بہت تیز مزاج مشہور تھے، ایک شخص آزمانے کے لئے آیا۔اس وقت مولانا عام مجمع میں تشریف رکھتے تھے اس نے پکار کر کہا کہ: مولانا میں نے سنا ہے کہ آپ حلال کی پیدائش نہیں ہیں (یعنی حرامی ہیں) حضرت مولانا کے اندر ذرا بھی تغیر نہ آیا (غصہ نہ ہوئے) اور ہنس کر فرمایا کہ

[1] الخضوع حقیقت عبادت ص ۳۲۰

آپ سے کسی نے غلط روایت کیا ہے میرے ماں باپ کے نکاح کے گواہ اب تک موجود ہیں۔

(۲) حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث دہلوی سہارنپوریؒ بیٹھے ہوئے حدیث کا درس دے رہے تھے، ایک شخص نے سامنے آکر برا بھلا کہنا اور گالیاں دینا شروع کیا، شاگرد بگڑے اور چاہا کہ اس کی خبر لیں۔ مولانا نے سب کو منع فرمایا اور یہ فرمایا کہ جو کچھ یہ کہتا ہے سب تو غلط نہیں ہے کچھ تو سچ بھی ہے۔

(۳) حضرت گنگوہیؒ ایک دفعہ حدیث کا سبق صحن میں پڑھا رہے تھے کہ اتنے میں بارش ہونے لگی سب طلباء کتابیں لے کر مکان کے اندر بھاگے، مولانا نے کیا کیا کہ سب لڑکوں کی جوتیاں جمع کر رہے تھے، کہ اٹھا کر لے چلیں ،لوگوں نے دیکھا کہ یہ حالت ہے تو مارے شرم کے کٹ گئے۔

سبحان اللہ نفس کا تو ان لوگوں میں شائبہ بھی نہ تھا۔[۱]

۴۔ ایک شخص ایک بزرگ کے سامنے سے اکڑتا مکڑتا ہوا گزرا ان بزرگ نے فرمایا کہ اترا کر مت چل، اللہ تعالیٰ ایسی چال کو پسند نہیں کرتا۔ وہ شخص بہت بگڑا، اور کہا کہ جانتے نہیں میں کون ہوں؟۔

ان بزرگ نے فرمایا کہ جانتا ہوں کہ تیری ابتدا تو یہ ہے کہ تو ایک گندہ پانی ہے (یعنی تو ناپاک قطرہ تھا جس سے پیدا ہوا ہے) اور انتہا تیری یہ ہے کہ تو مردہ ریزہ ریزہ ہے۔ اور درمیانی حالت یہ ہے کہ تو پاخانہ کا بوجھ اپنے پیٹ میں اٹھا رہا ہے۔

واقعی ہم لوگوں کی حقیقت یہی ہے، اب ہم مجلس میں یہاں بڑے معزز بنے بیٹھے ہیں، ابھی اگر پیٹ پھٹ جائے، یا پیٹ میں ایک سوراخ کھل جائے تو بدبو کی وجہ سے یہاں لوگوں کا بیٹھنا دشوار ہو جائے گا۔ معتقدین کا سارا اعتقاد

---

[۱] حسن العزیز ص ۲۳۷ ج ۴

رخصت ہو جائے گا۔ ہم کو اس کا خیال نہیں۔ ورنہ حقیقت میں اگر دیکھا جائے تو ہم میں سے ہر ایک کی حالت یہ ہے کہ ایک ایک کے پیٹ میں کم از کم دو تین سیر نجاست موجود ہے اتنا بڑا عیب تو لئے پھرتے ہیں پھر بھی ہم اپنے کو بڑا سمجھتے ہیں۔ کتنی بڑی حماقت اور جہالت ہے، یوں نہ سمجھو کہ ہم بڑے ہیں، بلکہ یوں سمجھو کہ ہم سڑے ہیں۔ ایسی ایسی حکایتیں دیکھا کرو۔ پھر انشاء اللہ فخر کا دعویٰ نہ رہے گا۔

بعض دفعہ عورتوں کو نماز کی تاکید کی جاتی ہے تو کہتی ہیں کہ ہم کو فرصت کہاں، تم تو مرد ہو، نہ بچوں کا ساتھ، نہ برتن ہانڈی کا کام، ہمارا تو بچوں کا ساتھ ہے، برتن ہانڈی میں ہاتھ رہتے ہیں۔ کپڑے ناپاک رہتے ہیں ہم نماز کیسے پڑھیں۔ اور فرصت تو نہیں ملتی، استغفر اللہ ان سے کوئی پوچھے کہ جب چار عورتیں جمع ہو کر دنیا بھر کے قصے لے بیٹھتی ہیں اور باتوں میں گھنٹوں مصروف رہتی ہیں۔ اس وقت ان فضول قصوں کے لئے کہاں سے وقت نکل آتا ہے۔ باقی کپڑوں کے ناپاک رہنے کا عذر بھی بالکل بے ہودہ ہے۔ اگر ایک جوڑا نماز کے لئے الگ کر دیا جائے تو کچھ مشکل نہیں۔

---

[1] الافاضات الیومیہ

مکاری اور چالاکی کا مرض

عورتوں میں چالاکی اور مکاری کا مرض ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عورتوں کی جماعت تم صدقہ دو! اس لئے کہ مجھے دکھلایا گیا ہے اہل دوزخ میں تم سب سے زیادہ ہو۔ عورتوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا کہ تم لعنت وملامت بہت کرتی ہو۔ اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو۔ میں نے تم سے زیادہ ہوشیار مرد کی عقل سلب کرنے والا (یعنی مغلوب کرنے والا) کوئی نہیں دیکھا۔

عورتوں میں چالاکی اور مکاری کا مرض ہے بڑے سے بڑے ہوشیار مرد کی عقل کو سلب کر لیتی ہیں چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ یہ ایسی اتار چڑھاؤ کی باتیں کرتی ہیں کہ اچھے خاصے عقلمند بے عقل ہو جاتے ہیں۔ ان کے لہجہ میں خلقۃً (یعنی پیدائشی طور پر) ایسا اثر رکھا گیا ہے کہ خوامخواہ مرد اس سے متاثر ہوتے ہیں اور اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ یہ عقل میں مردوں سے زیادہ ہیں بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ مکر اور چالاکی ان میں زیادہ ہوتی ہے۔ عقل اور شئی ہے اور مکر اور چالاکی دوسری شئی ہے۔ شیطان میں مکر اور چالاکی تھی عقل نہ تھی اسی واسطے دھوکہ کھایا۔

غرض عقل اور شئی اور چالاکی اور مکر اور چیز ہے عقل محمود (اور پسندیدہ) ہے اور اس کا نہ ہونا مذموم (عیب) ہے اور چالاکی مذموم (بری عادت) ہے اس کا نہ ہونا پسندیدہ ہے۔ شریعت میں بھی یہ پسند نہیں کہ دوسروں کو نقصان پہونچائے کیونکہ یہی مکر ہے۔ اسی طرح یہ بھی کمال نہیں کہ اپنے کو نقصان سے نہ بچائے کیونکہ یہ کم عقلی ہے۔

غرض کہ عورتوں میں چالاکی اور مکر ہے عقل نہیں اس چالاکی اور مکر کی وجہ

سے عقلمند کی عقل کو سلب کر لیتی ہیں چنانچہ تنہائی میں ایسی باتیں کرتی ہیں جس سے شوہر کا دل اپنی طرف ہو جائے اور سب چھوٹ جائے۔ بیاہ کے بعد گھر آتے ہی سب سے پہلے ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ شوہر ماں باپ سے چھوٹ جائے، یہ بہت ظلم کی بات ہے۔[۱]

زیادہ بولنے کا مرض

حدیث شریف میں ہے مَنْ سَکَتَ سَلِمَ جو خاموش رہا اس نے نجات پائی۔ واقعی زیادہ گناہ ہم لوگوں سے اس زبان ہی کی بدولت ہوتے ہیں۔ خصوصاً عورتوں کو اس قدر بولنے کا شوق ہوتا ہے کہ جب بیٹھیں گی تو باتوں کا وہ سلسلہ چلائیں گی کہ ختم ہی نہیں ہوگا۔ خدا جانے ان کی باتیں اتنی لمبی کیوں ہوتی ہیں۔ اور جب یہ باتوں میں مشغول ہو جاتی ہیں تو ان کی حالت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ باتوں ہی کو اصلی مقصود سمجھتی ہیں۔ وہ مزے لے لے کر باتیں کرتی ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ ترس ترس کر ان کو دولت ملی ہے، بخلاف مردوں کے کہ ان کی باتوں اور تمام کاموں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو ختم کر کے وہ دوسرے کام میں لگنا چاہتے ہیں، خدا کے واسطے اپنی عقل درست کرو۔[۲]

یاد رکھو زیادہ بولنے سے کوئی عزت نہیں ہوتی عزت اسی عورت کو ہوتی ہے جو خاموش رہے۔ اور اگر خاموش ہو کر ایک جگہ بیٹھ کر اللہ کا نام لے (تسبیح پڑھے) تو اس کی بڑی قدر اور عزت ہوتی ہے۔ مگر باتیں کرنے کی جن کو عادت ہو جاتی ہے یہ کیسے چھوٹ سکتی ہے خواہ ذلت و رسوائی ہو، کوئی ان کی بات بھی کان لگا کر نہ سنے لیکن ان کو اپنی ہانکنے سے کام۔

بعض عورتوں کو باتیں کرنے کی ایسی عادت پڑ جاتی ہے جیسے نمرود کو جوتیاں

---

[۱] اصلاح النساء ص ۱۸۸ [۲] الدنیا ص ۱۰۱

کھانے کی عادت پڑ گئی تھی۔

قصہ یہ ہوا تھا کہ جب نمرود نے خدائی کا دعویٰ کیا اور ابراہیم علیہ السلام نے ان کو بہت سمجھایا مگر نہ مانا اور برابر سرکشی کرتا رہا اور یہ کہا کہ اگر تو سچا ہے تو اپنے خدا کا لشکر منگالے، جانتا تھا کہ ان کا مددگار ہے کون۔ اور اپنے لشکر پر گھمنڈ تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وحی کے واسطے سے اس کو اطلاع دی کہ فلاں دن خدائی لشکر آئے گا تیار ہو جاؤ چنانچہ اس نے لشکر کو مہیا کیا، اور خیال کرتا تھا کہ ابراہیم علیہ السلام کا یہ خیال ہی خیال ہے چنانچہ تھوڑی دیر میں مچھروں کا ایک غول ایک جانب سے آیا اور ایک ایک مچھر نے ہر سپاہی کے دماغ میں گھس کر اس کا کام تمام کردیا (یعنی ہلاک کردیا) نمرود یہ منظر دیکھ کر محل میں گھس گیا۔ ایک لنگڑا مچھر آ کر اس کی ناک میں گھس گیا۔ اور دماغ پریشان کردیا، اگر سر میں جوتا لگتا تھا تو کچھ چین آجاتا تھا۔ چنانچہ جو آتا تھا بجائے سلام کرنے کے چار جوتیاں اس کے سر پر مارتا تھا۔ حق تعالیٰ نے دکھلا دیا کہ تیری شوکت اور قدرت بس اتنی ہی ہے کہ ایک مچھر نے اور وہ بھی لنگڑا اس نے تجھے پریشان کر ڈالا۔

اسی طرح جو مرد اور جو عورتیں دین سے رشتہ چھوڑ کر اپنی خواہشاتِ نفسانی اور خرافات میں مبتلا ہیں اور اس حالت میں وہ خوش ہیں، خدا کی قسم یہ جوتیاں کھانا ہے۔

بعض مردوں کو بھی میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فراغت (خالی وقت دیا) ہے مگر وہ اس کی قدر نہیں کرتے۔ بس رات دن یہ مشغلہ ہے کہ کسی دکان (ہوٹل وغیرہ) میں بیٹھ گئے اور کسی کی غیبت کرلی کسی کے حسب نسب میں طعن کردیا۔ کسی کو صلاح دے دی۔ کسی کو بڑھا دیا کسی کو گھٹا دیا۔ ان سے کوئی پوچھے کہ اگر تم یہ باتیں نہ کرو تو تمہارا کون سا کام اٹکا ہوا ہے اور اس سے کسی اور کا کچھ

نقصان نہیں اپنی ہی زبان اور دل گندہ کرتے ہیں اور بعض عورتیں تو شیطانوں والے کام خود بھی کرتی ہیں اور دوسروں کو بھی سکھلاتی ہیں۔[۱]

بدگمانی

عورتوں میں بدگمانی کا مادہ بہت ہے۔تقریبات (یعنی شادیوں اور عورتوں وغیرہ) کے ہنگامہ میں بعض دفعہ عورتیں زیور کو نکال کر موقع بے موقع ڈال دیتی ہیں۔پھر اس کی تلاش میں تکلیف الگ ہوتی ہے اور برائیاں ہوتی ہیں۔عورتوں میں بدگمانی کا مادہ بہت ہے فوراً کسی کا نام لے دیتی ہیں کہ یہ کام اس کا ہے اس لئے باہر پھرنے والی بچی کو جو کہ ناسمجھ بھی ہو، زیور پہنانا بڑی غلطی ہے۔مگر عورتوں کو اس کا خبط ہے۔اور غضب یہ کہ بچیوں کو بھی اس کا شوق ہوتا ہے اگر ان کے ناک کان نہ چھدوائے جائیں تو روتی اور ضد کر کے چھدواتی ہیں چاہے تکلیف ہی ہو۔[۲]

لعن طعن اور کوسنے کا مرض

(عورتوں کا ایک مرض ہے) لعنت ملامت زیادہ کرنا۔ چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ صبح سے شام تک ان کا یہی مشغلہ ہے کہ جس سے دشمنی ہے اس کی غیبت کرتی ہیں اور جس سے محبت ہے اس کو کوستی ہیں، اپنی اولاد کو کوستی ہیں، اپنی جان کو کوستی ہیں۔اور ہر چیز کو خواہ وہ لعنت کے قابل ہو یا نہ ہو اس کو بھی کوستی ہیں۔

یاد رکھو! بعض وقت قبولیت کا ہوتا ہے اور وہ کوسنا لگ جاتا ہے پھر شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ہمارے یہاں ایک شخص تشنج زدہ ہے۔(جو ایک بڑا مرض ہوتا ہے) جو کہ چارپائی سے ہل نہیں سکتا۔اور سخت تکلیف میں ہیں۔اس کی ماں نے اس کو کسی شرارت کی وجہ سے یہ کہا تھا کہ خدا کرے تو چارپائی کو لگ جائے۔خدا کی قدرت

---

[۱] الدنیا [۲] الفانی ص ۲۸۴

کہ وہ ایسا ہی ہو گیا۔ اور اس کی مصیبت خود والدہ صاحبہ کو ہی اٹھانا پڑی۔[۱]

الغرض بعض عورتیں اپنے بچوں کو کوستی ہیں اور کبھی وہ کوسنا لگ بھی جاتا ہے اور پھر سر پکڑ کر روتی ہیں۔[۲]

عورتوں میں حسد کا مرض

حسد کا مرض بھی عورتوں میں بہت ہے ذرا ذرا سی بات پر ان کو حسد ہوتا ہے۔ مثلاً اسی پر حسد ہوتا ہے کہ (میرا شوہر اپنے) ماں باپ کو یہ چیزیں (اور سامان) کیوں دیتا ہے۔ اگر ماں باپ نہ ہوتے تو یہ چیز ہمارے پاس رہتی۔

لیکن اے عورتو! میں تمہاری اس بارے میں تعریف کرتا ہوں کہ تمہارا ایمان تقدیر پر مردوں کی بہ نسبت زیادہ ہے۔ مردوں کو سیکڑوں وسوسے پیش آتے ہیں، علماء سے الجھتے ہیں لیکن تم کو اس میں شک وشبہ بھی نہیں ہوتا۔ مگر معلوم نہیں کہ یہ تمہارا تقدیر پر ایمان لانا اس موقع پر کہاں گیا۔

خوب سمجھ لو کہ جس قدر تقدیر میں ہے وہ تم کو مل کر رہے گا۔ پھر حسد و جلن کاہے کے لئے کرتی ہو۔ اور یہی حسد ہے جس کی وجہ سے ہمیشہ ان کی لڑائی رہتی ہے۔ لیکن کوئی عورت اس کا اقرار ہرگز نہ کرے گی کہ مجھ کو حسد ہے بلکہ مختلف پیراؤں میں جلن نکالتی ہے کہ فلانی میں یہ عیب ہے فلانی باہر کی ہے شرافت میں میرے برابر نہیں ہو سکتی۔[۳]

---

[۱] اصلاح النساء ص ۱۸۳ [۲] حقوق الزوجین حقوق البیت ص ۵۵ [۳] اصلاح النساء ص ۱۹۱

مانگی ہوئی چیز واپس نہ کرنا

(عورتوں میں ایک بہت بڑی خرابی یہ ہے کہ) مانگی ہوئی چیز میں سستی ولا پرواہی کرتی ہیں۔ حالت یہ ہے کہ کوئی چیز منگائی اور کام بھی ہوگیا مگر یہ توفیق نہیں ہوتی کہ واپس کردیں۔ جب دینے والا (مالک) خود ہی مانگتا ہے تب دیتی ہیں۔ اور خود بھی دیں گی تو ایک عرصہ کے بعد، اس میں بہت سی چیزیں گم ہوجاتی ہیں۔ اور خراب بھی ہوجاتی ہیں۔ بعض وقت مہینوں گذر جاتے ہیں (لیکن چیز) واپس ہی نہیں کی جاتی۔ اگر کسی نے طلب کرلیا تو دیدی ورنہ پرواہ بھی نہیں ہوتی۔ گو نیت خراب نہ ہو مگر تساہل (سستی) اس قدر ہے کہ حد سے زیادہ۔[۱]

دوسرے کا سامان برتن وغیرہ واپس نہ کرنا

اور ایک بے احتیاطی (اور بڑی کوتاہی) یہ ہوتی ہے کہ کھانے کے ساتھ جو برتن چلے جاتے ہیں انہیں واپس کرنے کی توفیق بھی نہیں ہوتی بس اپنے یہاں (ان برتنوں) کا استعمال کرتی ہیں اسی طرح مدت ہوجاتی ہے جب خود منگاتے ہیں تب ملتے ہیں۔ خود میرے گھر میں سستی ہوتی ہے۔ حالانکہ شریعت نے اس میں اتنی احتیاط کی ہے کہ فقہاء کرام لکھتے ہیں کہ اگر کوئی کھانا بھیجے تو اس برتن میں کھانا حرام ہے اپنے برتن میں الٹ لو پھر کھاؤ۔ ہاں ایک صورت میں جائز ہے کہ وہ کھانا ایسا ہو جو برتن بدلنے سے خراب ہوجاتا ہو (جیسے فیرینی کلفی وغیرہ) یا اس کا لطف جاتا رہے۔ تو اگر ایسا کھانا ہو تب اس برتن میں کھانا جائز ہے ورنہ نہیں،

[۱] احکام المال التبلیغ ص ۱۴۰ اص ۱۵

ہاں اگر مالک استعمال کرنے کی اجازت دے دے تو جائز ہے۔

فقہاء کے قول کی دلیل یہ حدیث ہے۔ اَلَا لَا یَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ اِلَّا بِطِیبِ نَفْسٍ مِنْهُ (''خبردار ہوجاؤ کسی مسلمان کا مال اسکی دلی رضامندی کے بغیر حلال نہیں'') (بیہقی)

کھانا بھیجنے والوں کو ان برتنوں کا استعمال ناگوار ہوتا ہے اور جب کھانا ایسا ہو کہ برتن بدلنے سے خراب ہوجاتا ہو یا اس کا لطف جاتا رہے تو وہاں دلالۃً (مالک کی طرف سے) اسی برتن میں کھانے کی اجازت ہوتی ہے۔ پس فقہاء کے کلام کا خلاصہ یہی ہوا کہ قرائن (انداز) سے جہاں اجازت ہو تو جائز ہے اور اگر قرائن (انداز) سے اجازت نہ ہو تو جائز نہیں۔

دوسرے کی ملک میں بلا اجازت کے تصرف کرنے (اور استعمال کرنے) سے آدمی گنہگار ہوتا ہے۔ اگر وہ چیز ضائع ہوجائے تو ضامن ہوتا ہے۔ (یعنی اس کا تاوان دینا لازم ہوتا ہے)[۱]

قرض لے کر نہ دینا

(عورتوں میں) ایک خرابی یہ ہے کہ قرض لے کر ادا نہیں کرتیں۔ قرض ادا کرنے کی بالکل عادت ہی نہیں۔ اس لئے ان کا اعتبار نہیں رہا۔ اب حالت یہ ہوگئی ہے کہ ہر ایک سے قرض مانگتی ہیں اور کوئی دیتا نہیں حالانکہ قرض دینے کا بڑا ثواب ہے، چنانچہ حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے جنت کے دروازہ پر لکھا دیکھا کہ صدقہ دینے سے دس نیکیاں ملتی ہیں اور قرض دینے سے اٹھارہ۔ آپ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے وجہ پوچھی تو انہوں نے

[۱] التبلیغ ص۲۴۲ ج ۷ کساء النساء

فرمایا کہ قرض وہی مانگتا ہے جسے سخت ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ اسے پھر واپس کرنا پڑتا ہے۔ بخلاف صدقہ کے۔

تو قرض دینے کا (یا ادھار کوئی چیز دینے کا) اتنا بڑا ثواب ہے۔ مگر جب کوئی لے کر ادا ہی نہ کرے پھر کون دے۔ حالت یہ ہوگئی ہے کہ قرض دے کر وصول نہیں ہوتا۔ حتیٰ کہ قرضدار سامنے آنا تک چھوڑ دیتے ہیں۔ اور بعض لوگ کوئی سامان خرید کر ایک دو روپیہ ادھار کر کے پھر دینے کا نام نہیں لیتے اور معمولی رقم ایک دو روپیہ ہونے کی وجہ سے دینے کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے اور وصول کرنے والے کو مانگتے ہوئے بھی شرم معلوم ہوتی ہے۔ لیکن قیامت کا معاملہ بہت نازک ہے۔ تین پیسے بھی جس کے ذمہ رہ جائیں اس کی سات سو مقبول نمازیں چھین کر حق والے کو دلوادی جائیں گی۔ یہ کس قدر خوف کی بات ہے۔ ساری عمر نماز پڑھی۔ اور قیامت میں چھین لی گئی۔ یہ نتیجہ ہوگا کہ آخرت بھی برباد اور کی کرائی عبادت بھی اپنے پاس نہ رہی۔[۱]

بعض دیندار عورتوں کی کوتاہی

ریل کے سفر میں اکثر عورتیں اور بعض مرد بھی اس قدر سامان لے جاتے ہیں جو حد اجازت (یعنی قانون سے) زیادہ ہوتا ہے۔ اور نہ اس کا محصول دیتے ہیں نہ وزن کراتے ہیں (نہ رسید کٹاتے ہیں)۔

اور بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ خود تو تیسرے درجہ (تھرڈ کلاس) کا ٹکٹ لیا تھا لیکن اتفاق سے میانہ درجہ (سیکنڈ کلاس) میں کوئی دوست بیٹھا ہے تو اس کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ اور دو تین اسٹیشن تک اس پر بیٹھے چلے گئے۔ یا ٹکٹ لیا دو تین اسٹیشن کا اور چلے گئے بہت دور تک ان سب صورتوں میں یہ شخص ریلوے محکمہ کا

---

[۱] التبلیغ النساء ص ۴۲ ج ۷

قرضدار رہتا ہے اور قیامت کے دن اس سے وصول کیا جائے گا۔ اگر کبھی ایسی غلطی ہوگئی ہو تو اس کے ادا کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ حساب کر کے جس قدر ریلوے کی قیمت اپنے ذمہ نکلے اس قیمت کا ایک ٹکٹ خرید کر اس سے کام نہ لے۔ اس سے محکمہ کا روپیہ بھی ادا ہو جائے گا اور اس شخص پر کوئی الزام بھی نہ آئے گا۔[۱]

رشتہ داروں سے پردہ میں کوتاہی

ایک کوتاہی عورتوں میں یہ ہے کہ ان میں پردہ کا اہتمام کم ہے اپنے عزیزوں رشتہ داروں میں جو نامحرم ہیں (یعنی جن سے رشتہ ہمیشہ کے لئے حرام نہیں) ان کے سامنے بے تکلف آتی ہیں۔ ماموں زاد چچا زاد خالہ زاد بھائیوں سے بالکل پردہ نہیں کرتی ہیں۔ اور غضب یہ کہ ان کے سامنے بناؤ سنگار کر کے بھی آتی ہیں۔ پھر بدن چھپانے کا ذرا بھی اہتمام نہیں کرتیں، گلا اور سر کھلا ہوا ہے اور ان کے سامنے آجاتی ہیں اور اگر کسی کا بدن ڈھکا ہوا بھی ہو تو کپڑے ایسے باریک ہوتے ہیں جن میں سارا بدن جھلکتا ہے، حالانکہ باریک کپڑے پہن کر محارم کے سامنے آنا بھی جائز نہیں۔ کیونکہ محارم (یعنی جن سے رشتہ کرنا حرام ہے ان) سے پیٹ اور کمر اور پہلو اور پسلیوں کا چھپانا بھی فرض ہے پس ایسا باریک کرتہ پہن کر محارم (مثلاً بھائی چچا وغیرہ) کے سامنے آنا بھی جائز نہیں جس سے پیٹ یا کمر یا پہلو یا پسلیاں ظاہر ہوں یا ان کا کوئی حصہ نظر آتا ہو۔ شریعت نے تو محارم کے سامنے آنے میں بھی اتنی قیدیں لگائی ہیں۔ اور آج کل کی عورتیں نامحرموں کے سامنے بھی بیباکانہ آتی ہیں گویا شریعت کا پورا مقابلہ ہے۔

بیبیو! پردہ کا اہتمام کرو اور نامحرم رشتہ داروں کے سامنے قطعاً نہ آؤ۔ اور محرم کے سامنے احتیاط سے آؤ۔[۲]

---

[۱] تفصیل التوبہ دعوات عبدیت ص۴۶ ج۸ [۲] الکمال فی الدین ص ۱۰۸

باب ۱۴

عورتوں کی باہم لڑائیاں

عورتوں کی نااتفاقی (اور باہم لڑائیاں) شدید تو نہیں ہوتیں مگر مدید (لمبی) ہوتی ہیں کہ ان میں آپس میں کشیدگی ہوتی ہے تو زمانہ دراز تک اس کا سلسلہ چلتا ہے۔

نیز ان میں ایک بری عادت ایسی ہے کہ جب کسی بات پر لڑائی ہوگی تو پہلے مُردے اکھیڑے جاتے ہیں۔ مردوں میں یہ مرض کم ہے مگر عورتیں جن باتوں کی صفائی کر چکتی ہیں دوبارہ لڑائی کے موقع پر پہلی باتوں کو پھر دہراتی ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس وقت کا معاملہ اگرچہ ہلکا بھی ہو تو پہلی باتوں کی یاددہانی سے سنگین ہوجاتا ہے، خصوصاً جب کہ یاددہانی بھی دل خراش الفاظ سے ہو جس میں عورتوں کو خاص ملکہ حاصل ہے۔ یہ طعن کے موقع پر اپنے احسان کو بھی ایسے عنوان سے جتلاتی ہیں کہ دوسرے کا کلیجہ پاش پاش ہوجائے۔[1]

مردوں اور عورتوں کے غصہ اور لڑائی کا فرق

مردوں کے مزاج میں حرارت ہوتی ہے اس واسطے ان کی ناراضگی (اور غصہ) کا اثر مارنے پیٹنے چلانے وغیرہ کی صورت میں ظاہر ہوجاتا ہے۔ اور عورتوں کی فطرت میں حیا و برودت رکھی گئی ہے۔ اسی واسطے اس ناراضی کا اثر ظاہر ہوجاتا ہے ورنہ در حقیقت اس ناراضی میں عورتیں مردوں سے کچھ کم نہیں، بلکہ زیادہ ہیں۔ ان کو ایسے موقع پر بھی غصہ آجاتا ہے۔ جہاں مردوں کو نہیں آتا کیونکہ ان کی عقل میں نقصان ہے۔ تو ان کے غصہ کے مواقع بھی زیادہ ہیں۔ اس کے علاوہ چیخنے چلانے

---

[1] الانسداد للفساد ص ۳۲۶

کی نسبت میٹھا غصہ (دیر پا ہوتا ہے) اور چیخنے چلانے والوں کا غصہ ابال کی طرح سے اٹھ کر دب جاتا ہے، اور میٹھا غصہ دل کے اندر جمع رہتا ہے۔ اس کو کینہ کہتے ہیں۔ کینہ کا منشا غصہ ہے، سو ایک عیب تو وہ غصہ تھا اور دوسرا عیب یہ کینہ۔ تو میٹھے غصہ میں دو عیب ہیں۔ اور کینہ میں ایک عیب اور ہے کہ جب غصہ نکلا نہیں تو اس کا خمار دل میں بھرا رہتا ہے۔ اور بات بہانہ اور رنجیدگیاں پیدا ہوتی چلی جاتی ہیں۔ تو کینہ صرف ایک گناہ نہیں ہے بلکہ بہت سے گناہوں کی جڑ ہے اور کینہ میٹھے غصہ میں ہوتا ہے اور میٹھا غصہ عورتوں میں زیادہ ہوتا ہے تو عورتوں کا غصہ ہزاروں گناہوں کا سبب ہے مردوں کا غصہ ایسا نہیں ہے مردوں کا غصہ جوشیلا اور عورتوں کا غصہ میٹھا ہے۔[۱]

عورتوں کی لڑائی کرانے کی عادت

عورتیں غیبت کرتی ہیں۔ خود بھی حکایت شکایت کرتی ہیں۔ اور دوسروں سے بھی سنتی ہیں اور اس کی جستجو میں رہتی ہیں۔ کوئی عورت باہر سے آئی اور پوچھنا شروع کیا کہ فلاں مجھ کو کیا کہتی تھی گویا منتظر ہی تھیں، آنے والی نے کچھ کہہ دیا کہ یوں یوں کہتی تھی بس پھر تو پل باندھ لیا۔ خوب سمجھ لو کہ اس غیبت سے نااتفاقی ہو جاتی ہے آپس میں عداوت قائم ہو جاتی ہے اس کے علاوہ غیبت کرنا اور اس کا سننا خود بڑا گناہ بھی ہے کلام اللہ میں اس کی بڑی مذمت آئی ہے۔[۲]

عورتوں کی وجہ سے مردوں میں لڑائی

(کبھی عورتوں کی لڑائی) کا فساد شدید بھی ہو جاتا ہے کہ بعض دفعہ یہ اپنے آپس کے تکرار (اور لڑائیوں) کو مردوں سے بیان کر دیتی ہیں کہ فلانی نے مجھے

---

[۱] غوائل الغضب ص ۲۷۴ [۲] حقوق الزوجین ص ۳۴۴

یوں کہا اور تجھے یوں کہاں۔ مردوں میں حرارت ہوتی ہے ان پر زیادہ اثر ہوتا ہے پھر یہ بات ہی تک نہیں رہتے بلکہ ہاتھ سے بھی بدلہ لیتے ہیں جس کی وجہ سے (قتل اور) خون تک ہو جاتے ہیں۔[1]

عورتوں کی باہمی لڑائیاں

عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ ایک ذرا سا بہانہ مل جائے اس کو مدتوں تک نہ بھولیں گی۔ اور اس کی شاخ میں شاخ نکالتی چلی جائیں گی۔ ان کا کینہ کسی طرح نکلتا ہی نہیں۔ کوئی گھر ایسا نہیں جس کی عورتیں اس میں مبتلا نہ ہوں۔ ماں بیٹی آپس میں لڑتی ہیں، ساس بہو آپس میں لڑتی ہیں اور دیورانی جیٹھانی تو پیدا ہی اس لئے ہوئی ہیں (کہ لڑائی کریں)

اور دیکھا جائے تو ان لڑائیوں کی بنیاد صرف اوہام پرستی ہے کسی کے بارے میں ذرا سا شائبہ ہوا اور اس پر حکم لگا کر لڑائی شروع کر دی۔ دوسری نے جب کوئی لڑائی دیکھی تو شبہ کی اور زیادہ گنجائش ہے ادھر سے سیر بھر لڑائی تھی ادھر سے پانچ سیر بھر ہونا کچھ بات ہی نہیں۔ اور جب اصل بات کی تحقیق کی جائے تو بات کیا نکلتی ہے کہ فلانی نے کہا تھا کہ وہ بی بی (عورت) تمہاری شکایت کر رہی تھیں۔ سننے والی کہتی ہے کہ میری جلا ہی (نقل کرنے والی عورت پڑوسن) بہت ایماندار ہے بے سنے اس نے کبھی نہیں کہا ہوگا۔

گھروں میں ہمیشہ لڑائی ایسی ہی باتوں پر ہوتی ہے۔ کسی خدا کی بندی کو یہ توفیق نہیں ہوتی کہ جب شکایت سنے تو اس بیچ کے واسطے کو قطع کر کے خود اس شکایت کرنے والی سے پوچھ لیں کہ تم نے میری شکایت کی ہے؟۔

---

[1] الانسداد للفساد، ۳۲۷

مسنون طریقہ بھی یہی ہے کہ اگر کسی سے کچھ شکایت دل میں ہو تو اس شخص سے ظاہر کردے کہ تمہاری طرف سے میرے دل میں یہ شکایت ہے اس شخص سے اس کا جواب مل جائے گا۔ اور اگر وہ شکایت غلط تھی تو بالکل دفعیہ ہو جائے گا۔

اورسنی سنائی باتوں پر اعتبار کر لینا اور اس پر کوئی حکم لگا دینا بالکل نصوص (شریعت) کے خلاف اور جہالت ہے اسی موقع کے لئے قرآن شریف میں موجود ہے

اِجۡتَنِبُوۡا کَثِیۡرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ ۰ (حجرات پ ۲۶) بدگمانیوں سے بچو بیشک بہت سی بدگمانیاں گناہ ہوتی ہے۔

اور ارشاد ہے: اِیَّاکُمۡ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکۡذَبُ الۡحَدِیۡث یعنی (بدگمانی سے اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ بدگمانی بدترین جھوٹ ہے)

ہم نے تو تجربہ سے تمام عمر دیکھا کہ سنی ہوئی بات شاید کبھی سچ نکلتی ہو۔ ایک شخص کا قول ہے کہ ایسے واقعات کی روایتیں کہ جن سے راوی (نقل کرنے والے) کا کچھ ذاتی تعلق بھی نہ ہو۔ اور راوی بھی ایسا ہو کہ جھوٹ کا عادی نہ ہو تب بھی جب کبھی دیکھا گیا اور تحقیق کی گئی تو تمام باتوں میں چوتھائی بات بھی سچ نہیں نکلی۔ اور ان باتوں کی روایت کا تو پوچھنا ہی کیا جن میں راوی کی ذاتی غرض شامل ہو۔

خانہ جنگیاں (گھریلو لڑائیاں) جہاں کہیں ہیں وہ سب ان ہی بھنگنوں کمہاروں وغیرہ (اس جیسی عورتوں) کی روایتوں کی بنا پر ہیں کہ اصلیت کچھ بھی نہیں ہوتی۔ کچھ حاشیے اس پر روایت کرنے والی لگاتی ہیں۔ اس سے یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ فلانی ہماری مخالف ہے۔ بس اس خیال و وہم سے کچھ حاشیے (مزید باتیں اور بدگمانی) یہ سننے والی لگا لیتی ہیں۔ بس اچھی خاصی لڑائی ٹھن جاتی ہے۔

اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے جنگل میں آدمی رات کے وقت اکیلا ہو۔ اور

اس کو شیر کا خوف ہو تو جب وہ ایک طرف کو دھیان جماتا ہے تو کوئی درخت اسے شیر معلوم ہونے لگتا ہے۔ پھر جب خیال کو ترقی ہوتی ہے تو اسی خیالی صورت میں ہاتھ پیر بھی نظر آنے لگتے ہیں۔ اور سچ مچ کا شیر بنا جاتا ہے حالانکہ واقع میں کچھ بھی نہیں ہوتا۔ صرف وہم کی کارگذاری ہوتی ہے۔ اس طرح سنی سنائی باتوں میں نفس اختراع کرتا ہے (یعنی اپنی طرف سے گڑھ لیتا ہے) کہ اول تو کچھ آمیزش نقل کرنے والے سے شروع ہوتی ہے۔ پھر جس کے سامنے وہ خبر بیان کی گئی وہ پہلے سے عیب جوئی کے لئے تیار ہوتی ہے۔ ذرا سا بہانہ پا کر سب اگلی پچھلی باتوں کو تازہ اور خیالات کو واقعات (اور حقیقت) پر محمول کرلیتی ہیں۔ اب بنی بنائی شکایت موجود ہوتی ہے۔

عورتوں کی تو دیکھی ہوئی باتیں بھی اس قابل نہیں کہ ان کو صحیح کہا جائے۔ اکثر عورتیں اپنی دیورانی جیٹھانی وغیرہ سے اپنی چشم دید باتوں پر ناراض رہتی ہیں اور جب ان کو سمجھایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جس بات پر تم ناراض ہو وہ بات یوں ہے تم نے غلط سمجھا۔ تو کہتی ہیں کہ کیا میں بچی ہوں کیا میں سمجھتی نہیں۔ فلاں کام میرے ہی چڑانے کے لئے کیا گیا تھا، پھر لاکھ سمجھایئے لیکن اس فعل کی جو وجہ اپنے ذہن سے گھڑی ہے وہی رہے گی، اور اسی پر ردے پر ردے رکھتی چلی جائیں گی، اور ذرا دیر میں آپس میں رنج ہو جائے گا۔ اب طرفین سے غیبت شروع ہوگی، اور ایک دوسرے کی عیب جوئی اور نیچا دکھانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھیں گی۔ یہ سب نتائج غصہ کے ہیں۔ عورتیں غصہ سے مغلوب ہو جاتی ہیں۔[1]

---

[1] غوائل الغضب ص۲۲۴

بھابھی کا غصہ اور دیورو یتیم پر ظلم وزیادتی

بہت جگہ ایسا ہوتا ہے کہ گھر کا کوئی بزرگ مر گیا اور بڑی اولاد کے ساتھ چھوٹے بچے بھی چھوڑے۔وہ چھوٹے بچے بڑے بھائیوں کی پرورش میں آجاتے ہیں۔اور بھاوج کا اختیار ہوتا ہے۔چونکہ بچے گھر میں رہتے ہیں۔اس واسطے ان کی نگرانی وغیرہ عورتوں ہی کے ہاتھ میں زیادہ رہتی ہے، بڑا بھائی باہر رہتا ہے۔اور بھاوج صاحب ان سے دل کے کینے نکالتی ہیں۔ ہر بات پر مارنا، برا بھلا کہنا، ہر چیز کو ترسانا، کھانا پیٹ بھر کر نہ دینا، کپڑے کی خبر نہ لینا، اور نوکروں سے زیادہ ذلیل کر کے ان کو رکھنا، یہ ان کا برتاؤ رہتا ہے۔اور اس پر بھی چین نہیں ۔بطور حفظ ماتقدم (یعنی پہلے سے) خاوند سے الٹے شکایت کرتے رہنا، غرض ایسے خلاف انسانیت برتاؤ رکھتی ہیں کہ ان کا بیان کرنا بھی مشکل ہے۔

میں مردوں کو بھی خطاب کرتا ہوں کہ یتیم بچوں کی خود بھی نگرانی رکھو، عورت کے کہنے میں ایسے نہ رہو کہ ہر بات کو سچ جان لو۔جب یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ بھاوج دیوروں کے ساتھ غیریت کا تعلق رکھتی ہے تو اس کی شکایتوں کا کیا اعتبار ۔میں تو کہتا ہوں کہ ایسے موقعوں پر مردوں کو چاہئے کہ عورتوں کو سنا دیں کہ تم سچ بھی کہو گی تو بھی ہم جھوٹ سمجھیں گے۔میں سب مردوں کو نہیں کہتا ہوں بہت سے مرد ایسے بھی ہیں کہ واقعی مرد ہیں اور ایسے موقع پر پوری عقل سے کام لیتے ہیں اور اس ساتھ رہنے کو بھیڑیئے بکری کا ساتھ سمجھتے ہیں جہاں بھیڑیا بکری اکٹھا ہوں گے وہاں بھیڑیئے کی طرف سے بکری کے ساتھ ایذا (تکلیف) رسانی ہی ہوگی کبھی نہیں کہا جا سکتا کہ بھیڑیا بکری کی طرف داری یا اس پر رحم کرے گا۔

عورت کے کہنے سے بھائیوں کو نہ ستاؤ۔کسی نے خوب کہا ہے کہ یتیم بچہ

زندوں میں شمار ہی نہیں ہوتا۔ اپنے ماں باپ کے ساتھ وہ بھی مر گیا۔ پھر مرے ہوئے کو مارنا کیا جوانمردی ہے۔ اگر حد سے زیادہ دلداری کرو گے تب بھی اس کا دل زندہ نہیں ہوسکتا۔ یتیم کی صورت میں مردنی چھائی ہوئی ہوتی ہے۔ دو بچوں کو برابر بیٹھاؤ جن میں سے ایک یتیم ہو اور دوسرا نہ ہو اور ایک چیز دونوں کے سامنے رکھدو اور کہہ دو کہ جو پہلے اٹھالے یہ چیز اسی کی ہے یقین کامل ہے کہ یتیم کا ہاتھ نہیں اٹھے گا۔ وجہ یہی ہے کہ اس کا دل مر چکا ہے۔[۱]

لڑائی جھگڑوں سے حفاظت کی عمدہ تدبیریں

(۱) مردوں کو چاہیئے کہ عورتوں کی باتوں پر اعتماد نہ کیا کریں۔ اور عورتوں کو بھی لازم ہے کہ مردوں سے ایسی باتیں (جن سے غصہ آئے بیان نہ کیا کریں)۔

(۲) جب کسی کی شکایت سنو تو یہ سوچو کہ بیان کرنے والے نے ایک بات میں دس باتیں غلط ملائی ہوں گی۔

اگر ہم نے وہ بات اپنی آنکھ سے دیکھی ہوتی تو اگر تدارک کرتے (اور بدلہ لیتے) تو ایک بدی (برائی) کا بدلہ ایک کرتے۔ اور اب دس بدی کریں گے تو کیا انجام ہوگا۔ یہ تو ایسا ہوا کہ جیسے ہمارا کوئی ایک پیسہ کا نقصان کرے اور ہم اس کے بدلہ میں دس پیسہ کا نقصان کردیں۔ جب یہ مقدمہ حاکم کے پاس جائے گا تو گو زیادتی پہلے اس کی تھی مگر اب ہم ملزم ہو گئے۔

مثلاً کسی کی شکایت سنی کہ اس نے ہماری غیبت کی ہے اور اس سے تم نے یہ بدلہ لیا کہ تم نے بھی غیبت کرلی تو یہ بدلہ ہوگیا۔ اور مان لیا جائے کہ بالکل برابر سرابر

---

[۱] غوائل الغضب ص ۲۲۷

کا بدلہ ہے۔یعنی کمیت میں برابر ہے کہ ایک غیبت اس نے کی ایک تم نے کرلی مگر اس کا کیا اطمینان ہے کہ یہ تمہارا بدلہ کیفیت میں بڑھا ہوا نہیں ہے۔یا آئندہ نہ بڑھ جائے گا۔اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب کسی طرف سے برائی دل میں بیٹھ جاتی ہے تو انسان اس سے صرف زیادتی کے بدلہ ہی پر اکتفا نہیں کرتا۔اور بدلہ لے کر اس کی برائی دل سے نکل نہیں جاتی بلکہ کینہ رہ جاتا ہے یا حسد پیدا ہو جاتا ہے۔اور کینہ اور حسد غیبت سے کیفیت (یعنی درجہ) میں بہت زیادہ برا ہے۔حسد کے بارے میں حدیث شریف میں ہے کہ حسد نیکیوں کو ایسا کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھاتی ہے تو یہ برائی جو تمہارے دل میں اس غیبت کے مقابلہ میں پیدا ہوئی کیفیت میں بدرجہا زیادہ ہے کہ تمہاری اور نیکیوں کو بھی غارت کرے گی۔ یہاں قوت واہمہ سے کام لو،اور نفس کے خلاف سوچو کہ اگر ہم اس ایک غیبت کے بدلہ میں ان برائیوں میں پڑ گئے تو کیسے برے نتیجے ہوں گے یہ خیال کر کے ذرا ڈرو۔[۱]

خانگی فسادات گھریلو جھگڑے سے بچنے کی عمدہ تدبیر

فرمایا خانگی مفسدات (یعنی گھریلو جھگڑوں) سے بچنے کی ایک عمدہ تدبیر یہ ہے کہ چند خاندان (اور کئی عورتیں) ایک گھر میں اکٹھے نہ رہا کریں کیونکہ چند عورتوں کا ایک مکان میں رہنا ہی زیادہ فساد کا سبب ہوتا ہے۔[۲]

اپنوں سے معاملہ نہ کرنے میں عافیت ہے

فرمایا مشہور تو یہ ہے کہ تَعَامَلُوْا کَالاَجَانِبِ وَتَعَاشَرُوْا کَالاِخْوَانِ۔

---

[۱] غوائل الغضب ص ۲۲۴ [۲] ملفوظات اشرفیہ ص ۲۷

یعنی اپنوں سے معاملہ کرو اجنبیوں کی طرح اور معاشرت (برتاؤ) کرو بھائیوں کی طرح لیکن چونکہ آج کل یہ مشکل ہے کہ اخوان (یعنی اپنوں اور بھائیوں) کے ساتھ معاملہ تو ہو مگر اجنبیوں کا سا۔ اس لئے میں نے ترمیم کی ہے یعنی **تعاملو امع الاجانب وتعاشرو امع الاخوان**۔ یعنی معاملہ کرو اجنبیوں کے ساتھ اور معاشرت کرو بھائیوں کے ساتھ یعنی اخوان (اپنوں) کے ساتھ معاملہ بھی نہ کرو۔

اکثر دیکھا گیا ہے کہ اپنوں کے ساتھ معاملہ کرنے میں خرابی ہوتی ہے (تعلقات بگڑتے ہیں۔ ناانصافیاں ہوتی ہیں) اور نقصان بھی اٹھانا پڑتا ہے۔[1]

---

[1] الافاضات الیومیہ

باب ۱۵

عورتیں اور رسوم کی پابندی

فصل (۱)

عورتوں کی حالت بہت زیادہ خراب ہے، یہ اپنی ذہن کی ایسی پکّی ہوتی ہیں کہ دین تو کیا دنیا کی بھی بربادی کا ان کو خیال نہیں رہتا۔ رسموں کے سامنے اور اپنی ضد کے سامنے چاہے کچھ بھی نقصان ہوجائے کچھ پرواہ نہیں کرتیں۔ بعضی عورتیں ایسی دیکھی جاتی ہیں کہ ان کے پاس مال تھا کسی تقریب یا شادی میں لگا کر کوڑی کوڑی کی محتاج ہوگئیں اور ہر وقت مصیبت اٹھاتی ہیں مگر لطف (اور تعجب) یہ ہے کہ اب تک بھی ان رسموں کی برائی ان کو محسوس نہیں ہوئی یوں کہتی ہیں کہ ہم نے فلانے کے ساتھ بھلائی کی۔ اس کی شادی ایسی دھوم دھام سے کردی، ہماری یہ سب رقم خدا کے یہاں جمع ہے، جیسی جمع ہے آنکھ مچتے ہی معلوم ہوجائے گا، جب دنیا کی تکلیفیں جو کہ ان کے سامنے ہیں ان پر اثر نہیں کرتیں حالانکہ وہ بالکل محسوس ہیں تو آخرت کی تکلیفوں کو وہ کب خیال میں لاتی ہیں جو ابھی مخفی ہیں۔[۱]

ایک مرض ان عورتوں میں ہے جو مفسدہ (اور خرابی) میں سب سے بڑھ کر ہے وہ یہ کہ عورتیں رسوم کی سخت پابند ہیں۔ خاوند کے مال کو بڑی بے دردی سے اڑاتی ہیں۔ خاص کر شادی بیاہ کی رسموں میں۔ اور شیخی کے کاموں میں بعض جگہ صرف عورتیں

---

[۱] منازعۃ الھوی ص ۴۳۲

خرچ کی مالک ہوتی ہیں۔ پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مرد رشوت لیتا ہے ،یا مقروض ہوتا ہے۔تو زیادہ تر جو مرد حرام آمدنی میں مشغول ہیں اس کا بڑا سبب عورتوں کی فضول خرچی ہے۔مثلاً کسی گھر میں شادی ہوئی تو یہ فرمائش ہوتی ہے کہ قیمتی جوڑا ہونا چاہئے اب وہ سودوسوروپے میں (اور آج کل کئی ہزار میں) تیار ہوتا ہے مرد نے سمجھا تھا کہ خیر سودوسو ہی میں پاپ کٹا مگر بیوی نے کہا کہ یہ تو شاہانہ جوڑا ہے، چوتھی کا الگ ہونا چاہئے وہ بھی اسی کے قریب لاگت میں تیار ہوا۔پھر فرمائش ہوتی ہے کہ جہیز میں دینے کو بیس پچیس جوڑے اور ہونے چاہئے غرض کپڑے ہی کپڑے میں سیکڑوں (ہزاروں) روپئے لگ جاتے ہیں۔[۱]

جب برادری میں خبر مشہور ہوتی ہے کہ فلاں گھر میں تقریب ہے تو ہر بی بی کو نئے قیمتی جوڑے کی فکر ہوتی ہے،کبھی خاوند سے فرمائش ہوتی ہے کبھی خود بزاز (کپڑا بیچنے والے) کو دروازہ پر بلا کر اس سے ادھار لیا جاتا ہے یا سودی قرض لیکر اس سے خریدا جاتا ہے۔شوہر کو اگر وسعت نہیں ہوتی تب بھی اس کا عذر قبول نہیں ہوتا۔ظاہر ہے یہ جوڑا محض ریا اور تفاخر کے لے بنتا ہے۔اس غرض سے مال خرچ کرنا اسراف ہے۔خاوند پر اس کی وسعت سے زیادہ بلاضرورت فرمائش کرنا اس کو ایذاء پہونچانا ہے اگر خاوند کی نیت ان فرمائشوں سے بگڑ گئی اور حرام آمدنی پر اس کی نظر پہونچی کسی کا حق تلف کیا، رشوت لی اور فرمائشیں پوری کیں اب سب گناہوں کا باعث یہ بی بی بنی۔۔۔ان رسموں کے پورا کرنے میں اکثر مقروض بھی ہوتے ہیں گو باغ ہی فروخت یا گروی ہو جائے اور گو سود دینا پڑے اس میں التزام مالا یلزم (یعنی غیر ضروری کو ضروری سمجھنے کی خرابی) اور نمائش،شہرت اسراف وغیرہ سب خرابیاں موجود ہیں اس لئے یہ بھی ممنوعات میں داخل ہیں۔[۲]

---

[۱] حقوق الزوجین ص ۵۲، ۳۴۶ [۲] اصلاح الرسوم ص ۵۶، ۵۷

رسوم ورواج کی جڑ اور بنیاد عورتیں ہیں

جتنے سامان بیاہ شادی کے ہیں سب کی بناء تفاخر اور نمود (شہرت) پر ہے اور یہ تفاخر گو مرد بھی کرتے ہیں مگر اصل جڑ اس میں عورتیں ہی ہیں یہ اس فن کی امام ہیں اور ایسی مشاق اور تجربہ کار ہیں کہ نہایت آسانی سے تعلیم دے سکتی ہیں۔ جو آدمی جس فن کا ماہر ہوتا ہے اس کو اس فن کے کلیات خوب معلوم ہوتے ہیں۔ یہ ایک کلیہ (قاعدہ) میں سب کچھ سکھا دیتی ہیں۔ جب ان سے پوچھا جائے کہ بیاہ شادی میں کیا کیا کرنا چاہئے تو ایک ذرا سا کلمہ چٹکلہ سا سمجھا دیتی ہیں کہ زیادہ نہیں اپنی شان کے موافق تو کرلو، یہ کلمہ نہیں بلکہ کاہیا ہے اور کاہیا بھی ایسی ہے کہ ہاتھی بھی اس میں سما جائے۔ یہ تو اتنا سا جملہ کہہ کے الگ ہو گئیں کرنے والوں نے جب اس کی شرح پوچھی تو وہ اتنی طویل ہوئی کہ ہزاروں جزئیات اس میں سے نکل آئیں جن سے دنیا کی بھی بربادی ہوئی اور آخرت کا بھی کوئی گناہ نہیں بچا۔ انہوں نے تو صرف ایک لفظ یہ کہہ دیا تھا کہ اپنی شان کے موافق کرلو، جسے مردوں نے شرح کرا کرا اتنا بڑھا لیا کہ ریاستیں کی ریاستیں غارت ہو گئیں ہزاروں گناہ کبیرہ سرزد ہو گئے۔[1]

عورتوں کے جمع ہونے کے مفاسد اور خرابیاں

مستورات (عورتوں) کے جمع ہونے میں بہت سی خرابیاں اور گناہ ہیں جو عقل مند دین دار کو مشاہدہ اور غور کرنے سے بے تکلف معلوم ہو سکتے ہیں اس لئے میری رائے یہ ہے کہ ام المفاسد (تمام برائیوں کی جڑ) یہ عورتوں کا جمع ہونا ہے، اس کا انسداد (بندوبست) سب سے زیادہ ضروری ہے۔[2]

میں رائے دیتا ہوں کہ عورتوں کو آپس میں ملنے نہ دیا کرو، خربوزہ سے دوسرا

---

[1] التبلیغ ص ۹۷، ۹۸ ج ۴ [2] اشرف المعمولات ص ۱۴، ۳۳

خربوزہ رنگ بدلتا ہے۔

میری رائے بلاشک وشبہ قطعی طور سے یہ ہے کہ ان عورتوں کو ایک جگہ جمع ہی نہ ہونے دیں۔اور اگر کسی ایسی ضرورت کے لئے جمع ہوں جس کو شارع نے بھی ضرورت قرار دیا ہو تو مضائقہ نہیں۔مگر اس میں بھی خاوندوں کو چاہئے کہ عورتوں کو اس پر مجبور کریں کہ کپڑے بدل کرمت جاؤ جس طرح اور جس حالت میں باورچی خانہ میں بیٹھی ہو چلی جاؤ۔[1]

تقریبات میں عورتیں چند موقعوں پر جمع ہوتی ہیں اس اجتماع میں جو جو خرابیاں ہیں ان کا شمار نہیں مثال کے طور پر بعض کا بیان ہوتا ہے۔[2]

بیاہ شادیوں میں عورتوں کے مفاسد کی تفصیل

(۱) شیخی عورتوں کی گویا فطرت وعادت میں داخل ہے اٹھنے بیٹھنے میں بولنے میں چلنے میں کہیں جائیں گی۔تو بے دھڑک اتر کر گھر میں داخل ہوگئیں۔یہ احتمال ہی نہیں کہ شاید گھر میں کوئی نامحرم مرد پہلے سے ہو۔اور بارہا ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ ایسے موقع پر نامحرم کا سامنا ہوجاتا ہے مگر عورتوں کو تمیز ہی نہیں کہ پہلے گھر میں تحقیق کرلیا کریں۔

(۲) اب گھر میں پہونچیں حاضرین کو سلام کیا۔بعضوں نے زبان کو تکلیف ہی نہیں دی فقط ماتھے پر ہاتھ رکھ دیا، بس سلام ہوگیا،جس کی ممانعت حدیث میں آئی ہے۔بعضوں نے لفظ سلام کہا تو صرف لفظ سلام، یہ بھی سنت کے خلاف ہے ’’السلام علیکم‘‘ کہنا چاہئے ۔اب جواب ملاحظہ فرمایئے ’’جیتی رہو‘‘ ’’ٹھنڈی رہو، سہاگن رہو، بھائی جیئے‘‘۔ بچہ جیئے غرض کنبہ بھر کی فہرست شمار کرنا آسان اور ’’وعلیکم السلام‘‘ کہنا مشکل جو سب کو جامع ہے۔

---

[1] اصلاح الرسوم ۶۸ [2] اصلاح الرسوم ص ۷۷

(۳) وہاں پہونچ کر ایسی جگہ بیٹھیں گی کہ سب کی نظر ان پر پڑے، ہاتھ کان ضرور دکھلائیں گی۔ ہاتھ کسی چیز میں گھرا ہوا ہو تب بھی کسی بہانہ سے نکالیں گی اور کان گوڈھکے ہوئے ہوں مگر گرمی کے بہانہ سے یا کسی ضرورت کے بہانہ سے کھول کر ضرور دکھلائیں گی کہ ہمارے پاس اتنا زیور ہے۔ اگر کسی کی نظر نہ بھی پڑے تو کھجلی اٹھا کر کان تو دکھا ہی دیں گی۔ جس سے اندازہ کیا جائے کہ جب اتنا زیور ان کے کانوں میں ہے تو گھر میں نہ معلوم کتنا ہوگا۔

(۴) اب مجلس جمی تو شغل اعظم یہ ہوا کہ گپیں شروع ہوئیں، بیٹھتے ہی سوائے غیبت کے کوئی اور دوسرا مشغلہ ہی نہیں جو سخت ممنوع اور قطعی حرام ہے ان عورتوں کو شیخی کے دو موقع ملتے ہیں ایک خوشی کا ایک غمی کا انہی دو موقعوں میں اجتماع ہوتا ہے۔

(۵) باتوں کے درمیان ہر بی بی اس کی کوشش میں ہے کہ میری پوشاک اور زیور پر سب کی نظر پڑ جانا چاہئے ہاتھ سے پاؤں سے زبان سے غرض تمام بدن سے اس کا اظہار ہوتا ہے جو صریح ریا ہے اور جس کا حرام ہونا سب کو معلوم ہے۔

(۶) اور جس طرح ہر بی بی دوسروں کو اپنا (زیور) دکھاتی ہے اسی طرح دوسروں کی مجموعی حالت دیکھنے کی بھی کوشش کرتی ہے۔ چنانچہ اگر کسی کو اپنے سے کم پایا تو اس کو حقیر اور ذلیل سمجھا۔ اور اپنے کو بڑا۔ یہ صریح تکبر اور گناہ ہے۔ اور اگر دوسری کو اپنے سے بڑھا ہوا پایا تو حسد اور ناشکری اور حرص اختیار کی، یہ تینوں گناہ ہیں۔

(۷) کھانے کے وقت جس قدر طوفان مچتا ہے کہ (اللہ کی پناہ) ایک ایک عورت چار چار طفیلیوں کو ساتھ لاتی ہیں اور ان کو خوب بھر بھر دیتی ہیں اور گھر والے کے مال یا آبرو (عزت) جانے کی کچھ پرواہ نہیں کرتیں۔

(۸) اکثر اس طوفان اور بیہودہ مشغولی میں نمازیں اڑ جاتی ہیں ورنہ وقت تو ضرور تنگ ہو جاتا ہے۔

(۹) اگر تقریب (یعنی شادی) والے گھر کے مرد بے احتیاطی اور جلدی میں بالکل دروازہ میں گھر کے روبرو کھڑے ہو جاتے ہیں (بلکہ گھر کے اندر گھس جاتے ہیں) اور بہتوں پر نگاہ پڑتی ہے ان کو دیکھ کر کسی نے منہ پھیر لیا، کوئی آڑ میں آ گئی۔ کسی نے سر نیچا کر لیا بس پردہ ہو گیا۔

(۱۰) فراغت کے بعد جب گھر جانے کو ہوتی ہیں تو یا جوج ماجوج کی طرح وہ تموّج ہوتا ہے (اور ایسی بھیڑ اور ریل پیل ہوتی ہے) کہ ایک پر دوسری اور دوسری پر تیسری غرض دروازہ پر سب لپٹ جاتی ہیں کہ پہلے میں سوار ہوں۔

(۱۱) پھر کسی کی کوئی چیز گم ہو گئی تو بلا دلیل کسی کو تہمت لگانا۔ اس پر تشدد کرنا اکثر شادیوں میں پیش آتا ہے۔[۱]

لباس، زیور اور زینت کا مفسدہ

(۱) غضب یہ کہ ایک شادی کے لئے ایک جوڑا بنا وہ دوسری شادی کے لئے کافی نہیں، اس کے لئے پھر دوسرا جوڑا چاہئے۔ یہ تو پوشاک کی تیاری تھی اب زیور کی فکر ہوئی، اگر اپنے پاس نہیں ہوتا تو مانگ کر پہنا جاتا ہے اور اس کے عاریت (یعنی مانگا ہوا) ہونے کو پوشیدہ رکھا جاتا ہے۔ اس کو اپنی ہی ملکیت ظاہر کیا جاتا ہے۔ یہ ایک قسم کا جھوٹ ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص بہ تکلف اپنی آسودگی (خوشحالی) ظاہر کرے ایسی چیز سے جو اس کی نہیں ہے اس کی ایسی مثال ہے جیسے کسی نے دو کپڑے

---

[۱] اصلاح الرسوم ص ۶۰

جھوٹ اور فریب کے پہن لئے، یعنی سر سے پاؤں تک جھوٹ ہی جھوٹ لپیٹ لیا،

پھر اکثر ایسا زیور پہنا جاتا ہے جس کی جھنکار دور تک جائے تاکہ محفل میں جاتے ہی سب کی نگاہیں انہیں کے نظارہ میں مشغول ہو جائیں۔ بجتا زیور پہننا خود ممنوع ہے حدیث میں ہے کہ ہر باجے کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے۔

(۲) بعض عورتیں ایسی بے احتیاط ہوتی ہیں کہ ڈولی (سواری) سے پلہ لٹک رہا ہے یا کسی طرف سے پردہ کھل رہا ہے یا عطر و پھلیل اس قدر ملا ہے کہ راستہ میں خوشبو مہکتی جاتی ہے۔ یہ نامحرموں کے روبرو زینت ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ جو عورت گھر سے عطر لگا کر نکلے یعنی اس طرح کہ دوسروں کو بھی خوشبو پہونچے تو وہ ایسی ویسی ہے (یعنی بدکار اور زانیہ ہے) [۱]

عورتوں کی زبردست غلطی

یہ عجیب بات ہے کہ گھر میں تو بھنگنوں اور ماماؤں کی طرح رہیں اور ڈولی (رکشہ) آتے ہی بن سنور کر بیگم صاحبہ بن جائیں، کوئی ان سے پوچھے کہ اچھے کپڑے پہننے کی غرض کیا صرف غیروں کو دکھانا ہے؟ تعجب ہے کہ جس کے واسطے یہ کپڑے بنے اور جس کے دام لگے اس کے سامنے کبھی نہ پہنا جائے اور غیروں کے سامنے پہنا جائے، حیرت ہے کہ خاوند سے کبھی سیدھے منہ بات نہ بولیں کبھی اچھا کپڑا اس کے سامنے نہ پہنیں اور دوسروں کے گھروں میں جائیں تو شیریں زبان بن جائیں اور کپڑے بھی ایک سے ایک بڑھے چڑھے پہن کر جائیں، کام آئیں غیروں کے اور دام لگیں خاوند کے یہ کیا انصاف ہے۔ اس تصنع کی یہاں تک نوبت پہونچی۔[۲]

---

[۱] اصلاح الرسوم ص ۵۹ [۲] التبلیغ دواء العیوب ص ۹۱

ارشادِ نبوی اور ضروری مسئلہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص کوئی کپڑا دکھاوے کی غرض سے پہنے گا اس کو خدا تعالیٰ قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائیں گے، کیا عورتوں کے ان معمولی افعال کو دیکھ کر کوئی کہہ سکتا ہے کہ رسوم میں ان کی نیت درست ہے؟ عورتوں کو اس طرف توجہ بھی نہیں ہوتی کہ نیت درست او رنادرست (صحیح غلط) کیسی ہوتی ہے۔

اور یہاں کوئی یہ شبہ نہ کرے کہ جب کوئی کپڑا بناتا ہے تو دو چار کپڑوں میں سے اچھا ہی چھانٹ کر لیتا ہے تو یہ سب ترفّع (تکبر) یا دکھلاوا کہاں ہوا؟

اس کا گر یاد رکھو کہ اپنا جی خوش کرنے کو کپڑا پہنا جائے تو مباح ہے اور دوسرے کی نظر میں بڑا ہونے کے لئے پہنا جائے تو ناجائز ہے۔[۱]

عورتیں بھی سن لیں اگر کپڑے بالکل ہی میلے ہوں تو خیر بدل لو وہ بھی سادے ورنہ ہرگز نہ بدلو۔ سیدھے سادے کپڑوں میں مل آیا کرو ملنے سے جو غرض ہے وہ اس صورت میں بھی حاصل ہوگی اور اخلاق کی درستگی بھی ہوگی۔

اور اگر یہ خیال ہو کہ اس میں ہماری حقارت ہوگی تو ایک تو جواب اس کا یہ ہے کہ نفس کی حقارت تو ہونی ہی چاہئے۔

دوسرا جواب تسلی بخش یہ ہے کہ جب ایک بستی کی بستی میں اس کا رواج ہو جائے گا، سیدھی سادی طرح سے مل لیا کریں گی تو انگشت نمائی اور تحقیر بھی نہ رہے گی۔ اور اگر غریب عورت (مثلاً) مزدور کی بیوی بن ٹھن کر جاتی ہے مگر جن عورتوں کو اس کے گھر کی حالت معلوم ہے وہ تو یہی کہیں گی کہ نگوڑی مانگے کا کپڑا اور زیور پہن کر آئی ہے، اس پر اتراتی ہے۔[۲]

---

[۱] حقوق الزوجین ص ۴۴۶ [۲] التبلیغ ص ۹۳ ج ۴

کوئی صاحب یہ شبہہ نہ کریں کہ میں اچھے لباس کو منع کرتا ہوں میں خود اچھے لباس کو منع نہیں کرتا بلکہ اس مفسدہ (شرعی خرابی اور گناہ) سے بچاتا ہوں جو اس کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ وہ ریا اور عُجب ہے (یعنی دکھلاوا اور اپنے کو اچھا اور بڑا سمجھنا) جو ان سے بچ سکے وہ پہنے۔

کپڑے کے اچھے ہونے کے دو مرتبے ہیں ایک یہ کہ برا نہ ہو جس سے اپنا دل خوش ہو اور دوسروں کے سامنے ذلیل نہ ہونا پڑے۔ اس کا کچھ حرج نہیں۔ اور ایک یہ کہ دوسروں سے بڑھا چڑھا ہو کہ اس کی طرف نظریں اٹھیں یعنی دوسرے کی نظر میں بڑا ہونے کے لئے پہنا جائے۔ یہ برا اور ناجائز ہے۔[1]

رسوم کی پابندی میں بوڑھی عورتوں کی کوتاہی

بعض عورتوں نے مجھ سے مرید ہونا چاہا تو میں نے ان سے شرط لگادی کہ رسمیں چھوڑنا پڑیں گی۔ کہنے لگیں کہ میرے کچھ ہے ہی نہیں نہ بال نہ بچہ میں کیا رسمیں کروں گی۔ میں نے کہا کروگی تو نہیں لیکن صلاح (مشورہ تو ضرور) دوگی۔

یہ پرانی بڑھیا (رسموں کے معاملہ میں گویا) شیطان کی خالہ ہوتی ہیں، خود اگر نہ کریں تو دوسروں کو بتلاتی ہیں۔ چنانچہ دیکھتا ہوں کہ جن عورتوں کے اولاد نہیں وہ خود تو کچھ نہیں کرتیں لیکن دوسروں کو تعلیم دیتی ہیں۔ کوئی پوچھے تو کہ اس کو کیا شیامت سوار ہوئی ہے، اس کو تو یہ مناسب تھا کہ تسبیح لے کر مصلّے پر بیٹھ جاتی، کچھ فکر تو ہے نہیں، اللہ تعالیٰ نے سب فکروں سے خالی رکھا تھا (کاش) وقت کی قدر جانتیں، مگر یہ ہرگز نہ ہوگا بس یہ مشغلہ ہوگا کہ کسی کی غیبت کر رہی ہیں کسی کو رائے دے رہی ہیں گویا یہ بڑی بنتی ہیں۔ بات بات میں دخل دیتی ہیں۔

---

[1] حقوق الزوجین ص ۴۴۵

یادرکھو! زیادہ بولنے سے کچھ عزت نہیں ہوتی عزت اسی عورت کی ہوتی ہے جو خاموش رہے، اگر خاموش ہوکر ایک جگہ بیٹھ کر اللہ کا نام لے(تسبیح پڑھے)تو اس کی تو بڑی قدر اور وقعت ہوتی ہے۔مگر باتیں کرنے کی جن کو عادت ہوجاتی ہے یہ کیسے چھوٹ سکتی ہے، خواہ ذلت خواری ہو کوئی ان کی بات بھی کان لگا کر نہ سنے لیکن ان کو اپنی ہانکنے سے کام، عورتیں اس کو سن کر کہا کرتی ہیں کہ بیٹھ تو جائیں لیکن کوئی چین تو لینے دے، میں کہتا ہوں کہ تم اپنے منہ کو جب گوند لگا کر بیٹھو گی (یعنی بالکل خاموش رہوگی) تو کیا کسی کا سر پھرا ہے(کوئی پاگل ہے) جو تم سے مزاحمت (مقابلہ) کرے۔زیادہ فساد اور گناہ بولنے ہی سے سے ہوتے ہیں۔

واقعی زیادہ گناہ ہم لوگوں سے اس زبان ہی کی بدولت ہوتے ہیں۔اس مضمون کو مرد اور عورتیں سب یاد رکھیں۔لیکن آج کل مشکل یہ ہے کہ آنسو بہالیں گے۔آہیں بھرلیں گے اور سن کر کہیں گے کہ بس جی ہمارا کیا ٹھکانہ ہے۔

صاحبو! ان باتوں سے کام نہیں چلتا کام تو کرنے ہی سے ہوتا ہے۔پس کام کرو اور باتیں نہ بھگارو۔[1]

---

[1] وعظ الدنیا ملحقہ دنیا وآخرت ص۱۰۲

فصل

(۲)

رسوم ورواج کے ختم کرنے کی طریقے

(۱) ان رسوم کے ختم کرنے دوطریقے ہیں ایک تو یہ کہ سب برادری متفق ہوکر یہ سب بکھیڑے موقوف کردیں، دیکھا دیکھی اور لوگ بھی ایسی ہی کریں گے۔اسی طرح چندروز میں یہ طریقہ عام ہوجائے گا اور کرکا ثواب اس شخص کو ملے گا۔اورمرنے کے بعد بھی وہ ثواب لکھاجایا کرے گا۔[۱]

(۲) دیندار کو چاہیئے کہ نہ خودان رسموں کو کرے اور جس تقریب میں یہ رسمیں ہوں ہرگز وہاں شریک نہ ہوں۔ صاف انکار کردے۔ برادری کنبہ کی رضامندی اللہ تعالیٰ کی ناراضی کے روبرو کچھ کام نہ آئے گی۔

(۳) اس بات کا التزام کرلو کہ بلا پوچھے اور بے سمجھے محض اپنے نفس کے کہنے سے کوئی کام نہ کروتا کہ کمال ایمان میسر ہو۔اسی کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں **لَایُوْمِنُ اَحدکم حتی یکون ھواہ تبعالما جئت بہٖ** (تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہش ان احکام کے تابع نہ ہوجائے جن کو میں لایا ہوں)۔

(بعض لوگ) کہتے ہیں کہ ہم تو دنیادار ہیں ہم سے کہیں شریعت نبھ سکتی ہے؟ کیوں صاحبو! جس وقت جنت سامنے کی جائے گی اس وقت تم یہ کہہ دوگے کہ ہم تو دنیادار ہیں۔ہم کیسے اس میں جائیں؟ شریعت کو ایسی ہولناک چیز فرض کرلیا ہے کہ جو دنیاداروں کے بس کی نہیں۔(حالانکہ) شریعت میں بہت وسعت ہے۔[۲]

---

[۱] اصلاح الرسوم ص ۸۹ [۲] حقوق الزوجین ص ۴۷۶

رسوم ورواج کے ختم کرنے کا شرعی طریقہ

رسوم ورواج میں عمل کی تبدیلی بھی ضروری ہے (کیونکہ) سینہ سے حرج (یعنی تنگی اور لزوم) نکلتا نہیں مگر عمل کو ایک مدت تک بدل دینے سے ۔اسی لئے اخراج حرج (یعنی دل سے اس کی برائی ختم کرنے کے لئے)ایسا (مجاہدہ) کرنے سے ضرور عنداللہ ماجور ہوگا۔اس کی نظیر حدیث شریف موجود ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ بعض روغنی برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمادیا تھا، پھر فرماتے ہیں **كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الدُّبَاءِ وَالْحَنتَمِ فَانْبِذُوْ فِيْهَا فَاِنَّ الظَّرْفَ لَا يُحِلُّ شَيْئًا وَلَا يُحَرِّمُ** ،یعنی پہلے میں نے روغنی برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع کردیا تھا اب اس میں نبیذ بنایا کرو، اور علت ارشاد بیان فرماتے ہیں کہ برتن نہ کسی چیز کو حرام کرتا ہے اور نہ حلال کرتا ہے پھر اس کے باوجود منع فرمادیا تھا وجہ صرف یہ تھی کہ لوگ شراب کے عادی ہیں تھوڑے سے نشہ کو محسوس نہ کرسکیں گے اور ان برتنوں میں پہلے شراب بنائی جاتی تھی، اس لئے خمر (یعنی شراب سے پورا اجتناب نہ کرسکیں گے اور گنہگار ہوں گے پس پورے اجتناب (بچنے) کا طریقہ یہی ہے کہ ان برتنوں میں نبیذ بنانے سے مطلقاً روک دیا جائے جب طبیعتیں شراب سے بالکل متنفر ہوجائیں اور ذرا سے نشہ کو پہچاننے لگیں تو پھر اجازت دیدی جائے۔

اسی طرح ان رسموں کی حالت ہے کہ ظاہری اباحت کو دیکھ کر لوگ اس کو اختیار کرتے ہیں اور ان منکرات کو نہیں پہچانتے جو ان کے ضمن میں پائے جاتے ہیں تو اس کے لئے اصلاح کا کوئی طریقہ نہیں ہوسکتا سوائے اس کے کہ چند روز تک اصل عمل ہی کو ترک کردیں، اور یہ بات کہ اصل عمل باقی رہے اور منکرات عام

طور سے دور ہو جائیں سو ہمارے امکان سے تو باہر ہے، جب رسول اللہ ﷺ ہی نے یہ طریقہ اختیار فرمایا تھا تو ہم کیا ہیں کہ اس کے سوا تدبیریں اختیار کرتے پھریں۔ جب ایک تدبیر عقلاً بھی مفید معلوم ہوتی ہے اور نقلاً بھی ثابت ہو چکی تو ضرورت ہی کیا ہے کہ اس سے عدول کیا جائے (یعنی چھوڑا جائے)۔[۱]

رسوم کی مخالفت کرنے والا ولی اور خدا کا مقبول بندہ ہے

بعض لوگ طعن و تشنیع کے خوف سے رسوم پر عمل کر لیتے ہیں مگر جس شخص میں احکام کی تعمیل کا مادہ ہوگا وہ رسوم کے ترک کرنے میں کسی کے طعن و تشنیع کا کبھی خیال نہ کرے گا۔ اور گو باہمت مسلمان سے یہ کچھ بعید نہیں لیکن آج کل مخالفت عامہ کی وجہ سے ایسا شخص قابل تعریف ہے۔ ایسا شخص آج کل ولی اور خدا کا مقبول بندہ ہے۔[۲]

رسوم کی پابندی کرنے والے لعنت کے مستحق ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا چھ شخصوں پر میں اور حق تعالیٰ اور فرشتے لعنت کرتے ہیں۔ منجملہ ان کے ایک وہ شخص ہے جو رسم جاہلیت کو تازہ کرے۔

(ایک حدیث میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے زیادہ بغض اللہ تعالیٰ کو تین شخصوں کے ساتھ ہے ان میں سے ایک یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اسلام میں آ کر جاہلیت کا کام برتنا چاہے، مضامین مذکورہ کی بہت سی احادیث موجود ہیں۔

---

[۱] تطہیر رمضان ص ۳۷ [۲] العاقلات الغافلات ص ۳۴۷

اس بارہ میں تم لوگ شریعت کا مقابلہ کررہے ہو خدا کے لئے ان کفار کی رسوم کو چھوڑ دو۔[۱]

تمام مسلمانوں کی ذمہ داری

ہر مسلمان مرد عورت پر لازم ہے کہ ان سب بیہودہ رسموں کے مٹانے پر ہمت باندھے، اور دل وجان سے کوشش کرے کہ ایک رسم بھی باقی نہ رہے اور جس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں سادگی سے سیدھے سادھے طور پر کام ہوا کرتے تھے اس کے موافق اب پھر ہونے لگیں، جو مرد اور جو عورتیں یہ کوشش کریں گے ان کو بڑا ثواب ملے گا۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ سنت کا طریقہ مٹ جانے کے بعد جو کوئی (اس سنت کے طریقہ کو) زندہ کردیتا ہے اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔[۲]

عورتوں سے درخواست
عورتیں چاہیں تو سارے رسوم رواج ختم ہوجائیں

میں عورتوں سے درخواست کرتا ہوں کہ ان کو چاہئے کہ مردوں کو (رسوم) سے روکیں ان کا روکنا بہت مؤثر ہے ایک تو اس وجہ سے کہ ان قصوں (یعنی رسوم ورواج) کی اصل بانی وہی ہیں جب یہ خود رکیں گی اور مردوں کو روکیں گی تو کوئی بھی قصہ نہ ہوگا۔

اس کے علاوہ ان کا لب ولہجہ اور ان کا کلام بے حد مؤثر ہوتا ہے ان کا کہنا دل میں گھس جاتا ہے۔ اس لئے اگر یہ چاہیں تو بہت جلد روک سکتی ہیں۔[۳]

---

[۱] اصلاح الرسوم ص ۸۶، عضل الجاہلیہ ص ۳۸۱ [۲] بہشتی زیور ص ۳۲۸ ج ۶ [۳] التبلیغ دواء العیوب ص ۹۹

باب ۱۶

عورتوں کی بعض کوتاہیاں اور ضروری اصلاحات

(۱) اب بعض اعمال عورتوں کے متعلق عرض کرتا ہوں (جن میں عورتیں بہت کوتاہی کرتی ہیں) ایک تو یہ کہ عورتوں میں نماز کی پابندی نہیں۔ اور اگر اس کو چھوڑنا ہے تو کھانا بھی چھوڑ دو۔ مگر حالت یہ ہے کہ نماز تو پانچ وقت کی قضا ہو جائے تو اس کی ذرا پرواہ نہیں مگر کھانا ایک وقت کا بھی ناغہ نہ ہو۔

(۲) عورتوں میں ایک مرض یہ ہے کہ زکوٰۃ کی عادت نہیں۔ زیور کو عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ یہ تو استعمال کرنے کی چیز ہے اس میں زکوٰہ کیوں ہوگی۔ خوب سمجھ لو کہ ہمارے امام صاحب کے نزدیک زیور میں بھی زکوٰۃ واجب ہے۔

(۳) اور ایک کوتاہی یہ کہ عورتیں حج بھی نہیں کرتیں۔ ان کو حج کا بھی اہتمام کرنا چاہئے اور آج کل تو حج کے ذرائع بھی بہت آسان ہو گئے ہیں، حج نہ کرنے پر سخت وعید آئی ہے۔

(۴) ایک خاص مرض عورتوں میں یہ ہے کہ خاوند کی نافرنی کرتی ہیں گو بعض مرد بھی ظلم کرتے ہیں مگر بعض عورتیں ایسی ہیں کہ خاطر مدارات کے باوجود بھی شوہروں کو تنگ کرتی ہیں۔

ہندوستان کی عورتوں کی خدمت کا انکار نہیں مگر اس کا حاصل تو یہ ہے کہ جسم

کو راحت پہونچاتی ہیں اور روح کو تکلیف دیتی ہیں۔ ان کی زبان ایسی ہے کہ جو جی میں آیا کہہ دیا۔ کچھ روک ہی نہیں اس سے شوہر کی روح کو تکلیف ہوتی ہیں۔

اس کی اصلاح کا آسان طریقہ یہ ہے کہ زبان کو بند رکھیں۔ اس میں شروع شروع میں بیشک دشواری ہوگی مگر عادت ہوکر اس مرض سے نجات ہو جائے گی۔ اصل علاج تو یہ ہے نہ کہ وہ جو بعض عورتیں نمک پڑھواتی ہیں تا کہ خاوند تابع ہو جائے۔

(۵) ایک کوتاہی یہ کہ عورتوں کو پردہ کا لحاظ نہیں ہوتا اکثر گھروں میں دور دور کے رشتہ داروں کے سامنے آئیں گی۔ اور پھر تعریف کی بات یہ کہ یہی عورتیں اپنے کو پردہ دار اور باہر پھرنے والی عورتوں کو بے پردہ کہتی ہیں حالانکہ پردہ داروہ عورت ہے کہ جس جس سے شریعت میں پردہ ہے ان سے پردہ کرے۔

پردہ کے ساتھ قرآن کی یہ بھی تعلیم ہے کہ مرد کے ساتھ نرم لہجہ سے گفتگو بھی مت کرو، اس طرح آواز کا بھی پردہ ہے۔[۱]

(۶) عورتوں کو اس بات کا لحاظ رکھنا چاہئے کہ کپڑا (بھی) شریعت کے موافق ہو، بڑا چھوٹا نہ ہو، اس میں بدن نہ جھلکتا ہو۔

(۷) آج کل بہت سی جگہ عورتوں کو فیشن کا بہت اہتمام ہوگیا ہے۔ دوسری قوموں کی وضع بناتی ہیں۔ سایہ (ساڑی، جینس وغیرہ مردانہ) پہننے لگی ہیں۔ بعضی عورتیں (مردانہ) کھڑے جوتے پہنتی ہیں۔ حدیث میں اس پر لعنت آئی ہے کہ عورتیں مرد کی وضع اختیار کریں۔

(۸) بعض عورتیں گھر کا کام نہیں کرتیں اور گھر کی نگرانی نہیں کرتیں۔ حدیث میں ہے کہ عورتیں گھر میں حاکم (ذمہ دار) ہیں گھر کے انتظام کے

---

[۱] العاقلات ملحقہ الزوجین ص ۳۴۳

متعلق ان سے پوچھا جائے گا۔ نگرانی نہ کرنے سے گھر میں چوری ہوتی ہے اس کا بہت خیال رکھنا چاہئے ،اور گھر کا کام کرنا چاہئے۔ دوسروں پر نہ چھوڑنا چاہئے۔[۱]

(۹) ایک مرض عورتوں میں اور بھی ہے جو فساد میں سب سے بڑھ کر ہے وہ یہ کہ عورتیں رسوم رواج کی سخت پابند ہوتی ہیں اور تعجب یہ ہے کہ اکثر مرد بھی ان کے تابع ہو جاتے ہیں۔[۲]

چند اور کوتاہیاں

(۱) عورتوں کی معاشرت بالکل خراب ہے۔ اکثر عورتوں میں پردہ بہت ہی کم ہے۔ اور سر تو ان کا ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔ خصوصاً آدھا سر تو گویا ڈھانپنا ضروری ہی نہیں۔

(۲) اکثر عورتیں زیور ایسا پہنتی ہیں جس میں آواز پیدا ہوتی ہے۔ یاد رکھو! ایسا زیور پہننا جائز نہیں۔ ہاں آپس میں لگ کر بجے اور قدم بھی آہستہ سے رکھا جائے کہ اس میں زیادہ آواز پیدا نہ ہو تو جائز ہے۔

(۳) عورتوں میں ایک مرض یہ ہے کہ اپنے گھر میں تو بالکل میلی کچیلی خراب حالت میں رہیں گی اور جب برادری میں جائیں گی تو خوب بن سنور کر بلکہ پڑوسن تک کا زیور مانگ کرلے جائیں گی اور بجتا ہوا زیور ضرور پہنیں گی۔ اور لباس ایسا پہنیں گی کہ اس میں ذرا بھی پردہ نہیں ہوتا اور سارا بدن جھلکتا ہے۔[۳]

عورتیں اگر یہ طریقہ اختیار کریں کہ کپڑے میلے ہوں تو بدل لیا کریں ورنہ ہرگز نہ بدلیں بلکہ جہاں جانا ہو ویسے ہی ہو آیا کریں تو بہت فتنوں سے نجات

---

[۱] [۲] العاقلات الغافلات ملحقہ الزوجین ص ۳۴۶ [۳] دعوات عبدیت ص ۴۷ ج ۸

ہو جائے۔اس کو معمولی بات نہ سمجھیں یہ منجملہ ضروریات دین کے ہے۔کیونکہ بناؤ سنگار کر کے جانے کا سبب محض تکبر ہے، ہر شخص چاہتا ہے کہ میں بڑا ہوں۔اس عادت کو بدلئے کیونکہ بڑا بننے کی عادت بہت بری ہے۔حدیث میں ہے کہ جس شخص کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہو گا وہ جنت میں نہ جائے گا۔[۱]

اور ایک جزء معاشرت کا یہ ہے کہ عورتیں سلام (نہیں کرتیں اور جو کرتی ہیں وہ) بالکل شریعت کے خلاف کرتی ہیں۔بعض عورتیں تو صرف ''سام'' کہتی ہیں۔اس قدر تخفیف کی کہ چار حرف بھی زبان سے نہ نکلیں۔اور جواب دینے والی سارے خاندان کی فہرست گنوادے گی کہ بھائی جیتا رہے اور بیٹا زندہ رہے۔اور شوہر خوش رہے لیکن ایک لفظ وعلیکم السلام نہ کہا جائے گا۔[۲]

عورتوں کے ذریعہ فتنہ وفساد ہونے کے چند اسباب

(۱) پردہ میں کچھ (بے احتیاطی و) بے پردگی ہوتی ہے تب ہی (عورتوں کے ذریعہ سے) فتنہ ہوتا ہے۔ورنہ فتنہ کی کوئی وجہ نہیں۔[۳]

(۲) چند عورتوں کا ایک مکان میں رہنا ہی زیادہ فساد کا سبب ہوتا ہے خانگی (گھریلو جھگڑے) فسادات سے بچنے کی عمدہ تدبیر یہ ہے کہ چند خاندان بھی (یعنی کئی فیملیاں) ایک گھر میں اکٹھے نہ رہا کریں۔[۴]

خصوصاً چولہا (یعنی کھانا پینا) تو ضرور ہی علیحدہ ہونا چاہئے، زیادہ تر آگ اسی چولہے ہی سے بھڑکتی ہے۔آج کل کی طبیعتوں کا مقتضیٰ تو یہ ہے کہ اگر عورت ساتھ رہنے پر راضی بھی ہو اور علیحدہ رہنے میں سب رشتہ دار نا خوش ہوں تب بھی

---

[۱] ملفوظات اشرفیہ ص ۲۸۶ [۲] تفصیل التوبہ ص ۲۷۴ ج [۳] ۳۸ تفصیل التوبہ [۴] ملفوظات اشرفیہ ص ۲۷

مصلحت یہی ہے کہ جدا ہی رکھے اس میں ہزاروں مفاسد کا بندوبست ہے۔ گو چند روز کے لئے رشتہ داروں کا ناک منھ چڑھے گا مگر جب اس کی مصلحتیں دیکھیں گے سب خوش ہو جائیں گے۔[۱]

(۳) میاں بیوی کا فساد سب فسادوں کی مرغی ہے یعنی سیکڑوں فساد کو پیدا کرتی ہے۔[۲]

چند بدعملیاں اور بری عادتیں جن میں اکثر عورتیں مبتلا ہوتی ہیں

فرمایا عورتوں کے اکثر عیوب یہ ہوتے ہیں۔

(۱) ان نمازوں کی قضاء نہیں کرتیں جو ہر مہینہ میں ان سے غسل کی تاخیر کی وجہ سے چھوٹ جاتی ہیں۔

(۲) روزہ کے حقوق ادا نہیں کرتیں (یعنی) فضول اور گناہ کی باتوں میں روزہ کو برباد کر دیتی ہیں۔

(۳) اسی طرح زکوٰۃ و حج اور قربانی کے سلسلہ میں بہت کوتاہی کرتی ہیں۔

(۴) پردہ میں احتیاط کم کرتی ہیں۔ جن عزیزوں (رشتہ داروں) سے شرعاً پردہ ہے ان کے سامنے آتی ہیں۔ نیز کافر عورتوں سے جیسے بھنگن، چمارن وغیرہ سے بدن چھپانے کا اہتمام نہیں کرتیں چنانچہ سر اور سر کے بال اور بازو اور کلائی اور پنڈلی وغیرہ ان کے سامنے کھولے رہتی ہیں۔

(۵) عورتوں میں ذکر اللہ کا رواج بہت کم ہے نمازوں کے ساتھ کچھ

---

[۱] اصلاح انقلاب ص ۱۸۷ ج ۳ [۲] ملفوظات اشرفیہ ص ۴۶

ذکراللہ بھی کرنا چاہئے۔اس کی برکت سے دل کوخدا تعالیٰ سے لگاؤ ہوتا ہےاور نماز میں دل بھی لگتا ہے۔

عورتوں کے لئے ذکراللہ کے ساتھ ساتھ (تھوڑی دیر) موت کا مراقبہ بے حد مفید ہے۔[1]

عورتوں کو اہم نصیحتیں

(۱) سب سے پہلے اپنے عقیدے ٹھیک کرواور ضروری مسئلے سیکھواور بہت اہتمام سے اُن مسئلوں کی پابندی کرو۔

(۲) ہر بات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر چلنے کا اہتمام کرواس سے دل میں بڑا نور پیدا ہوتا ہے۔

(۳) شرک کی باتوں کے پاس مت جاؤ۔فال مت کھلواؤ۔

(۴) اولاد کے ہونے یا زندہ رہنے کے لئے ٹونے ٹوٹکے مت کرو۔

(۵) بزرگوں کی منت مت مانو۔

(۶) شریعت میں جس سے پردہ ہے چاہے وہ پیر ہو چاہے کیسا ہی قریبی رشتہ دار ہو جیسے دیور۔جیٹھ، خالہ کا یا ماموں کا یا پھوپھی کا بیٹا۔یا بہنوئی یا نندوئی یا منہ بولا بھائی یا منہ بولا باپ،ان سے خوب پردہ کرو۔

(۷) خلاف شرع لباس مت پہنو جیسے ایسا کرتہ کہ جس میں پیٹ پیٹھ یا کلائی یا بازو کھلے ہوں۔یا ایسا باریک کپڑا جس میں بدن یا سر کے بال جھلکتے ہوں یہ سب چھوڑ دو۔

(۸) لمبی آستینوں کا اور نیچا اور موٹے کپڑے کا (جس سے بدن نہ

---

[1] ملفوظات کمالات اشرفیہ پاکستان ص ۱۰۰

جھلکے) لباس بناؤ۔ اور ایسے کپڑے کا دوپٹہ ہو۔ اور دوپٹہ دھیان کر کے سر سے مت ہٹنے دو ہاں گھر میں اگر خالی عورتیں ہوں ۔ یا اپنے ماں باپ اور حقیقی بھائی وغیرہ کے سوا گھر میں کوئی اور (یعنی نامحرم) نہ ہو تو اس وقت سر کھولنے میں ڈر نہیں،

(۹) کسی کو جھانک تاک کر مت دیکھو۔

(۱۰) بیاہ شادی، مونڈن ، چلہ، چھٹی منگنی چوتھی وغیرہ میں کہیں مت جاؤ نہ اپنے یہاں کسی کو بلاؤ (کیونکہ اس میں بڑے فتنے اور خرابیاں ہوتی ہیں)۔

(۱۱) کوئی کام نام کے واسطے مت کرو۔

(۱۲) کوسنے اور طعنہ دینے اور غیبت سے زبان کو بچاؤ۔

(۱۳) پانچوں وقت نماز اول وقت پڑھو اور جی لگا کر ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ رکوع سجدہ اچھی طرح کرو۔

(۱۴) اگر تمہارے پاس زیور گوٹہ لچکا وغیرہ ہو تو حساب کر کے زکوٰۃ نکالو۔

(۱۵) خاوند کی تابعداری کرو، اس کا مال اس سے چھپا کر خرچ مت کرو۔ گھر کا کام خاص کر اپنے شوہر کی خدمت کرنا عبادت ہے۔

(۱۶) گانا کبھی مت سنو۔

(۱۷) اگر تم قرآن پڑھی ہوئی ہو تو روز آنہ قرآن پڑھا کرو۔

(۱۸) جو کتاب پڑھنے یا دیکھنے کے لئے لینا ہو پہلے کسی معتبر عالم کو دکھلا لو اگر وہ صحیح بتلائیں تو خرید لو ورنہ مت لو۔

(۱۹) اگر کوئی شخص کوئی بات تمہاری مرضی کے خلاف کرے تو صبر کرو۔ جلدی سے کچھ کہنے سننے مت لگو، خاص کر غصہ کی حالت میں بہت سنبھلا کرو۔

(۲۰) اپنے کو صاحبِ کمال (یعنی بزرگ اور بڑا) مت سمجھو۔

(۲۱) جو بات زبان سے کہنا چاہو پہلے سوچ لیا کرو، جب خوب اطمینان ہو جائے کہ اس میں کوئی خرابی نہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ اس میں کوئی دین یا دنیا کی ضرورت ہے یا فائدہ ہے اس وقت زبان سے نکالو۔

(۲۲) کسی برے آدمی کی بھی برائی مت کرو، نہ سنو۔

(۲۳) کسی مسلمان کو اگرچہ وہ گنہگار یا چھوٹے درجہ کا ہو حقیر مت سمجھو۔

(۲۴) مال وعزت کی حرص لالچ مت کرو۔

(۲۵) بے ضرورت اور بے فائدہ لوگوں سے زیادہ مت ملو۔ اور جب ملنا ہو تو خوش اخلاقی سے ملو۔ اور جب کام ہو جائے تو ان سے الگ ہو جاؤ۔

(۲۶) بات کو بنایا مت کرو بلکہ جب تم کو اپنی غلطی معلوم ہو جائے فوراً اقرار کرلو۔

اللہ پر بھروسہ رکھو اور اسی سے اپنی حاجت عرض کیا کرو۔ اور دین پر قائم رہنے کی درخواست کرو۔[۱]

---

[۱] قصد السبیل ص ۱۵ اص ۳۷

باب ۱۷

حقوق کا بیان

ماں باپ کے حقوق

ماں باپ کے واسطے سے پرورش ہوتی ہے ان کے حقوق یہ ہوتے ہیں:

(۱) ان کو تکلیف نہ پہنچائے اگرچہ ان کی طرف سے زیادتی ہو۔

(۲) قولاً وفعلاً یعنی زبان سے برتاؤ سے ان کی تعظیم کرے۔

(۳) جائز کاموں میں ان کی اطاعت کرے۔

(۴) اگر ان کو مال کی حاجت ہو مال سے ان کی خدمت کرے اگرچہ وہ دونوں کافر ہوں۔

(۵) ماں باپ کے انتقال کے بعد ان کے لئے دعاء مغفرت ورحمت کرتا رہے۔

(۶) نفل عبادت اور صدقہ خیرات کا ثواب ان کو پہنچاتا رہے۔

(۷) ان کے ملنے والوں کے ساتھ احسان اور خدمت سے اچھی طرح پیش آئے۔

(۸) ان کے ذمہ جو قرض ہو یا کسی جائز کام کی وصیت کر گئے ہوں اور خدا نے قدرت دی ہو اس کو ادا کر دے۔

(۹) ان کے مرنے کے بعد خلاف شرع رونے اور چلانے سے بچے ورنہ ان کی روح کو تکلیف ہوگی۔

(۱۰) کبھی کبھی ان کی قبر کی زیارت کیا کرے۔

تنبیہ:۔دادا۔دادی۔نانا۔نانی۔کا حکم شرع میں مثل باپ کے ہے ان کے حقوق بھی ماں باپ کی طرح سمجھنا چاہیئے۔اسی طرح خالہ اور ماموں ماں کی طرح، اور چچا اور پھوپھی باپ کی طرح ہیں جیسا کہ حدیث کے اشارہ سے معلوم ہوتا ہے۔[۱]

سوتیلی ماں کے حقوق

سوتیلی ماں چونکہ باپ کی دوست ہے اور باپ کے دوست کے ساتھ احسان کرنے کا حکم آیا ہے اس لئے سوتیلی ماں کے بھی کچھ حقوق ہیں جیسا کہ ابھی مذکور ہوا۔

بہن بھائی کے حقوق

حدیث میں ہے کہ بڑا بھائی مثل باپ کے ہے اس سے معلوم ہوا کہ چھوٹا بھائی مثل اولاد کے ہے پس ان میں آپس میں ویسے ہی حقوق ہوں گے جیسے ماں باپ اور اولاد کے ہیں۔اسی طرح بڑی بہن اور چھوٹی بہن کو سمجھ لینا چاہیئے۔

عورت کے ذمہ شوہر کے حقوق

شوہر کے حقوق یہ ہیں:

(۱) ہر امر میں اس کی اطاعت کرنا بشرطیکہ معصیت نہ ہو۔

(۲) اس کے مقدور (حیثیت) سے زیادہ نان ونفقہ طلب نہ کرنا۔

(۳) شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں نہ آنے دینا۔

(۴) اس کی اجازت کے بغیر گھر سے نہ نکلنا۔

---

[۱] حقوق الاسلام ص ۷ بہشتی زیور ص ۲۸۶

(۵) اس کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں سے کسی کو کوئی چیز نہ دینا۔
(۶) اس کی اجازت کے بغیر نفل نماز نہ پڑھنا اور نفل روزہ نہ رکھنا۔
(۷) اگر صحبت کے لئے بلائے تو شرعی مانع (حالت حیض ونفاس) کے بغیر اس سے انکار نہ کرنا۔
(۸) اپنے خاوند (شوہر) کو اس کے افلاس (غریب) یا بدصورتی کی وجہ سے حقیر نہ سمجھنا۔
(۹) اگر کوئی امر خلافِ شرع خاوند میں دیکھے تو ادب سے منع کرنا۔
(۱۰) اسکا نام لے کر نہ پکارنا۔
(۱۱) کسی کے روبرو خاوند کی شکایت نہ کرنا۔
(۱۲) اس کے روبرو (سامنے) زبان درازی نہ کرنا۔
(۱۳) اس کے اقارب (رشتہ داروں) سے تکرار (لڑائی جھگڑا و بحث مباحثہ) نہ کرنا و مثل ذالک۔
جانبین کے حقوق بہت ہیں اس وقت ذہن میں جو مستحضر تھے لکھ دیئے۔

شوہر بیوی کے حقوق کا خلاصہ

شوہر کے ذمہ یہ حقوق ہیں:
(۱) اپنی وسعت کے موافق اس کے نان نفقہ (خرچ دینے) میں دریغ نہ کرے۔
(۲) ان کو دینی مسائل سکھلاتا رہے اور نیک عمل کی تاکید کرتا رہے۔
(۳) اس کے محارم اقارب (قریبی رشتہ داروں) سے کبھی کبھی اسکو ملنے دیا کرے۔

---

[1] ھٰذا مااخذت من احیاء العلوم وغیرہ، امداد الفتاویٰ ص ۱۸۶ ج ۲ سوال نمبر ۲۷۸

(۴) اس کی غلطیوں پر صبر وسکوت کرے اگر کبھی تنبیہ کی ضرورت ہو تو توسط (یعنی اعتدال) کا لحاظ رکھے (زیادہ سختی نہ کرے)

اور بیوی کے ذمہ یہ حقوق ہیں:

(۱) اس کی اطاعت اور ادب وخدمت ودلجوئی ورضاجوئی پورے طور سے بجالائے البتہ ناجائز امر میں عذر کردے۔

(۲) اس کی گنجائش سے زیادہ اس پر فرمائش نہ کرے۔

(۳) اس کا مال اس کی اجازت کے بغیر خرچ نہ کرے۔

(۴) اس کے رشتہ داروں کے ساتھ سختی نہ کرے جس سے شوہر کو رنج پہونچے۔ بالخصوص شوہر کے ماں باپ کو اپنا مخدوم (اور بڑا) سمجھ کر ادب وتعظیم سے پیش آئے۔[۱]

رشتہ داروں کے حقوق

رشتہ داروں کے بھی حقوق ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے۔

(۱) اپنے محارم (یعنی سگے رشتہ دار) اگر محتاج ہوں اور کھانے کمانے کی قدرت نہ رکھتے ہوں تو گنجائش کے موافق ان کے نان ونفقہ اور ضروری خرچ کی خبر گیری اولاد کی طرح واجب ہے۔

اور غیر محرم (یعنی جو سگے نہیں ان) کا نان نفقہ اس طرح تو واجب نہیں لیکن کچھ خدمت کرنا ضروری ہے۔

(۲) کبھی کبھی ان سے ملتا رہے۔

(۳) ان سے رشتہ وتعلق ختم نہ کرے بلکہ اگر کسی قدر ان سے تکلیف بھی پہنچے تو صبر کرنا افضل ہے۔[۲]

---

[۱] حقوق الاسلام ص ۱۴ [۲] حقوق الاسلام ص ۸

سسرالی رشتہ داروں کے حقوق

قرآن مجید میں حق تعالیٰ نے نسب کے ساتھ علاقۂ مصاہرۃ یعنی سسرالی رشتہ کو بھی ذکر فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ساس اور سسر اور سالے بہنوئی اور داماد اور بہو اور بیوی کی پہلی اولاد کا بھی کسی قدر حق ہوتا ہے اس لئے ان لوگوں کے ساتھ احسان واخلاق کی رعایت کسی قدر خصوصیت کے ساتھ اوروں سے زیادہ رکھنا چاہئے۔[1]

یتیموں کمزوروں کے حقوق

یتیم (یعنی وہ بچہ جس کے باپ نہ ہو) اور بیوہ، عاجز، ضعیف، مسکین، بیمار، معذور، مسافر یا سائل ان لوگوں کے یہ حقوق اور زائد ہیں:

(۱) ان لوگوں کی مالی خدمت کرنا (۲) ان لوگوں کا کام خود کر دینا (۳) ان کی دلجوئی اور تسلی کرنا (۴) ان کی حاجت اور سوال کو رد نہ کرنا۔[2]

مہمان کے حقوق

مہمان کے حقوق یہ ہیں:

(۱) اس کے آنے کے وقت خوشی ظاہر کرنا۔

(۲) جانے کے وقت کم از کم دروازہ تک اس کے ساتھ جانا۔

(۳) اس کے معمولات اور ضروریات کا انتظام کرنا جس سے اس کو راحت پہنچے۔

---

[1] حقوق الاسلام ص ۱۰۔ بہشتی زیور ص ۲۶ ج ۵ [2] حقوق الاسلام ص ۱۲

(۴) تواضع وتکریم اور مدارات کے ساتھ پیش آنا بلکہ خود اس کی خدمت کرنا۔
(۵) کم از کم ایک روز اس کے لئے کھانے میں کسی قدر درمیانی درجہ کا تکلف کرنا مگر اتنا جس میں نہ اپنے کو گرانی ہو اور نہ اس کو۔
(۶) کم از کم تین روز تک اس کی مہمان داری کرنا اتنا تو اس کا حق ہے اس کے بعد جس قدر ٹھہرے میزبان کی طرف سے احسان ہے۔[۱]

عام مسلمانوں کے حقوق

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عام مسلمانوں کے یہ حقوق منقول ہیں:
(۱) مسلمان بھائی کی لغزش کو معاف کرے (۲) اس کے عیب چھپائے۔ (۳) اس کے عذر کو قبول کرے (۴) اسکی تکلیف کو دور کرے (۵) ہمیشہ اس کے ساتھ خیر خواہی کرے (۶) اسکی حفاظت ومحبت کرے (۷) بیمار ہو تو عیادت کرے (۸) مرجائے تو جنازہ پر حاضر ہو (۹) اس کی دعوت قبول کرے (۱۰) اس کا ہدیہ قبول کرے (۱۱) اس کے احسان کا بدلہ دے (۱۲) اسکی نعمت کا شکر کرے (۱۳) موقع پر اس کی مدد کرے (۱۴) اس کے اہل وعیال کی حفاظت کرے (۱۵) اس کی سفارش قبول کرے (۱۶) وہ چھینک کر الحمدللہ کہے تو جواب میں یرحمک اللہ کہے (۱۷) اگر اس پر کوئی ظلم کرے اس کی مدد کرے (۱۸) سلام کرے اور اس کے سلام کا جواب دے (۱۹) اس کی غیبت نہ کرے اس کو کسی طرح کا نقصان وتکلیف نہ پہنچائے (۲۰) جو بات اپنے لئے پسند کرے اس کے لئے بھی پسند کرے۔ اس کے علاوہ اور بھی حقوق ہیں۔

---

[۱] حقوق الاسلام ص ۱۲

پڑوسی کے حقوق

(۱)اس کے ساتھ احسان ورعایت سے پیش آئے (۲)اس کی بیوی بچوں کی عزت کی حفاظت کرے (۳) کبھی کبھی اس کے گھر تحفہ وغیرہ بھیجتا رہے خصوصاً جب وہ محتاج ہو تو ضرور تھوڑا بہت کھانا اس کو دے (۴) اس کو تکلیف نہ دے (۵) معمولی باتوں میں اس سے الجھے نہیں۔[۱]

غیر مسلموں کے حقوق

محض انسان ہونے کی بنا پر گو وہ مسلمان نہ ہوں یہ حقوق ہیں!

(۱) بے گناہ کسی کو جانی مالی تکلیف نہ دے۔

(۲) بلاوجہ کسی کے ساتھ بدزبانی نہ کرے۔

(۳) اگر کسی کو مصیبت، فاقہ، مرض میں مبتلا دیکھے اس کی مدد کرے۔ کھانا پانی دے، علاج معالجہ کرادے۔

(۴) جس صورت میں شریعت نے سزا کی اجازت دی ہے اس میں ظلم وزیادتی نہ کرے۔

(۵) اس کو ترسائے نہیں۔[۲]

جانوروں کے حقوق

(۱) جس جانور سے کوئی خاص غرض متعلق نہ ہو اس کو قید نہ کرے خصوصاً بچوں کو نکال لانا اوران کے ماں باپ کو پریشان کرنا بڑی بے رحمی ہے۔

(۲) جو جانور نفع کے قابل ہیں ان کو بلاضرورت محض مشغلہ کے طور پر قتل نہ کرے۔

---

[۱] حقوق الاسلام ص ۱۲ بہشتی زیور ص ۲۸۷ [۲] حقوق الاسلام ص ۱۴

(۳) جو جانور اپنے کام کے ہیں ان کے کھانے پینے اور راحت وخدمت کا پورے طور سے اہتمام کرے۔

(۴) ان کی قوت سے زیادہ ان سے کام نہ لے۔

(۵) ان کو حد سے زیادہ مارے نہیں۔

(۶) جس جانور کو ذبح کرنا ہو یا اس کے موذی ہونے کی وجہ سے قتل کرنا ہو تو جلدی سے کام تمام کردے۔ اس کو تڑپائے نہیں۔ بھوکا پیاسا رکھ کر جان نہ لے۔[۱]

---

[۱] حقوق الاسلام

باب ۱۸

اچھی عادتوں اور آداب کا بیان

کھانے پینے کے آداب

ماخوذ از بہشتی زیور

ادب ۱: مہمان کی خاطر کرو اگر تم مہمان جاؤ تو اتنا مت ٹھہرو کہ دوسرے کو بوجھ لگنے لگے۔

ادب ۲: مہمان کو دروازے کے پاس تک پہنچانا سنت ہے۔

ادب ۳: بسم اللہ کر کے کھانا شروع کرو۔ اور داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ البتہ اگر اس برتن میں کئی قسم کی چیزیں ہیں جیسے کئی طرح کے پھل کئی طرح کی شیرینی ہو اس وقت جس چیز کو جی چاہے جس طرف سے چاہے اٹھاؤ۔

ادب ۴: انگلیاں چاٹ لیا کرو اور برتن میں سالن ختم ہو چکے تو اس کو بھی صاف کر لیا کرو۔

ادب ۵: اگر لقمہ ہاتھ سے چھوٹ جائے تو اس کو اٹھا کر صاف کر کے کھا لو شیخی مت کرو۔

ادب ۶: خربوزے کی پھانکیں ہیں یا کھجوریں یا انگور کے دانے ہیں یا مٹھائی کی ڈلیاں ہیں تو ایک ایک اٹھاؤ دو دو ایک دم سے مت لو۔

ادب ۷: اگر کوئی چیز بدبودار کھائی ہو جیسے کچا پیاز، لہسن تو اگر محفل میں بیٹھنا

ہو پہلے منہ صاف کرلو بد بو نہ رہے۔

ادب ۸: روز کے خرچ کے لئے آٹا چاول ناپ تول کر پکاؤ، اندھادھند مت اٹھاؤ۔

ادب ۹: کھاپی کر اللہ تعالیٰ کا شکر کرو۔

ادب ۱۰: کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھولو۔

ادب ۱۱: بہت جلتا کھانا مت کھاؤ۔

ادب ۱۲: کھانا مل کر کھانے سے برکت ہوتی ہے۔

ادب ۱۳: جب کھانا کھا چکو اپنے اٹھنے سے پہلے دستر خوان اٹھوادو۔ اس سے پہلے خود اٹھنا بے ادبی ہے، اگر اپنی ساتھن سے پہلے کھا چکو تب بھی اس کا ساتھ دو، تھوڑا تھوڑا کھاتی رہو تاکہ وہ شرم کے مارے بھوکی نہ اٹھ جائے، اگر کسی وجہ سے اٹھنے ہی کی ضرورت ہو تو اس سے عذر کردو۔

ادب ۱۴: پانی ایک سانس میں مت پیو، تین سانس میں پیو اور سانس لینے کے وقت برتن منہ سے جدا کردو اور بسم اللہ کر کے پیو، اور پی کر الحمد للہ کہو۔

ادب ۱۵: جس برتن میں زیادہ پانی آجانے کا شبہ ہو یا جس برتن کے اندر کا حال معلوم نہ ہو کہ اس میں شاید کوئی کیڑا کانٹا ہو ایسے برتن سے منہ لگا کر پانی مت پیو۔

ادب ۱۶: بے ضرورت کھڑے ہو کر پانی مت پیو۔

ادب ۱۷: پانی پی کر اگر دوسروں کو بھی دینا ہو تو جو تمہارے داہنی طرف ہو اس کو پہلے دو اور وہ اپنے داہنی طرف والی کو دے، اسی طرح اگر کوئی چیز بانٹنا ہو جیسے پان، عطر، مٹھائی سب کا یہی طریقہ ہے۔

ادب ۱۸: جس طرف سے برتن ٹوٹ رہا ہے ادھر سے مت پیو۔

ادب ۱۹: شروع شام کے وقت بچوں کو مت باہر نکلنے دو اور شب کو دروازے بسم اللہ کر کے بند کرو اور بسم اللہ کر کے برتنوں کو ڈھانک دو اور چراغ سوتے وقت گل کردو اور چولھے کی آگ بجھادو یا دبا دو۔

ادب ۲۰: کھانے پینے کی چیز کسی کے پاس بھیجنا ہو تو ڈھانک کر بھیجو۔

پہننے اوڑھنے کے آداب

ادب ۱: ایک جوتی پہن کر مت چلو، رزائی وغیرہ اس طرح مت لپیٹو کہ چلنے میں یا جلدی سے ہاتھ نکالنے میں مشکل ہو۔

ادب ۲: کپڑا داہنی طرف سے پہننا شروع کرو مثلاً داہنی آستین و داہنا پائنچہ داہنی جوتی اور بائیں طرف سے نکالو۔

ادب ۳: کپڑا پہن کر یہ دعا پڑھو گناہ معاف ہوتے ہیں۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذَا وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ۔

ادب ۴: ایسا لباس مت پہنو جس میں بے پردگی ہو۔

ادب ۵: جو امیر عورتیں بہت قیمتی پوشاک اور زیور پہنتی ہیں ان کے پاس زیادہ مت بیٹھو خواہ مخواہ دنیا کی ہوس بڑھے گی۔

ادب ۶: پیوند لگانے کو ذلت مت سمجھو۔

ادب ۷: کپڑا نہ بہت تکلف کا پہنو اور نہ میلا کچیلا پہنو، بیچ کی راہ رہو، اور صفائی رکھو۔

ادب ۸: بالوں میں تیل کنگھی کرتی رہو مگر ہر وقت اسی دھن میں مت رہو، ہاتھوں میں مہندی لگاؤ۔

ادب ۹: سرمہ تین تین سلائی دونوں آنکھوں میں لگاؤ۔

ادب ۱۰: گھر کو صاف رکھو۔ (بہشتی زیور ساتواں حصہ)

بیماری اور علاج کے آداب

ادب ۱: بیمار کو کھانے پینے پر زیادہ زبردستی مت کرو۔
ادب ۲: بیماری میں بد پرہیزی مت کرو۔
ادب ۳: خلاف شرع تعویذ گنڈا ٹوٹکا ہرگز استعمال مت کرو۔
ادب ۴: اگر کسی کو نظر لگ جائے جس پر شبہ ہو کہ اس کی نظر لگی ہے اس کا منھ اور دونوں ہاتھ کہنی سمیت اور دونوں پاؤں اور دونوں زانو اور استنجے کا موقع دھلوا کر پانی جمع کر کے اس شخص کے سر پر ڈالو جس کو نظر لگی ہے انشاء اللہ تعالیٰ شفا ہو جائے گی۔
ادب ۵: جن بیماریوں سے دوسروں کو نفرت ہوتی ہے جیسے خارش یا خون بگڑ جانا ایسے بیمار کو چاہئے کہ خود سب سے الگ رہے تا کہ کسی کو تکلیف نہ ہو۔

خواب دیکھنے کے آداب

ادب ۱: اگر ڈراؤنا خواب نظر آوے تو بائیں طرف تین بار تھتکار دو اور تین بار اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم پڑھو اور کروٹ بدل ڈالو اور کسی سے ذکر مت کرو انشاء اللہ تعالیٰ کوئی نقصان نہ ہوگا۔
ادب ۲: اگر خواب کہنا ہو تو ایسے شخص سے کہو جو عقلمند ہو تمہارا بھلا چاہنے والا ہو تا کہ بری تعبیر نہ دے۔
ادب ۳: جھوٹا خواب بنانا بڑا گناہ ہے۔

سلام کرنے کے آداب

ادب ۱ آپس میں سلام کیا کرو اس طرح السلام علیکم اور جواب اس طرح

دیا کرو وعلیکم السلام اور (اس کے علاوہ) سب طریقے واہیات ہیں۔
ادب ۲: جو پہلے سلام کرے اس کو زیادہ ثواب ملتا ہے۔
ادب ۳: جو کوئی دوسرے کا سلام لائے یوں جواب دو علیہم وعلیکم السلام۔
ادب ۴: اگر کئی آدمیوں میں سے ایک نے سلام کرلیا تو سب کی طرف سے ہو گیا۔اسی طرح ساری محفل میں سے ایک نے جواب دیدیا وہ بھی سب کی طرف سے ہو گیا، ہاتھ کے اشارے سے سلام کے وقت جھکنا منع ہے، اگر کوئی شخص دور ہو اور تم اس کو سلام کرو، یا وہ تم کو سلام کرے تو پھر ہاتھ سے اشارہ کرنا جائز ہے لیکن زبان سے بھی سلام کے الفاظ کہنے چاہئیں، مسلمانوں کے جو بچے سرکاری اسکولوں میں پڑھتے ہیں ان کو بھی انگریزی یا ہندوانہ طرز سے سلام نہ کرنا چاہئے بلکہ شرعی طریقے پر استادوں وغیرہ کو سلام کرنا چاہئے اگر استاد کافر ہو تو اس کو صرف سلام یا السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ کہنا چاہئے کافروں کے سلام کے الفاظ استعمال نہ کرنا چاہئیں سب مسلمانوں کے لئے یہی حکم ہے۔

بیٹھنے لیٹنے چلنے کے آداب

ادب ۱: بن ٹھن کر اتراتی ہوئی مت چلو۔
ادب ۲: الٹی مت لیٹو۔
ادب ۳: ایسی چھت پر مت سوؤ جس میں آڑ نہ ہو شاید لڑھک کر گر پڑو۔
ادب ۴: کچھ دھوپ میں کچھ سائے میں نہ بیٹھو۔
ادب ۵: اگر تم کسی ناچاری کو (یعنی مجبوری کی وجہ سے) باہر نکلو تو سڑک کے کنارے کنارے چلو بیچ میں چلنا عورت کے لئے بے شرمی ہے۔

سب میں مل کر بیٹھنے کے آداب

ادب۱: کسی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود وہاں مت بیٹھو۔

ادب۲ کوئی عورت محفل سے اٹھ کر کام کو گئی اور عقل سے معلوم ہوا کہ ابھی پھر آئے گی ایسی حالت میں اس کی جگہ کسی اور کو بیٹھنا نہ چاہئے وہ جگہ اسی کا حق ہے۔

ادب۳: اگر دو عورتیں ارادہ کر کے محفل میں پاس پاس بیٹھی ہوں تم ان کے بیچ میں جا کر مت بیٹھو البتہ اگر وہ خوشی سے بٹھالیں تو کچھ ڈر نہیں۔

ادب۴: جو عورت تم سے ملنے آئے اس کو دیکھ کر ذرا اپنی جگہ سے کھسک جاؤ جس میں وہ یہ جانے کہ میری قدر کی۔

ادب۵: محفل میں سردار بن کر مت بیٹھو جہاں جگہ ہو غریبوں کی طرح بیٹھ جاؤ۔

ادب۶: جب چھینک آئے منہ پر کپڑا یا ہاتھ رکھ لو اور پست آواز سے چھینکو۔

ادب۷: جمائی کو جہاں تک ہو سکے روکو اگر نہ رکے تو منہ ڈھانک لو۔

ادب۸: بہت زور سے مت ہنسو۔

ادب۹: محفل میں ناک منہ چڑھا کر منہ پھلا کر مت بیٹھو عاجزی سے غریبوں کی طرح بیٹھو، کوئی بات موقع کی ہو بول چال بھی لو۔ البتہ گناہ کی بات مت کرو

ادب۱۰: محفل میں کسی طرف پاؤں مت پھیلاؤ۔

زبان کے بچانے کا اہتمام

ادب۱: بے سوچے کوئی بات مت کہو جب سوچ کر یقین ہو جائے کہ یہ بات کسی طرح بری نہیں تب بولو۔

ادب۲: کسی کو بے ایمان یا یوں کہنا کہ فلانی پر خدا کی مار، خدا کی پھٹکا

ر، خدا کا غضب پڑے دوزخ نصیب ہو خواہ آدمی خواہ جانور کو یہ سب گناہ ہے جس کو کہا ہے اگر وہ ایسا نہ ہوا تو یہ سب پھٹکار لوٹ کر اس کہنے والی پر پڑتی ہے۔

ادب ۳: اگر تم کو کوئی بیجا بات کہے تو بدلے میں اتنا ہی کہہ سکتی ہو اگر ذرا بھی زیادہ کہا پھر تم گنہگار رہو گی۔

ادب ۴: دوغلی بات منہ دیکھے کی مت کرو کہ اس کے منہ پر اس کی سی اور اس کے منہ پر اس کی سی۔

ادب ۵: چغلخوری ہرگز مت کرو، نہ کسی کی چغلی سنو۔

ادب ۶: جھوٹ ہرگز مت بولو۔

ادب ۷: خوشامد سے کسی کے منہ پر تعریف مت کرو اور پیٹھ پیچھے بھی حد سے زیادہ تعریف مت کرو۔

ادب ۸: کسی کی غیبت ہرگز مت کرو اور غیبت یہ ہے کہ کسی کے پیٹھ پیچھے اس کی ایسی بات کہنا کہ اگر وہ سنے تو اس کو رنج ہو چاہے وہ بات سچی ہی ہو، اور اگر وہ بات ہی غلط ہے تو وہ بہتان ہے اس میں اور بھی زیادہ گناہ ہے۔

ادب ۹: کسی سے بحث مت کرو، اپنی بات کو اونچی مت کرو۔

ادب ۱۰: زیادہ مت ہنسو اس سے دل کی رونق جاتی رہتی ہے۔

ادب ۱۱: جس شخص کی غیبت کی ہے اگر اس سے معاف نہ کرا سکو تو اس شخص کے لئے دعائے مغفرت کیا کرو، امید ہے کہ قیامت میں معاف کر دے۔

ادب ۱۲: جھوٹا وعدہ مت کرو۔

ادب ۱۳: ایسی ہنسی مت کرو جس سے دوسرا ذلیل ہو جائے۔

ادب ۱۴: اپنی کسی چیز یا کسی ہنر پر بڑائی مت جتلاؤ۔

ادب ۱۵: شعر اشعار کا دھندہ مت رکھو البتہ اگر مضمون خلاف شرع نہ ہو۔ اور

تھوڑی سی آواز سے کبھی کبھی کوئی دعا یا نصیحت کا شعر پڑھ لو تو ڈر نہیں۔

ادب ۶ : سنی سنائی ہوئی باتیں مت کہا کرو، کیونکہ اکثر ایسی باتیں جھوٹی ہوتی ہیں۔

متفرق باتوں کا بیان

ادب ۱ : خط لکھ کر اس پر مٹی چھوڑ دیا کرو اس سے اس کام میں آسانی ہوتی ہے جس کام کے لئے خط لکھا گیا ہو۔

ادب ۲ : زمانہ کو برا مت کہو۔

ادب ۳ : باتیں بہت چبا چبا کر مت کرو نہ کلام میں بہت طول یا مبالغہ کیا کرو، ضرورت کے بقدر بات کرو۔

ادب ۴ : کسی کے گانے کی طرف کان مت لگاؤ۔

ادب ۵ : کسی کی بری صورت یا بری بات کی نقل مت اتارو۔

ادب ۶ : کسی کا عیب دیکھو اس کو چھپاؤ، گاتی مت پھرو۔

ادب ۷ : جو کام کرو سوچ سمجھ کر اطمینان سے کرو جلدی میں اکثر کام بگڑ جاتے ہیں

ادب ۸ : کوئی تم سے مشورہ لے تو وہی صلاح دو جس کو اپنے نزدیک بہتر سمجھتی ہو

ادب ۹ : غصے کو جہاں تک ہو سکے روکو۔

ادب ۱۰ : لوگوں سے اپنا کہا سنا معاف کرا لو ورنہ قیامت میں بڑی مصیبت ہوگی۔

ادب ۱۱ : دوسری کو بھی نیک کام بتلاتی رہو، بری باتوں سے منع کرتی رہو، البتہ اگر بالکل قبول کرنے کی امید نہ ہو یا اندیشہ ہو کہ یہ ایذا (تکلیف) پہنچائے گا تو خاموشی جائز ہے، مگر دل سے بری بات کو بری سمجھتی رہو اور بدون لاچاری کے ایسے آدمیوں سے نہ ملو۔[1]

---

[1] بہشتی زیور ساتواں حصہ

متفرقات

(۱) مسئلہ: ہر ہفتے نہادھوکر ناف سے نیچے اور بغل وغیرہ کے بال دور کر کے بدن کو صاف ستھرا کرنا مستحب ہے۔ ہر ہفتے نہ ہو تو پندرہویں دن سہی زیادہ سے زیادہ چالیس دن اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ اگر چالیس دن گذر گئے اور بال صاف نہ کیئے تو گناہ ہوا۔

(۲) مسئلہ: اپنے ماں باپ شوہر وغیرہ کا نام لے کر پکارنا مکروہ اور منع ہے۔ کیونکہ اس میں بے ادبی ہے لیکن ضرورت کے وقت جس طرح ماں باپ کا نام لینا درست ہے، اسی طرح شوہر کا نام لینا بھی درست ہے، اسی طرح اٹھتے بیٹھتے بات چیت ہر بات میں ادب تعظیم کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔

(۳) مسئلہ: کسی جاندار چیز کو آگ میں جلانا درست نہیں جیسے بھڑوں کو پھونکنا، کھٹمل وغیرہ پکڑ کے آگ میں ڈال دینا یہ سب ناجائز ہے۔ البتہ اگر مجبوری ہو کہ بغیر پھونکے کام نہ چلے تو بھڑوں کو پھونک دینا یا چارپائی میں کھولتا پانی ڈال دینا درست ہے۔

(۴) مسئلہ: کسی بات کی شرط باندھنا جائز نہیں، جیسے کوئی کہے سیر بھر مٹھائی کھا جاؤ تو ہم ایک روپیہ دیں گے اگر نہ کھا سکتے ہو تو ایک روپیہ تم سے لے لیں گے۔ غرض جب دونوں طرف سے شرط ہو تو جائز نہیں البتہ اگر ایک ہی طرف سے ہو تو درست ہے۔

(۵) مسئلہ: جب کوئی دو آدمی چپکے چپکے باتیں کرتے ہوں تو ان کے پاس نہ جانا چاہیئے، چھپ کے ان کو سننا بڑا گناہ ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے جو کوئی دوسروں کی بات کی طرف کان لگائے اور ان کو ناگوار ہو تو قیامت کے دن اس کے

کان میں گرم گرم سیسہ ڈالا جاوے گا، اس سے معلوم ہوا کہ بیاہ شادی میں دولہا دولہن کی باتیں سننا دیکھنا بہت بڑا گناہ ہے۔

(۶) مسئلہ: شوہر کے ساتھ جو باتیں ہوئی ہوں، جو کچھ معاملہ پیش آیا ہو کسی اور سے کہنا بڑا گناہ ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ان بھیدوں کے بتلانے والے پر سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا غصہ اور غضب ہوتا ہے۔

(۷) مسئلہ: اس طرح کسی کے ساتھ ہنسی اور چہل کرنا کہ اس کو ناگوار ہو اور تکلیف ہو درست نہیں۔ آدمی وہیں تک گدگداوے جہاں تک ہنسی آوے۔

(۸) مسئلہ: مصیبت کے وقت موت کی تمنا کرنا، اپنے کو کوسنا درست نہیں۔

(۹) مسئلہ: پچیسی، جوسر، تاش وغیرہ کھیلنا درست نہیں ہے اور اگر بازی بدکر کھیلے تو یہ صریح جوا اور حرام ہے۔

(۱۰) مسئلہ: جب لڑکا لڑکی دس برس کے ہو جاویں تو لڑکوں کو ماں باپ بھائی بہن وغیرہ کے پاس اور لڑکیوں کو بھائی اور باپ کے پاس لٹانا درست نہیں البتہ لڑکا اگر باپ کے پاس اور لڑکی ماں کے پاس لیٹے تو جائز ہے۔

(۱۱) مسئلہ: جب کسی کو چھینک آوے تو الحمد للہ کہہ لینا بہتر ہے اور جب الحمدللہ کہہ لیا تو سننے والے پر اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا واجب ہے نہ کہے گی تو گنہگار ہوگی۔ اور یہ بھی خیال رکھو کہ اگر چھینکنے والی عورت یا لڑکی ہے تو کاف کا زیر کہو اور اگر مرد یا لڑکا ہے تو کاف کا زبر کہو پھر چھینکنے والی اس کے جواب میں کہے۔ یَغْفِرُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمْ لیکن چھینکنے والی کے ذمہ یہ جواب واجب نہیں بلکہ بہتر ہے۔

(۱۲) مسئلہ: چھینک کے بعد الحمدللہ کہتے کئی آدمیوں نے سنا تو سب کو یرحمک اللہ کہنا واجب نہیں اگر ان میں سے ایک کہہ دے تو سب کی طرف

سے ادا ہو جائے گا لیکن اگر کسی نے جواب نہ دیا تو سب گنہگار ہوں گے۔

(۱۳) مسئلہ: اگر کوئی بار بار چھینکے اور **الحمدللہ** کہے تو فقط تین بار یرحمک اللہ کہنا واجب ہے اس کے بعد واجب نہیں۔

(۱۴) مسئلہ: جب کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لیوے یا پڑھے یا سنے تو درود شریف پڑھنا واجب ہو جاتا ہے، اگر نہ پڑھا تو گناہ ہوا لیکن اگر ایک ہی جگہ کئی دفعہ نام لیا تو ہر دفعہ درود پڑھنا واجب نہیں، ایک دفعہ ہی پڑھ لینا کافی ہے۔ البتہ اگر جگہ بدل جانے کے بعد پھر نام لیا یا سنا تو پھر درود پڑھنا واجب ہو گیا۔

(۱۵) مسئلہ: بچوں کی بابری وغیرہ بنوانا (یا فیشن والے انگریزی بال رکھانا) جائز نہیں یا تو سارا سر منڈوا دو یا سارے سر پر بال رکھواؤ۔

(۱۶) مسئلہ: عطر وغیرہ کسی خوشبو میں اپنے کپڑے بسانا اس طرح کہ غیر مردوں تک اس کی خوشبو جائے درست نہیں۔

(۱۷) مسئلہ: ناجائز لباس کا سی کر دینا بھی جائز نہیں۔ مثلاً شوہر ایسا لباس سلوائے جو اسکو پہننا جائز نہیں تو عذر کر دے، اسی طرح درزن سلائی پر ایسا کپڑا نہ سئے۔

(۱۸) مسئلہ: جھوٹے قصے بے سند حدیثیں جو جاہلوں نے اردو کتابوں میں لکھ دی ہیں اور معتبر کتابوں میں ان کا کہیں ثبوت نہیں جیسے نور نامہ وغیرہ اور حسن وعشق کی کتابیں دیکھنا اور پڑھنا جائز نہیں۔ اسی طرح غزل اور قصیدوں کی کتابیں خاص کر آجکل کے ناول عورتوں کو ہرگز نہ دیکھنے چاہئیں۔ ان کا خریدنا بھی جائز نہیں اگر اپنی لڑکیوں کے پاس دیکھو تو جلا دو۔

(۱۹) مسئلہ: عورتوں میں بھی السلام علیکم اور مصافحہ کرنا سنت ہے۔[۱]

---

[۱] بہشتی زیور۔ سوم

فصل

متفرق ضروری باتیں

اس میں ایسی باتیں زیادہ ہیں جس سے دنیا میں خود بھی آرام سے رہے اور دوسروں کو بھی اس سے تکلیف نہ پہنچے اور یہ باتیں ظاہر میں تو دنیا کی معلوم ہوتی ہیں لیکن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پورا مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ مسلمان کو مناسب نہیں کہ کسی سخت تکلیف میں پھنس کر اپنے آپ کو ذلیل کرے اور یہ بھی آیا ہے کہ پیغمبر ﷺ وعظ میں اس کا خیال رکھتے تھے کہ سننے والے اکتا نہ جائیں اور یہ بھی فرمایا ہے کہ مہمان اتنا نہ ٹھہرے کہ گھر والا تنگ آ جائے اس سے معلوم ہوا کہ بلا ضرورت تکلیف اٹھانا یا کسی کو تکلیف دینا یا ایسا برتاؤ کرنا جس سے دوسرا آدمی اکتا جائے یا تنگ ہونے لگے یہ بھی دین کے خلاف ہے اس واسطے دین کی باتوں کے ساتھ ایسی باتیں بھی اس کتاب میں لکھ دی ہیں جن سے اپنے آپ کو اور دوسروں کو آرام پہنچے۔

سلیقہ اور آرام کی ضروری باتیں

(۱) جب رات کو گھر کا دروازہ بند کرنے لگو تو بند کرنے سے پہلے گھر کے اندر خوب دیکھ بھال لو کہ کتا بلی تو نہیں رہ گیا۔ کبھی رات کو جان کا یا چیز بست کا نقصان کردے یا اور کچھ نہیں تو رات بھر کی کھڑ کھڑ ہی نیند اڑانے کو بہت ہے۔

(۲) کپڑوں اور اپنی کتابوں کو کبھی کبھی دھوپ دیتی رہا کرو۔

(۳) گھر صاف رکھو اور چیز اپنے موقعہ پر رکھو۔

(۴) اگر اپنی تندرستی چاہو تو اپنے کو بہت آرام طلب نہ بناؤ کچھ محنت کا کام اپنے ہاتھ سے کیا کرو، سب سے اچھی چیز عورتوں کے واسطے چکی پیسنا یا موسل سے کوٹنا یا چرخہ کاتنا ہے۔اس سے بدن تندرست رہتا ہے۔

(۵) اگر کسی سے ملنے جاؤ تو وہاں اتنا مت بیٹھو یا اس سے اتنی دیر تک باتیں مت کرو کہ وہ تنگ ہو جاوے یا اس کے کسی کام میں حرج ہونے لگے۔

(۶) سب گھر والے اس بات کے پابند رہیں کہ ہر چیز کی ایک جگہ مقرر کر لیں اور وہاں سے جب اٹھائیں تو برت کر پھر وہیں پر رکھ دیں تاکہ ہر آدمی کو وقت پر پوچھنا ڈھونڈھنا نہ پڑے اور جگہ بدلنے سے بعضی دفعہ کسی کو بھی نہیں ملتی۔سب کو تکلیف ہوتی ہے اور جو چیزیں خاص تمہارے برتنے کی ہیں ان کی جگہ بھی مقرر رکھو تاکہ ضرورت کے وقت ہاتھ ڈالتے ہی مل جائے۔

(۷) راہ میں چارپائی یا پیڑھی یا اور کوئی برتن اینٹ پتھر سیل وغیرہ مت ڈالو، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اندھیرے میں یا بعض دفعہ دن ہی میں کوئی جھپٹا ہوا روز کی عادت کے موافق بے کھٹکے چلا آ رہا ہے۔وہ الجھ کر گر گیا اور جگہ بے جگہ چوٹ لگ گئی۔

(۸) جب تم سے کوئی کسی کام کو کہے تو اس کو سن کر ہاں یا نہیں ضرور زبان سے کچھ کہہ دو تاکہ کہنے والے کا دل ایک طرف ہو جائے نہیں تو ایسا نہ ہو کہ کہنے والا تو سمجھے کہ اس نے سن لیا ہے اور تم نے سنا نہ ہو یا وہ سمجھے کہ تم یہ کام کرو گی اور تم کو کرنا منظور نہ ہو تو ناحق دوسرا آدمی بھروسہ میں رہا۔

(۹) نمک کھانے میں کسی قدر کم ڈالا کرو، کیونکہ کم کا تو علاج ہو سکتا ہے لیکن اگر زیادہ ہو گیا تو اس کا علاج ہی نہیں۔

(۱۰) دال میں ساگ میں مرچ کتر کر مت ڈالو بلکہ پیس کر ڈالو کیونکہ کتر

کرڈالنے سے بیج اس کے ٹکڑوں میں رہ جاتے ہیں، اگر کوئی ٹکڑا منہ میں آجاتا ہے تو ان بیجوں سے تمام منہ میں آگ لگ جاتی ہے۔

(۱۱) اگر رات کو پانی پینے کا اتفاق ہو تو اگر روشنی ہو تو اس کو خوب دیکھ لو، نہیں تو لوٹے وغیرہ میں کپڑا لگا لو تاکہ منہ میں کوئی ایسی ویسی چیز نہ آجاوے۔

(۱۲) بچوں کو ہنسی میں مت اچھالو اور کسی کھڑکی وغیرہ سے مت لٹکاؤ، اللہ بچاوے کبھی ایسا نہ ہو کہ ہاتھ سے چھوٹ جائے اور ہنسی کی گل پھنسی ہو جائے۔ اس طرح ان کے پیچھے ہنسی میں مت دوڑو شاید گر پڑیں اور چوٹ لگ جاوے۔

(۱۳) جب برتن خالی ہو جائے تو اسکو ہمیشہ دھوکر الٹا رکھو اور جب دوبارہ اس کو برتنا ہو تو پھر اسکو دھولو۔

(۱۴) برتن زمین پر رکھ کر اگر ان میں کھانا نکالو تو ویسی ہی سینی یا دستر خوان پر مت رکھ دو، پہلے اسکے تلے دیکھ لو اور صاف کرلو۔

(۱۵) کسی کے گھر مہمان جاؤ تو اس سے کسی چیز کی فرمائش مت کرو، بعضی دفعہ چیز تو ہوتی ہے بے حقیقت مگر وقت کی بات ہے گھر والا اس کو پوری نہیں کر سکتا، ناحق اس کو شرمندگی ہوگی۔

(۱۶) جہاں اور آدمی بیٹھے ہوں وہاں بیٹھ کر تھوکو مت، ناک مت صاف کرو اگر ضرورت ہو تو ایک کنارے پر جا کر فراغت کر آؤ۔

(۱۷) کھانا کھانے میں ایسی چیزوں کا نام مت لو جس سے سننے والے کو گھن پیدا ہو، بعضے نازک مزاجوں کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔

(۱۸) بیمار کے سامنے یا اس کے گھر والوں کے سامنے ایسی باتیں نہ کرو جس سے زندگی کی ناامیدی پائی جاوے، ناحق دل ٹوٹے گا بلکہ تسلی کی باتیں کرو (مثلاً یہ کہو کہ) انشاء اللہ تعالیٰ سب دکھ جاتا رہے گا۔

(۱۹) اگر کسی کی پوشیدہ بات کرنی ہواور وہ بھی اس جگہ موجود ہوتو آنکھ سے یا ہاتھ سے اشارہ مت کرو ناحق اس کو شبہ ہوگا، اور یہ جب ہے کہ اس بات کا کرنا شرع سے درست بھی ہواور اگر درست نہ ہوتو ایسی بات ہی کرنا گناہ ہے۔

(۲۰) بات کرتے وقت بہت ہاتھ مت نچاؤ۔

(۲۱) دامن آنچل آستین سے ناک مت پونچھو۔

(۲۲) پاخانے کے قدمچے میں طہارت مت کرو، آبدست کے واسطے ایک قدمچہ الگ چھوڑ دو۔

(۲۳) جوتی ہمیشہ جھاڑ کر پہنو شاید اس کے اندر کوئی موذی جانور بیٹھا ہو اسی طرح کپڑا بستر بھی۔

(۲۴) پردے کی جگہ میں کسی کے پھوڑا پھنسی ہوتو اس سے مت پوچھو کہ کس جگہ ہے، ناحق اس کو شرمانا ہے۔

(۲۵) آنے جانے کی جگہ مت بیٹھو تم کو بھی اور سب کو بھی تکلیف ہوگی۔

(۲۶) بدن اور کپڑے میں بدبو پیدا نہ ہونے دو، اگر دھوبی کے گھر کے دھلے ہوئے کپڑے نہ ہوں تو بدن ہی کے کپڑوں کو دھوڈالو اور نہا ڈالو۔

(۲۷) آدمیوں کے بیٹھے ہوئے جھاڑو مت دلواؤ۔

(۲۸) گٹھلی چھلکے کسی آدمی کے اوپر مت پھینکو۔

(۲۹) چاقو، قینچی یا سوئی یا کسی اور چیز سے مت کھیلو، شاید غفلت سے کہیں لگ جاوے۔

(۳۰) جب کوئی مہمان آوے سب سے پہلے اس کو پاخانہ بتلا دو اور بہت جلدی اس کے ساتھ کی سواری کے کھڑی کرنے کا اور بیل یا گھوڑے کی گھاس چارے کا بندوبست کر دو اور کھانے میں اتنا تکلف مت کرو کہ اس کو وقت پر کھانا نہ

ملے، کھانا وقت پر پکالو چاہے سادہ اور مختصر ہی ہو اور جب اس کا جانے کا ارادہ ہو تو بہت جلد اور سویرے ناشتہ تیار کردو غرضکہ اس کے آرام اور مصلحت میں خلل نہ پڑے۔

(۳۱) پاخانہ یا غسلخانہ سے کمر بند باندھتی ہوئی مت نکلو بلکہ اندر ہی اچھی طرح باندھ کر تب باہر آؤ۔

(۳۲) جب تم سے کوئی بات پوچھے پہلے اس کا جواب دیدو پھر اور کام کو لگو۔

(۳۳) جو بات کہو یا کسی بات کا جواب دو منہ کھول کر صاف بات کہو تا کہ دوسرا اچھی طرح سمجھ لے۔

(۳۴) کسی کو کوئی چیز ہاتھ میں دینا ہو تو دور سے مت پھینکو شاید دوسرے کے ہاتھ میں نہ آسکے تو نقصان ہو، پاس جا کر دے دو۔

(۳۵) اگر دو آدمی پڑھتے پڑھاتے ہوں یا باتیں کر رہے ہوں تو ان دونوں کے بیچ میں آ کر چلانا یا کسی سے بات نہ کرنا چاہئے۔

(۳۶) اگر کوئی کسی کام میں یا بات میں لگا ہو تو جاتے ہی اس سے اپنی بات مت شروع کرو، بلکہ موقع کا انتظار کرو، جب وہ تمہاری طرف متوجہ ہو تب بات کرو۔

(۳۷) جب کسی کے ہاتھ میں کوئی چیز دینا ہوتا وقتیکہ وہ دوسرا آدمی اسکو اچھی طرح سنبھال نہ لے اپنے ہاتھ سے مت چھوڑو، بعضی دفعہ یوں ہی بیچ بیچ میں گر کر نقصان ہو جاتا ہے۔

(۳۸) اگر کسی کو پنکھا جھلنا ہو تو خوب خیال رکھو سر میں یا اور کہیں بدن میں یا کپڑے میں نہ لگے، اور ایسے زور سے مت جھلو جس سے دوسرا پریشان ہو۔

(۳۹) کھانا کھانے میں ہڈیاں ایک جگہ جمع رکھو اسی طرح کسی چیز کے چھلکے وغیرہ سب طرف مت پھیلاؤ، جب سب اکٹھے ہو جاویں موقعہ سے ایک طرف ڈال دو۔

(۴۰) بہت دوڑ کر یا منہ اوپر اٹھا کر مت چلو، کبھی گر نہ پڑو۔

(۴۱) کتاب کو بہت سنبھال کر احتیاط سے بند کرو، اکثر اول، آخر کے ورق مڑ جاتے ہیں۔

(۴۲) اپنے شوہر کے سامنے کسی نامحرم مرد کی تعریف نہ کرنا چاہئے، بعضے مردوں کو ناگوار گزرتا ہے۔

(۴۳) اسی طرح غیر عورتوں کی تعریف بھی شوہر سے نہ کرے شاید اس کا دل اس پر آجاوے اور اس سے ہٹ جاوے۔

(۴۴) جس سے بے تکلفی نہ ہو اس سے ملاقات کے وقت اس کے گھر کا حال یا اس کے مال و دولت، زیور پوشاک کا حال نہ پوچھنا چاہئے۔

(۴۵) مہینے میں تین دن یا چار دن خاص اس کام کے لئے مقرر کرلو کہ گھر کی صفائی پورے طور سے کرلیا کرو، جالے اتار دیئے، فرش اٹھوا کر جھڑوا دیئے، ہر چیز قرینے سے رکھ دی۔

(۴۶) کسی کے سامنے سے کوئی کاغذ لکھا ہوا یا کتاب رکھی ہوئی اٹھا کر دیکھنا نہ چاہئے اگر وہ کاغذ قلمی ہے تو شاید کوئی پوشیدہ بات لکھی ہو، اور اگر وہ چھپی ہوئی ہے تو شاید اس میں کوئی ایسا کاغذ لکھا ہوا رکھا ہو۔

(۴۷) سیڑھیوں پر بہت سنبھل کر اترو چڑھو بلکہ بہتر یہ ہے کہ جس سیڑھی پر ایک پاؤں رکھو دوسرا بھی اسی پر رکھ کر پھر اگلی سیڑھی پر اسی طرح پاؤں رکھو اور یہ کہ ایک سیڑھی پر ایک پاؤں اور دوسری سیڑھی پر دوسرا پاؤں لڑکیوں اور عورتوں کو

تو بالکل مناسب نہیں اور بچپن میں لڑکوں کو بھی منع کرو۔

(۴۸) جہاں کوئی بیٹھا ہو وہاں کپڑا یا کتاب یا اور کوئی چیز اس طرح جھٹکنا نہ چاہیے کہ اس آدمی پر گر پڑے، اسی طرح منہ سے یا کپڑے سے بھی جھاڑنا نہ چاہیے بلکہ اس جگہ سے دور جا کر صاف کرنا چاہیے۔

(۴۹) کسی کے غم و پریشانی یا دکھ بیماری کی کوئی خبر سنے تو جب تک خوب پختہ طور پر تحقیق نہ ہو جائے کسی سے ذکر نہ کرے اور خاص کر اس شخص کے عزیزوں سے تو ہرگز نہ کہے، کیونکہ اگر غلط ہوئی تو خواہ مخواہ دوسرے کو پریشانی دی پھر وہ لوگ اس کو بھی برا بھلا کہیں گے کہ کیوں ایسی بدفالی نکالی۔

(۵۰) اسی طرح معمولی بیماری اور تکلیف کی خبر دور پردیس کے عزیزوں کو خط کے ذریعہ سے نہ کرے۔

(۵۱) دیوار پر مت تھوکو پان کی پیک مت ڈالو، اسی طرح تیل کا ہاتھ دیوار یا کواڑ سے مت پونچھو بلکہ دھو ڈالو، لیکن جلے ہوئے تیل کو ناپاک مت کہو جیسا کہ بعضی جاہل عورتیں کہتی ہیں۔

(۵۲) اگر دستر خوان پر اور سالن کی ضرورت ہو تو کھانے والے کے سامنے سے برتن مت اٹھاؤ، دوسرے برتن میں لے آؤ۔

(۵۳) کوئی آدمی تخت یا چارپائی پر بیٹھا یا لیٹا ہو تو اس کو ہلاؤ مت، اگر پاس سے نکلو تو اس طرح پر نکلو کہ اس میں ٹھوکر گھٹنا نہ لگے، اگر تخت پر کوئی چیز رکھنا ہو یا اس پر سے کچھ اٹھانا ہو تو ایسے وقت آہستہ اٹھاؤ اور آہستہ رکھو۔

(۵۴) کھانے پینے کی کوئی چیز کھلی مت رکھو یہاں تک کہ اگر کوئی چیز دستر خوان پر بھی رکھی جائے لیکن وہ ذرا دیر میں یا اخیر کھانے کی ہو تو اس کو بھی ڈھانک کر رکھو۔

(۵۵) مہمان کو چاہئے کہ اگر پیٹ بھر جاوے تو تھوڑا سالن روٹی دستر خوان پر ضرور چھوڑ دے تا کہ گھر والوں کو یہ شبہ نہ ہو کہ مہمان کو کھانا کم ہو گیا اس سے وہ شرمندہ ہوتے ہیں۔

(۵۶) جو برتن بالکل خالی ہو اس کو الماری یا طاق وغیرہ میں رکھنا ہو تو الٹا کر کے رکھو (۵۷) چلنے میں پاؤں پورا اٹھا کر آگے رکھو گھسٹ کر مت چلو اس میں جوتا بھی جلد ٹوٹتا ہے اور برا بھی معلوم ہوتا ہے۔

(۵۸) چادر دوپٹے کا خیال رکھو اس کا پلہ زمین پر لٹکتا نہ چلے۔

(۵۹) اگر کوئی نمک یا اور کوئی کھانے پینے کی چیز مانگے برتن میں لاؤ ہاتھ پر رکھ کر مت لاؤ۔

(۶۰) لڑکیوں کے سامنے کوئی بے شرمی کی بات مت کرو ورنہ ان کی شرم جاتی رہے گی۔ (بہشتی زیور ج ۱۰)

عورتوں میں عیب اور تکلیف کی وہ باتیں جن سے بچنا ضروری ہے

(۱) ایک عیب یہ ہے کہ بات کا معقول جواب نہیں دیتیں جس سے پوچھنے والے کو تسلی ہو جاوے بہت سی فضول باتیں ادھر ادھر کی ملا دیتی ہیں اور اصل بات پھر بھی معلوم نہیں ہوتی ہمیشہ یاد رکھو کہ جو شخص کچھ پوچھے اس کا مطلب خوب غور سے سمجھ لو پھر اس کا جواب ضرورت کے موافق دیدو۔

(۲) ایک عیب یہ ہے کہ کوئی کام ان سے کہا جاوے تو سن کر خاموش ہو جاتی ہیں کام کہنے والے کو یہ شبہ رہتا ہے کہ خدا جانے انہوں نے سنا بھی ہے

یا نہیں سنا، بعضی دفعہ غلطی سے اس نے یوں سمجھ لیا کہ سن لیا ہوگا اور واقع میں سنا نہ ہو تو اس بھروسہ پر وہ کام نہیں ہوتا، اور یہ پوچھنے کے وقت یہ کہہ کر الگ ہو گئیں کہ میں نے نہیں سنا غرض وہ کام تو رہ گیا اور بعضی دفعہ غلطی سے اس نے سمجھ لیا کہ نہیں سنا ہوگا اس لئے اس نے دوبارہ پھر کہا تو اس غریب کے لتے لئے جاتے ہیں کہ سن لیا سن لیا کیوں جان کھاتی ہو غرض جب بھی آپس میں رنج ہوتا ہے اگر یہ پہلی ہی دفعہ میں اتنا کہہ دیتیں کہ اچھا تو دوسرے کو خبر تو ہو جاتی۔

(۳) ایک عیب یہ ہے کہ ماما اصیل (یعنی نوکرانی) کو جو کام بتلاویں گی یا اور کسی سے گھر میں کوئی بات کہیں گی دور سے چلا کر کہیں گی اس میں دو خرابیاں ہیں ایک تو بے حیائی اور بے پردگی کہ باہر دروازے تک بلکہ بعضے موقعہ پر سڑک تک آواز پہنچتی ہے۔ دوسری خرابی یہ کہ دور سے کچھ بات سمجھ میں آئی اور کچھ نہ آئی جتنی سمجھ میں نہ آئی اتنا کام نہ ہوا۔ اب بی بی خفا ہو رہی ہیں کہ تو نے یوں کیوں نہ کیا دوسری جواب دے رہی ہیں کہ میں نے تو سنا نہیں تھا، غرض تو تو میں میں ہوتی اور کام بگڑا سو الگ، اسی طرح ان کی ماما اصیلیں ہیں کہ جس بات کا جواب باہر سے لائیں گی دروازے سے چلاتی ہوئی آئیں گی اس میں بھی کچھ سمجھ میں آیا اور کچھ نہ آیا، تمیز کی بات یہ ہیکہ جس سے بات کرنا ہو اس کے پاس جاؤ یا اس کو اپنے پاس بلاؤ اور اطمینان سے اچھی طرح سمجھا کر کہہ دو اور سمجھ لو سن لو۔

(۴) ایک عیب یہ ہے کہ چاہے کسی چیز کی ضرورت ہو یا نہ ہو لیکن پسند آنے کی دیر ہے، ذرا پسند آئی اور لے لی خواہ قرض ہی ہو جائے، لیکن کچھ پروا نہیں اور اگر قرض بھی نہ ہوا تب بھی اپنے پیسے کو اس طرح بیکار کھونا کون سی عقل کی بات ہے، فضول خرچی گناہ بھی ہے، جہاں خرچ کرنا ہو اول تو خوب سوچ لو کہ یہاں خرچ کرنے میں کوئی دین کا فائدہ یا دنیا کی ضرورت بھی ہے، اگر خوب سوچنے سے

ضرورت اور فائدہ معلوم ہو خرچ کرو نہیں تو پیسے مت کھوؤ اور قرض تو جہاں تک ہو سکے ہر گز مت لو چاہے تھوڑی سی تکلیف ہو جائے۔

(۵) ایک عیب یہ ہے کہ جب کہیں جاتی ہیں خواہ شہر میں یا سفر میں ٹالتے ٹالتے بہت دیر کر دیتی ہیں کہ وقت تنگ ہو جاتا ہے تو منزل پر دیر میں پہنچیں گی اگر راستہ میں رات ہو گئی جان و مال کا اندیشہ ہے، اگر گرمی کے دن ہوئے تو دھوپ میں خود بھی تپیں گی اور بچوں کو بھی تکلیف ہو گی، اگر برسات ہے اول تو برسنے کا ڈر دوسرے گارے کیچڑ میں گاڑی کا چلنا مشکل اور دیر میں دیر ہو جاتی ہے، اگر سویرے سے چلیں ہر طرح کی گنجائش رہے اور اگر بستی ہی میں جانا ہوا جب بھی کہاروں کو کھڑے کھڑے پریشانی، پھر دیر میں سوار ہونے سے دیر میں لوٹنا ہو گا اپنے کاموں میں حرج ہو گا، کھانے کے انتظام میں دیر ہو گی۔ کہیں جلدی میں کھانا بگڑ گیا، کہیں میاں تقاضہ کر رہے ہیں کہیں بچے رو رہے ہیں اگر جلدی سوار ہو جاتیں تو یہ مصیبتیں کیوں ہوتیں۔

(۶) ایک عیب یہ ہے کہ سفر میں بے ضرورت بھی سامان بہت سا لاد کر لے جاتی ہیں جس سے جانور کو بھی تکلیف ہوتی ہے جگہ میں بھی تنگی ہوتی ہے اور سب سے زیادہ مصیبت ساتھ کے مردوں کو ہوتی ہے، ان کو سنبھالنا پڑتا ہے کہیں کہیں لادنا بھی پڑتا ہے، مزدوری کے پیسے ان کو ہی دینے پڑتے ہیں غرض کہ تمام تر فکر ان بیچاروں کی جان پر ہوتی ہے یہ اچھی خاصی گاڑی میں بے فکر بیٹھی رہتی ہیں سامان ہمیشہ سفر میں کم لیجاؤ۔ ہر طرح کا آرام ملتا ہے اسی طرح ریل کے سفر میں خیال رکھو بلکہ ریل میں زیادہ سامان لے جانے سے اور زیادہ تکلیف ہوتی ہے (۷) ایک عیب یہ ہے کہ گاڑی وغیرہ میں سوار ہونے کے وقت مردوں سے کہہ دیا کہ منہ ڈھانک لو ایک گوشہ میں چھپ جاؤ اور جب سوار ہو چکیں تو ان

لوگوں کو دوبارہ اطلاع نہیں دی جاتی کہ اب پردہ نہیں، اس میں دو خرابیاں ہوتی ہیں کبھی تو وہ بیچارے منہ کو ڈھانکے ہوئے بیٹھے ہیں خواہ مخواہ تکلیف ہو رہی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ اٹکل سے سمجھتے ہیں کہ بس پردہ ہو چکا اور یہ سمجھ کر منہ کھول دیتے ہیں یا سامنے آجاتے ہیں اور بے پردگی ہوتی ہے، یہ ساری خرابی دوبارہ نہ کہنے کی ہے نہیں تو سب کو معلوم ہو جائے کہ دوبارہ کہنے کی بھی عادت ہے پس سب آدمی اس کے منتظر ہیں اور بے کہے کوئی سامنے نہ آئے۔

(۸) ایک عیب یہ ہے کہ ابھی سوار ہونے کو تیار نہیں ہوئیں اور آدھ گھنٹہ پہلے سے پردہ کرا دیا، رستہ رکوا دیا، بے وجہ خدا کی مخلوق کو تکلیف ہو رہی ہے اور یہ ابھی گھر میں چوچلے بگھار رہی ہیں۔

(۹) ایک عیب یہ ہے کہ جس گھر جاتی ہیں گاڑی یا ڈولی سے اتر کر جھپ سے گھر میں جا گھستی ہیں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ گھر کا کوئی مرد اندر ہوتا ہے اس کا سامنا ہو جاتا ہے۔ تم کو چاہئے کہ ابھی گاڑی یا ڈولی سے مت اترو پہلے کسی ماما وغیرہ کو گھر میں بھیج کر دکھوالو اور اپنے آنے کی خبر کر دو، کوئی مرد وغیرہ ہو گا تو علیحدہ ہو جائے گا ۔ جب تم سن لو کہ اب گھر میں مرد وغیرہ نہیں ہے تو تب اتر کر اندر جاؤ۔

(۱۰) ایک عیب یہ ہے کہ آپس میں جب دو عورتیں باتیں کرتی ہیں اکثر یہ ہوتا ہے کہ ایک کی بات ختم نہیں ہونے پاتی کہ دوسری شروع کر دیتی ہے بلکہ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ دونوں ایک دم سے بولتی ہیں وہ اپنی کہہ رہی ہے اور یہ اپنی ہانک رہی ہے نہ وہ اس کی سنے نہ یہ اس کی، بھلا ایسی بات کرنے ہی سے کیا فائدہ، ہمیشہ یاد رکھو کہ جب ایک بولنے والی کی بات ختم ہو جائے اس وقت دوسری کو بولنا چاہئے۔

(۱۱) ایک عیب یہ ہے کہ زیور اور کبھی روپیہ پیسہ بھی بے احتیاطی سے کبھی

تکیہ کے نیچے رکھ دیا، کبھی کسی طاق میں کھلا رکھ دیا، تالا کنجی ہوتے ہوئے بھی سستی کے مارے اس میں حفاظت سے نہیں رکھتیں پھر کوئی چیز جاتی رہے تو سب کا نام لگاتی پھرتی ہیں۔

(۱۲) ایک عیب یہ ہے کہ ان کو ایک کام کے واسطے بھیجو جا کر دوسرے کام میں لگ جاتی ہیں، جب دونوں سے فراغت ہو جائے تب لوٹتی ہیں اس میں بھیجنے والے کو سخت تکلیف اور الجھن ہوتی ہے کیونکہ اس نے تو ایک کام کا حساب لگا رکھا ہے کہ یہ اتنی دیر کا ہے جب اتنی دیر گزر جاتی ہے تو پھر اس کو پریشانی شروع ہوتی ہے اور یہ عقلمندیں کہتی ہیں کہ آئے تو ہیں ہی لاؤ دوسرا کام بھی لگے ہاتھوں کرتے چلیں ایسا مت کرو، اول پہلا کام کر کے اس کی فرمائش پوری کر دو پھر اپنے طور پر اطمینان سے دوسرا کام کر لو۔

(۱۳) ایک عیب سستی کا ہے کہ ایک وقت کے کام کو دوسرے وقت پر اٹھا رکھتی ہیں اس سے اکثر حرج اور نقصان ہو جاتا ہے۔

(۱۴) ایک عیب یہ ہے کہ مزاج میں اختصار نہیں اور ضرورت اور موقع کو نہیں دیکھتی کہ یہ جلدی کا وقت ہے، مختصر طور پر اس کام کو نپٹا لو ہر وقت ان کو اطمینان اور تکلّف ہی سوجھتا ہے، اس تکلّف تکلّف میں بعضی دفعہ اصل کام بگڑ جاتا ہے اور موقع نکل جاتا ہے۔

(۱۵) ایک عیب یہ ہے کہ کوئی چیز کھو جائے تو بے تحقیق کسی پر تہمت لگا دیتی ہیں یعنی جس نے کبھی کوئی چیز چرائی تھی بے دھڑک کہہ دیا کہ بس جی اسی کا کام ہے حالانکہ یہ کیا ضروری ہے کہ سارے عیب ایک ہی آدمی نے کئے ہوں اسی طرح اور بری باتوں میں ذرا شبہ سے پکا یقین کر کے اچھا خاصا گڑھ مڑھ دیتی ہیں۔

(۱۶) ایک عیب یہ ہے کہ پان تمباکو کا خرچ اس قدر بڑھالیا ہے کہ غریب آدمی تو سہار ہی نہیں سکتا اور امیروں کے یہاں اتنے خرچ میں چار پانچ غریبوں کا بھلا ہوسکتا ہے اس کو گھٹانا چاہئے ،خرابی یہ ہے کہ بے ضرورت بھی کھانا شروع کردیتی ہیں، پھر وہ علت لگ جاتی ہے۔

(۱۷) ایک عیب یہ ہے کہ ان کے سامنے دو آدمی کسی معاملہ میں بات کرتے ہوں اور ان سے نہ کوئی پوچھے نہ گچھے مگر یہ خواہ مخواہ دخل دیتی ہیں اور صلاح بتانے لگتی ہیں، جب تک کوئی تم سے صلاح نہ لے بالکل گونگی بہری بنی بیٹھی رہو۔

(۱۸) ایک عیب یہ ہے کہ محفل میں سے آکر تمام عورتوں کی صورت شکل ان کے زیور پوشاک کا ذکر اپنے خاوند سے کرتی ہیں، بھلا اگر خاوند کا دل کسی پر آگیا اور وہ اس کے خیال میں لگ گیا تو تم کو کتنا بڑا نقصان پہنچے گا۔

(۱۹) ایک عیب یہ ہے کہ ان کو کسی سے کوئی بات کرنا ہو تو وہ دوسرا آدمی چاہے کیسے ہی کام میں ہو یا وہ کوئی بات کررہا ہو کبھی انتظار نہ کریں گی کہ اس کا کام یا بات ختم ہوئے تو ہم بات کریں بلکہ اس کی بات یا کام کے بیچ میں جا کر ٹانگ اڑادیتی ہیں، یہ بری بات ہے، ذرا ٹھہر جانا چاہئے ،جب وہ تمہاری طرف متوجہ ہوسکے اس وقت بات کرو۔

(۲۰) ایک عیب یہ ہے کہ ہمیشہ بات ادھوری کریں گی ، پیغام ادھورا پہنچائیں گی ،جس سے مطلب غلط سمجھا جائے گا ،بعضی دفعہ اس میں کام بگڑ جاتا ہے اور بعضی دفعہ دو شخصوں میں اس غلطی سے رنج ہوتا ہے۔

(۲۱) ایک عیب یہ ہے کہ ان سے بات کی جائے تو پورے طور سے متوجہ ہوکر اس کو نہیں سنتیں اسی میں اور کام بھی کرلیا، کسی اور سے بھی بات کرلی نہ تو بات کرنے والے کا بات کرکے جی بھلا ہوتا ہے اور نہ اس کام کے ہونے کا پورا

بھروسہ ہوتا ہے، کیونکہ جب پوری بات سنی نہیں تو اس کو کریں گی کس طرح۔

(۲۲) ایک عیب یہ ہے کہ اپنی خطا یا غلطی کا بھی اقرار نہ کریں گی جہاں تک ہو سکے گا بات کو بناویں گی خواہ بن سکے یا نہ بن سکے۔

(۲۳) ایک عیب یہ ہے کہ کہیں سے تھوڑی سی چیز ان کے حصہ کی آوے یا ادنیٰ درجہ کی چیز آوے تو اس کو ناک ماریں گی، طعنہ دیں گی ایسی چیز بھیجنے کی ضرورت کیا تھی، بھیجتے ہوئے شرم نہ آئی یہ بری بات ہے اس کی اتنی ہی ہمت تھی۔ تمہارا تو اس نے کچھ نہیں بگاڑا اور خاوند کے ساتھ بھی ان کی یہی عادت ہے کہ خوش ہو کر چیز کم لیتی ہیں اس کو رد کر کے عیب نکال کر تب قبول کرتی ہیں۔

(۲۴) ایک عیب یہ ہے کہ ان کو کوئی کام کہو اس میں جھک جھک کر لیں گی پھر اس کام کو کریں گی، بھلا جب وہ کام کرنا ہی ہے تو اس میں واہیات باتوں سے کیا فائدہ نکلا۔ ناحق دوسرے کا بھی جی برا کیا۔

(۲۵) ایک عیب یہ ہے کہ کپڑا اپور اسل جانے سے پہلے پہن لیتی ہیں بعض دفعہ سوئی چبھ جاتی ہے بےضرورت تکلیف میں کیوں پڑے۔

(۲۶) ایک عیب یہ ہے کہ آنے کے وقت اور چلنے کے وقت مل کر ضرور روتی ہیں چاہے رونا نہ بھی آوے، مگر اس ڈر سے روتی ہیں کہ کوئی یوں نہ کہے کہ اس کو محبت نہیں۔

(۲۷) ایک عیب یہ ہے کہ اکثر تکیہ میں یا ویسے ہی سوئی رکھ کر اٹھ کر چلی جاتی ہیں اور کوئی بےخبری میں آ بیٹھتا ہے اس کے چبھ جاتی ہے۔

(۲۸) ایک عیب یہ ہے کہ بچوں کو گرمی سردی سے نہیں بچاتیں اس سے اکثر بچے بیمار ہو جاتے ہیں، پھر تعویذ گنڈے کراتی پھرتی ہیں، دوا علاج یا آئندہ کوئی احتیاط پھر بھی نہیں کرتی۔

(۲۹) ایک عیب یہ ہے کہ بچوں کو بے بھوک کھانا کھلا دیتی ہیں، یا مہمان کو اصرار کر کے کھلاتی ہیں، پھر بے بھوک کھانے کی تکلیف ان کو بھگتنی پڑتی ہے۔[1]

بعضی باتیں تجربہ اور انتظام کی

(۱) اپنے دو لڑکوں کی یا دو لڑکیوں کی شادی جہاں تک ہو سکے ایک دم مت کرو کیونکہ بہوؤں میں ضرور فرق ہوگا، دامادوں میں ضرور فرق ہوگا خود لڑکوں اور لڑکیوں کی صورت وشکل میں کپڑے کی سجاوٹ میں، نور وصبور میں، حیا وشرم میں فرق ضرور ہوگا اور بھی بہت باتوں میں فرق ہو جاتا ہے اور لوگوں کی عادت ہے ذکر مذکور کرنے کی اور ایک کو گھٹانے کی اور دوسرے کو بڑھانے کی، اس سے ناحق دوسرے کا جی برا ہوتا ہے۔

(۲) ہر کسی پر اطمینان مت کر لیا کرو، کسی کے بھروسے پر گھر مت چھوڑ جایا کرو، غرض جب تک کسی کو ہر طرح کے برتاؤ سے خوب آزما نہ لو اس کا اعتبار مت کرو خاص کر اکثر شہروں میں بہت سی عورتیں جن بنی ہوئی کعبہ کا غلاف لئے ہوئے اور کوئی تعویذ گنڈے جھاڑ پھونک کرتی ہوئی، کوئی فال دیکھتی ہوئی، کوئی تماشہ لئے ہوئے گھروں میں گھستی پھرتی ہیں، ان کو تو گھر میں ہی مت آنے دو، دروازے ہی سے روک دو، ایسی عورتوں نے بہت سے گھروں کی صفائی کر دی ہے۔

(۳) کبھی صندوقچی یا پاندان جس میں روپیہ پیسہ گہنا زیور رکھا کرتی ہو کھلا چھوڑ کر مت اٹھو۔ تالا لگا کر یا اپنے ساتھ لے کر اٹھو۔

(۴) جہاں تک ہو سکے سودا قرض مت منگاؤ جو بہت ناچاری میں منگانا ہی پڑے تو دام پوچھ کر تاریخ کے ساتھ لکھ لو اور جب دام ہوں فوراً دے دو۔

---

[1] بہشتی زیور دسواں حصہ

(۵) دھوبن کے کپڑے، پنساری کا اناج اور پسائی ان سب کا حساب لکھتی رہو، زبانی یاد کا بھروسہ مت کرو۔

(۶) جہاں تک ہو سکے گھر کا خرچ بہت کفایت اور انتظام سے اٹھاؤ بلکہ جتنا خرچ تم کو ملے اس میں سے کچھ بچالیا کرو۔

(۷) جو عورتیں باہر سے گھر میں آیا کرتی ہیں ان کے سامنے کوئی بات مت کیا کرو جس کا تم کو دوسری جگہ معلوم کرانا منظور نہیں کیونکہ ایسی عورتیں گھروں کی باتیں دس گھر جا کر کہا کرتی ہیں۔

(۸) آٹا چاول اٹکل سے مت پکاؤ اپنے خرچ کا اندازہ کر کے دونوں وقت سب چیزیں ناپ تول کر خرچ کرو، اگر کوئی تم کو طعنہ دے کچھ پروا مت کرو۔

(۹) جو لڑکیاں باہر نکلتی ہیں ان کو زیور بالکل مت پہناؤ اس میں جان و مال دونوں طرح کا اندیشہ ہے۔

(۱۰) اگر کوئی مرد دروازے پر آ کر تمہارے شوہر یا باپ بھائی سے اپنی ملاقات یا دوستی یا کسی قسم کی رشتہ داری کا تعلق ظاہر کرے ہرگز اس کو گھر میں مت بلاؤ یعنی پردہ کر کے بھی اس کو مت بلاؤ اور نہ کوئی قیمتی چیز اس کے قبضہ میں دو، غیر آدمی کی طرح کھانا وغیرہ بھیج دو زیادہ محبت واخلاص مت کرو، جب تک تمہارے گھر کا کوئی مرد اس کو پہچان نہ لے، اسی طرح ایسے شخص کی بھیجی ہوئی چیز ہرگز مت برتو، اگر وہ برا مانے کچھ غم نہ کرو۔

(۱۱) اسی طرح کوئی انجان عورت ڈولی وغیرہ کے ساتھ کہیں سے آ کر کہے کہ مجھ کو فلانے گھر سے آپ کے بلانے کو بھیجا ہے، ہرگز اس کے کہنے سے ڈولی پر مت سوار ہو، غرض انجان آدمیوں کے کہنے سے کوئی کام مت کرو، نہ اس کو اپنے گھر کی کوئی چیز دو چاہے وہ مرد ہو چاہے عورت ہو، چاہے وہ اپنے نام سے لے یا

دوسرے کے نام سے مانگے۔

(۱۲) گھر کے اندر ایسا کوئی درخت مت رہنے دو جس کے پھل سے چوٹ لگنے کا اندیشہ ہے جیسے کیتھے کا درخت۔

(۱۳) کپڑا سردی میں ذرا زیادہ پہنو، اکثر عورتیں بہت کم کپڑا پہنتی ہیں، کہیں زکام ہو جاتا ہے کہیں بخار آجاتا ہے۔

(۱۴) بچوں کو ماں باپ بلکہ دادا کا نام بھی یاد کرا دو اور کبھی کبھی پوچھتی رہا کرو تاکہ اس کو یاد رہے، اس میں یہ فائدہ ہے کہ اگر خدانخواستہ بچہ کبھی کھو جاوے اور کوئی اس سے پوچھے تو کس کا لڑکا ہے؟ تیرے ماں باپ کون ہیں؟ تو اگر بچہ کو نام یاد ہوں گے تو بتلا تو دے گا پھر کوئی نہ کوئی تمہارے پاس اس کو پہنچا دے گا، اور اگر یاد نہ ہوا تو پوچھنے پر اتنا ہی کہے گا کہ میں اما کا ہوں میں ابا کا ہوں، یہ خبر نہیں کہ اماں کون ابا کون۔

(۱۵) ایک جگہ ایک عورت اپنا بچہ چھوڑ کر کہیں کام کو چلی گئی پیچھے ایک بلی نے آکر اس کو اس قدر نوچا کہ اسی میں جان گئی اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ بچہ کو کبھی تنہا نہیں چھوڑنا چاہئے، دوسرے یہ کہ بلی کتے جانور کا کچھ اعتبار نہیں، بعضی عورتیں بیوقوفی کرتی ہیں کہ بلیوں کو ساتھ سلاتی ہیں، بھلا اس کا کیا اعتبار اگر رات کو کہیں دھوکہ میں پنجہ یا دانت مار دے یا نرخرہ پکڑ لے تو کیا کرلوگی۔

(۱۶) دوا ہمیشہ پہلے حکیم کو دکھا لو اور اس کو خوب صاف کرلو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اناڑی پنساری دوا کچھ کی کچھ دے دیتا ہے، بعضی دفعہ اس میں ایسی کوئی چیز ملی ہوتی ہے کہ اس کی تاثیر اچھی نہیں ہوتی اور جو دوا کسی بوتل یا ڈبیہ یا پڑیا میں بچ جائے اس کے اوپر ایک کاغذ کی چٹ لگا کر اس دوا کا نام لکھ دو، بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ کسی کو اس کی پہچان نہیں رہی اس لئے چاہے کتنی ہی لاگت کی ہوئی مگر پھینکنا

پڑی اور بعض دفعہ غلط یاد رہی اور اس کو دوسری بیماری میں غلطی سے برت لیا اور اس نے نقصان کیا۔

(۱۷) لحاظ کی جگہ سے قرض مت لو اور زیادہ قرض بھی مت دو اتنا دو کہ اگر وصول نہ ہو تو تم کو بھاری نہ معلوم ہو۔

(۱۸) جو کوئی بڑا یا نیک کام کرو اول کسی سمجھدار دیندار خیر خواہ آدمی سے صلاح لے لو۔

(۱۹) اپنا روپیہ پیسہ مال و متاع چھپا کر رکھو ہر کسی سے اس کا ذکر نہ کرو۔

(۲۰) جب کسی کو خط لکھو پتہ پورا اور صاف لکھو، اور اگر اسی جگہ پھر خط لکھو تو یوں نہ سمجھو کہ پہلے خط میں تو پتہ لکھ دیا تھا، اب کیا ضرورت ہے، کیونکہ پہلا خط خدا جانے ہے یا نہیں اگر نہ ہوا تو دوسرے آدمی کو کیسی دقت پڑے گی شاید اس کو زبانی بھی یاد نہ رہا ہو، یا ان پڑھ ہونے کی وجہ سے لکھنے والے کو نہ بتلا سکے۔

(۲۱) اگر ریل کا سفر کرنا پڑے تو اپنا ٹکٹ بڑی حفاظت سے رکھو یا اپنے مردوں کے پاس رکھو اور گاڑی میں غافل ہو کر زیادہ مت سوؤ نہ کسی عورت مسافر سے اپنے دل کے بھید کہو، نہ اپنے اسباب اور زیور کا اس سے ذکر کرو، اور کسی کی دی ہوئی چیز پان، پتہ مٹھائی کھانا وغیرہ کچھ مت کھاؤ اور زیور پہن کر ریل میں مت بیٹھو بلکہ اتار کر صندوقچہ وغیرہ میں رکھ لو، جب منزل پر پہنچ کر گھر جاؤ اس وقت جو چاہو پہن لو۔

(۲۲) سفر میں کچھ خرچ ضرور پاس رکھو۔

(۲۳) باؤلے آدمی کو مت چھیڑو، نہ اس سے بات کرو، جب اس کو ہوش نہیں خدا جانے کیا کہہ بیٹھے یا کیا کر گزرے پھر ناحق تم کو شرمندگی اور رنج ہو۔

(۲۴) اندھیرے میں ننگا پاؤں کہیں مت رکھو، اندھیرے میں کہیں ہاتھ

مت ڈالو، پہلے چراغ کی روشنی لے لو، پھر ہاتھ ڈالو۔

(۲۵) اپنا بھید ہر کسی سے مت کہو بعضے آدمی اوچھوں سے بھید کہہ کر پھر منع کر دیتے ہیں کہ کسی سے کہنا مت اس سے ایسے آدمی اور بھی کہا کرتے ہیں۔

(۲۶) ضروری دوائیں ہمیشہ اپنے گھر میں رکھو۔

(۲۷) ہر کام کا پہلے انجام سوچ لیا کرو اس وقت شروع کرو۔

(۲۸) چینی اور شیشے کے برتن اور سامان بھی بلا ضرورت زیادہ مت خریدو کہ اس میں بڑا روپیہ برباد ہوتا ہے۔

(۲۹) اگر عورتیں ریل میں بیٹھیں اور اپنے ساتھ کے مرد دوسری جگہ بیٹھے ہوں تو جس اسٹیشن پر اترنا ہو ریل پہنچنے کے وقت اس اسٹیشن کا نام سن کر یا تختہ پر لکھا ہوا دیکھ کر اترنا نہ چاہیے بعضے شہروں میں دو اسٹیشن ہوتے ہیں شاید ان کے ساتھ کا مرد دوسرے اسٹیشن پر اترے اور یہ یہاں اتر پڑیں تو دونوں پریشان ہوں گے یا مرد کی آنکھ لگ گئی ہو اور وہ یہاں نہ اترا اور یہ اتریں تب بھی مصیبت ہوگی بلکہ جب اپنے گھر کا مرد آجاوے تب اتریں۔

(۳۰) سفر میں لکھی پڑھی عورتیں یہ چیزیں بھی ساتھ رکھیں، ایک کتاب مسئلوں کی، پنسل، کاغذ، تھوڑے سے کارڈ، وضو کا برتن۔

(۳۱) سفر میں جانے والوں سے حتی الامکان کوئی فرمائش مت کرو کہ فلاں جگہ سے یہ خرید لانا، ہماری فلاں چیز فلاں جگہ رکھی ہے تم اپنے ساتھ لیتے آنا یا یہ اسباب لیتے جاؤ فلانے کو پہنچا دینا یا یہ خط فلانے کو دے دینا ان فرمائشوں سے اکثر دوسرے آدمی کو تکلیف ہوتی ہے، اور اگر دوسرا بے فکر ہوا تو اس کے بھروسے پر رہنے سے تمہارا نقصان ہوگا، خط تو تین پیسے میں جہاں چاہو بھیج دو اور چیز ریل میں منگا سکتی ہو یا وہ چیز اگر یہاں مل سکتی ہو تو مہنگی لے سکتی ہو، اپنی تھوڑی سی بچت

کے واسطے دوسروں کو پریشان کرنا بہتر نہیں، بعض کام ہوتا تو ہے ذرا سا مگر اس کے بندوبست میں بہت الجھن ہوتی ہے اور اگر بہت ہی ناچاری آپڑے تو چیز کے منگانے میں پہلے دام بھی دے دو اور اگر ریل بھی آوے جاوے تو کچھ زیادہ دام دے دو کہ شاید اس کے پاس خود اپنا اسباب بھی ہو اور سب مل کر تولنے کے قابل ہو جاوے۔

(۳۲) ریل میں یا ویسے کہیں سفر میں انجان آدمی کے ہاتھ کی دی ہوئی چیز کبھی نہ کھاؤ، بعضے شریر آدمی کچھ زہر یا نشہ کھلا کر مال واسباب لے بھاگتے ہیں۔

(۳۳) ریل کی جلدی میں اس کا خیال رکھو کہ جس درجہ کا ٹکٹ تمہارے پاس ہے اس سے بڑے کرایہ کے درجہ میں مت بیٹھ جاؤ، اس کی آسان پہچان یہ ہے کہ اس درجہ کی گاڑی پر جیسا رنگ پھرا ہوا ہو اسی رنگ کا ٹکٹ ہوگا، مثلاً سب سے کم کرایہ کا تیسرا درجہ ہوتا ہے اس کی گاڑی زرد رنگ کی ہوتی ہے تو اس کا ٹکٹ بھی زرد رنگ کا ہوتا ہے بس تم دونوں چیزوں کا رنگ دیکھ کر ملالیا کرو، اسی طرح سب درجوں کا قاعدہ ہے۔

(۳۴) سینے میں اگر کپڑے میں سوئی اٹک جائے تو اسے دانت سے پکڑ کر مت کھینچو بعضی دفعہ ٹوٹ کر یا پھسل کر تالو میں گھس جاتی ہے۔

(۳۵) ایک نہرنی (ناخن کٹر) ناخن تراشنے کو ضرور اپنے پاس رکھو اگر وقت بے وقت نائن کو دیر ہوگئی تو اپنے ہاتھ سے ناخن تراشنے کا آرام ملے گا۔

(۳۶) بازاری غیر مستند اور مشتبہ دواؤں کو اس وقت تک استعمال نہ کریں جب تک کہ تجربہ کار سمجھ دار حکیم کو دکھلا کر اجازت نہ لے لی جائے، خاص کر آنکھ میں تو کبھی ایسی ویسی دوا ہرگز نہ ڈالنا چاہیئے۔

(۳۷) جس کام کا پورا بھروسہ نہ ہو اس میں دوسرے کو کبھی بھروسہ نہ دے

ورنہ تکلیف اوررنج ہوگا۔

(۳۸) کسی کی مصلحت میں دخل اور اصلاح نہ دے البتہ جس پر پورا بھروسہ ہو یا جو خود پوچھے وہاں کچھ ڈر نہیں۔

(۳۹) کسی کو ٹھہرنے یا کھانا کھلانے پر زیادہ اصرار نہ کرے، بعض دفعہ اس میں دوسرے کو الجھن اور تکلیف ہوتی ہے، ایسی محبت سے کیا فائدہ جس کا انجام نفرت اور الزام ہو۔

(۴۰) اتنا بوجھ مت اٹھاؤ جو مشکل سے اٹھے ہم نے بہت آدمی دیکھے ہیں کہ لڑکپن میں اٹھالیا اور کچھ نہ کچھ بگاڑ پڑ گیا جس سے ساری عمر کی تکلیف کھڑی ہوگئی، خاص کر لڑکیاں اور عورتیں بہت احتیاط رکھیں، ان کی بدن کے جوڑ، رگ پٹھے اور بھی کمزور اور نرم ہوتے ہیں۔

(۴۱) سوا یا سوئی یا ایسی کوئی چیز چھوڑ کر مت اٹھو، شاید کوئی بھولے سے اس پر آبیٹھے اور وہ اس کے چبھ جائے۔

(۴۲) آدمی کے اوپر سے کوئی چیز وزن کی یا خطرے کی مت دو اور کھانا پانی بھی کسی کے اوپر سے مت دو شاید ہاتھ سے چھوٹ جائے۔

(۴۳) کسی بچہ یا شاگرد کو سزا دینا ہو تو موٹی لکڑی یا لات گھونسہ سے مت مارو، اللہ بچائے اگر کہیں نازک جگہ چوٹ لگ جائے تو لینے کے دینے پڑ جاویں اور چہرہ اور سر پر بھی مت مارو۔

(۴۴) اگر کہیں مہمان جاؤ اور کھانا کھا چکی ہو تو جاتے ہی گھر والوں کو اطلاع کردو کیونکہ وہ لحاظ کے مارے خود پوچھیں گے نہیں تو چپکے چپکے فکر کریں گے، خواہ وقت ہو یا نہ ہو، انہوں نے تکلیف جھیل کر کھانا پکایا جب سامنے آیا تو تم نے کہہ دیا کہ ''ہم نے کھالیا'' اس وقت ان کو کتنا افسوس ہوگا تو پہلے ہی سے کیوں نہ

کہہ دو، اسی طرح کوئی دوسرا تمہاری دعوت کرے یا تم کو ٹھہرائے تو گھر والے سے اجازت لو اگر ایسی ہی مصلحت ہو جس سے تم کو خود منظور کرنا پڑے تو گھر والے کو ایسے وقت اطلاع کرو کہ وہ کھانا پکانے کا سامان نہ کرے۔

(۴۵) جو جگہ لحاظ اور تکلف کی ہو وہاں خرید و فروخت کا معاملہ مناسب نہیں، کیونکہ ایسی جگہ پر نہ بات صاف ہو سکتی ہے نہ تقاضہ ہو سکتا ہے، ایک دل میں کچھ سمجھتا ہے دوسرا کچھ سمجھتا ہے انجام اچھا نہیں۔

(۴۶) چاقو وغیرہ سے دانت مت کریدو۔

(۴۷) پڑھنے والے بچوں کو دماغ کی طاقت کی غذا ہمیشہ کھلاتی رہو۔

(۴۸) جہاں تک ممکن ہو رات کو تنہا مکان میں مت رہو خدا جانے کیا اتفاق ہو اور ناچاری کی اور بات ہے، بعضے آدمی یوں ہی مر کر رہ گئے اور کئی روز لوگوں کو خبر نہیں ہوئی۔

(۴۹) چھوٹے بچوں کو کنوئیں پر مت چڑھنے دو بلکہ اگر گھر میں کنواں ہو تو اسپر تختہ ڈلوا کر ہر وقت تالا لگائے رکھو اور انکو لوٹا دے کر پانی لانے کے واسطے کبھی مت بھیجو شاید وہاں جا کر خود ہی کنوئیں سے ڈول کھینچنے لگیں۔

(۵۰) پتھر، سل، اینٹ بہت دنوں تک جو ایک جگہ رکھی رہتی ہے اکثر اس کے نیچے بچھو وغیرہ پیدا ہو جاتے ہیں اس کو دفعۃً مت اٹھالو، خوب دیکھ بھال کر اٹھاؤ۔

(۵۱) جب بچھونے پر لیٹنے لگو تو اس کو کسی کپڑے سے پھر جھاڑ لو، شاید کوئی جانور اس پر چڑھ گیا ہو۔

(۵۲) ریشمی اونی کپڑے کی تہوں میں نیم کی پتی اور کافور رکھ دیا کرو کہ اس سے کیڑا نہیں لگتا۔

(۵۳) اگر گھر میں کچھ روپیہ پیسہ دبا کر رکھو تو ایک دو آدمی گھر کے جن کا تم کو پورا اعتبار ہو ان کو بھی بتلا دو، ایک جگہ ایک عورت پانچ سو روپے میاں کی کمائی کے دبا کر مرگئی جگہ ٹھیک کسی کو معلوم نہیں تھی، سارے گھر کو کھود ڈالا کہیں پتہ نہ لگا، میاں غریب آدمی تھا، خیال کرو کیسا صدمہ ہوا ہوگا۔

(۵۴) بعضے آدمی تالا لگا کر کنجی بھی ادھر ادھر پاس ہی رکھ دیتے ہیں (بعد میں پریشان ہوتے ہیں) یہ بڑی غلطی کی بات ہے۔

(۵۵) رات کے وقت روپیہ وغیرہ گننا ہو تو آہستہ گنو کہ آواز نہ ہو اس کے ہزاروں دشمن ہیں۔

(۵۶) جلتا چراغ تنہا مکان میں چھوڑ کر مت جاؤ، اسی طرح دیا سلائی سلگتی ہوئی ویسی ہی مت پھینک دو، اس کو یا تو بجھا کر پھینکو یا پھینک کر جوتی وغیرہ سے مل ڈالو تا کہ اس میں بالکل چنگاری نہ رہے۔

(۵۷) بچوں کو دیا سلائی سے یا آگ سے یا آتشبازی سے ہرگز کھیلنے مت دو، ہمارے پڑوس میں ایک لڑکا دیا سلائی کھینچ رہا تھا کُرتے میں آگ لگ گئی تمام سینہ جل گیا، ایک جگہ آتشبازی سے ایک لڑکے کا ہاتھ اڑ گیا۔

(۵۸) پاخانہ وغیرہ میں چراغ لے جاؤ تو بہت احتیاط رکھو کہیں کپڑوں میں نہ لگ جاوے بہت آدمی اس طرح جل چکے ہیں خاص کر مٹی کا تیل تو اور بھی غضب ہے۔[۱]

---

[۱] بہشتی زیور دسواں حصہ

بعضی باتیں نیکیوں کی اور نصیحتوں کی

(۱) پرانی باتوں کا کسی کو طعنہ دینا بری بات ہے۔ عورتوں کی ایسی بری عادت ہے کہ جن رنجوں کی صفائی اور معافی بھی ہو چکی ہے جب کوئی نئی بات ہوگی پھر ان رنجوں کے ذکر کو لے بیٹھیں گی یہ گناہ بھی ہے اور اس سے دلوں میں دوبارہ رنج وغبار بھی بڑھ جاتا ہے۔

(۲) اپنی سسرال کی شکایت ہرگز میکے میں جا کر مت کرو، بعضی شکایت گناہ بھی ہے اور یہ بے صبری کی بھی بات ہے اور اکثر اس سے دونوں طرف رنج بھی بڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح سسرال میں جا کر میکے کی تعریف یا وہاں کی بڑائی مت کرو اس میں بھی بعض دفعہ فخر وتکبر کا گناہ ہو جاتا ہے اور سسرال والے سمجھتے ہیں کہ ہم کو بہو بے بقدر سمجھتی ہے اس سے وہ بھی اس کی بے قدری کرنے لگتے ہیں۔

(۳) زیادہ بکواس کی عادت مت ڈالو ورنہ بہت سی باتوں میں کوئی نہ کوئی بات نامناسب ضرور نکل جاتی ہے جس کا انجام دنیا میں رنج اور عقبیٰ (آخرت) میں گناہ ہوتا ہے۔

(۴) جہاں تک ہو سکے اپنا کام کسی سے مت لو خود اپنے ہاتھ سے کر لیا کرو، بلکہ دوسروں کا بھی کام کر دیا کرو اس سے تم کو ثواب بھی ہوگا اور اس سے ہر دلعزیز ہو جاؤ گی۔

(۵) اسی طرح عورتوں کو کبھی منھ مت لگاؤ اور نہ کان دے کر ان کی بات سنو جو ادھر ادھر کی باتیں گھر میں آ کر سنا دیں۔ ایسی باتیں سننے سے گناہ بھی ہوتا ہے اور کبھی فساد بھی ہو جاتا ہے۔

(۶) اگر اپنی ساس، نند، دیورانی، جٹھانی یا دور و نزدیک کے رشتہ دار کی کوئی

شکایت سنو تو اس کو دل میں مت رکھو بہتر تو یہ ہے کہ اسکو جھوٹ سمجھ کر دل سے نکال ڈالو۔ اگر اتنی ہمت نہ ہو تو جس نے تم سے کہا ہے اس کا سامنا کرا کر منھ در منھ اس کو صاف کر لو اس سے فساد نہیں بڑھتا۔

(۷) نوکروں پر ہر وقت سختی اور تنگی مت کیا کرو اور اپنے بچوں کی دیکھ بھال رکھو تا کہ وہ ماما نوکروں کو یا ان کے بچوں کو نہ ستانے پاویں کیونکہ یہ لوگ لحاظ کے مارے زبان سے سے تو کچھ نہ کہیں گے لیکن دل میں ضرور کوسیں گے پھر اگر نہ بھی کوسا جب بھی ظلم کا وبال اور گناہ تو ضرور ہوگا۔

(۸) اپنا وقت فضول باتوں میں مت کھویا کرو اور بہت سا وقت اس کام کے لئے بھی رکھو کہ اس میں لڑکیوں کو قرآن اور دین کی باتیں پڑھایا کرو اگر زیادہ نہ ہو تو قرآن کے بعد یہ کتاب بہشتی زیور (اصلاح خواتین وغیرہ) شروع سے ختم تک تو ضرور پڑھا دیا کرو، لڑکیاں چاہے اپنی ہوں یا پرائی ہوں ان سب کے لئے اس کا بھی خیال رکھو کہ انکو ضروری ہنر بھی آ جاویں لیکن قرآن کے ختم ہونے تک ان سے دوسرا کام مت لو اور جب قرآن پڑھ چکیں اور صاف بھی کر لیں پھر صبح کے وقت پڑھاؤ پھر جب چھٹی لے کر کھانا کھا چکیں ان سے لکھواؤ۔ پھر دن رہے سے ان کو کھانا پکانے کا اور سینے پرونے کا کام سکھاؤ۔

(۹) جو لڑکیاں تم سے پڑھنے آویں ان سے اپنے گھر کے کام مت لو نہ ان سے اپنے بچوں کو ٹہل کراؤ بلکہ انکو بھی اپنی اولاد کی طرح رکھو۔

(۱۰) نام کے واسطے کبھی کوئی فکر کوئی بوجھ اپنے اوپر مت ڈالو گناہ مصیبت کی مصیبت۔

(۱۱) کہیں آنے جانے کے وقت اس کی پابند مت بنو کہ خواہ مخواہ جوڑا ضرور ہی بدلا جاوے زیور بھی سارا لادا جاوے کیونکہ اس میں یہی نیت ہوتی ہے کہ

دیکھنے والے ہم کو بڑا سمجھیں سو ایسی نیت خود گناہ ہے اور چلنے میں اس کے سبب دیر بھی ہو جاتی ہے جس سے طرح طرح کے حرج ہو جاتے ہیں، مزاج میں عاجزی اور سادگی رکھو، کبھی جو کپڑے پہنے بیٹھی ہو یہی پہن کر چلی جایا کرو کبھی اگر کپڑے زیادہ میلے ہوئے یا ایسا ہی کوئی موقع ہوا مختصر طور پر جتنا آسانی سے اور جلدی سے ہو سکا بدل بدلا لیا بس چھٹی ہوئی۔

(۱۲) کسی کے بدلہ لینے کے وقت اس کے خاندان کے یا مرے ہوؤں کے عیب مت نکالو اس میں گناہ بھی ہو جاتا ہے اور خواہ مخواہ دوسروں کو رنج ہوتا ہے۔

(۱۳) دوسروں کی چیز جب برت چکو یا جب برتن خالی ہو جاوے فوراً واپس کر دو، اگر کوئی اتفاق سے اس وقت لے جانے والا نہ ملے تو اس کو اپنے برتنے کی چیزوں میں ملا جا کر مت رکھو بالکل علٰحدہ اٹھا کر رکھ دو تا کہ وہ چیز ضائع نہ ہو ویسے بھی بے اجازت کسی کی چیز برتنا گناہ ہے۔

(۱۴) اچھے کھانے پینے کی عادت مت ڈالو ہمیشہ ایک سا وقت نہیں رہتا پھر کسی وقت بہت مصیبت جھیلنی پڑتی ہے۔

(۱۵) احسان کسی کا چاہے تھوڑا ہی ہو اس کو کبھی مت بھولو اور اپنا احسان چاہے جتنا ہی بڑا ہو مت جتلاؤ۔

(۱۶) جس وقت کوئی کام نہ ہو سب سے اچھا شغل کتاب دیکھنا ہے، جن کتابوں کا اثر اچھا نہ ہو (مثلاً ناولیں، غیر معتبر رسالے وغیرہ) ان کو کبھی مت دیکھو۔

(۱۷) چلا کر کبھی مت بولو باہر آواز جائے گی کیسی شرم کی بات ہے۔

(۱۸) اگر رات کو اٹھو اور گھر والے سوتے ہوں تو کھڑ کھڑ دھڑ دھڑ مت کرو، زور سے مت چلو تم تو ضرورت سے جاگیں بھلا اوروں کو کیوں جگایا، جو کام کرو

آہستہ کرو، آہستہ کواڑ کھولو، آہستہ پانی لو، آہستہ تھوکو، آہستہ چلو، آہستہ گھڑا بند کرو۔

(۱۹) بڑوں سے ہنسی مت کرو بے ادبی کی بات ہے اور کم حوصلہ لوگوں سے بے تکلفی نہ کرو کہ وہ بے ادب ہو جائیں گے پھر تم کو ناگوار ہوگا یا وہ لوگ کہیں دوسری جگہ گستاخی کر کے ذلیل ہوں گے۔

(۲۰) اپنے گھر والوں کی یا اپنی اولاد کی کسی کے سامنے تعریف مت کرو۔

(۲۱) اگر کسی محفل میں سب کھڑے ہو جاویں تم بھی مت بیٹھی رہو کہ اس میں تکبر پایا جاتا ہے۔

(۲۲) اگر دو شخصوں میں آپس میں رنج ہو تو تم ان دونوں کے درمیان ایسی بات کوئی مت کہو کہ اگر ان میں میل ہو جاوے تو تم کو شرمندگی اٹھانی پڑے۔

(۲۳) جب تک روپے پیسے یا نرمی سے کام نکل سکے سختی اور خطرہ میں نہ پڑو۔

(۲۴) مہمان کے سامنے کسی پر غصہ مت کر۔ اس سے مہمان کا دل ویسا کھلا ہوا نہیں رہتا جیسا کہ پہلے تھا۔

(۲۵) دشمن کے ساتھ بھی اخلاق کے ساتھ پیش آؤ اس کی دشمنی نہ بڑھے گی۔

(۲۶) روٹی کے ٹکڑے یوں ہی مت پڑے رہنے دو، جہاں دیکھو اٹھا لو اور صاف کر کے کھا لو اگر نہ کھا سکو کسی جانور کو دے دو، اور دستر خوان جس میں ریزے ہوں اس کو ایسی جگہ مت جھاڑو جہاں کسی کا پاؤں آوے۔

(۲۷) جب کھانا کھا چکو اس کو چھوڑ کر مت اٹھو کہ اس میں بے ادبی ہے بلکہ پہلے برتن اٹھوا دو تب خود اٹھو۔

(۲۸) لڑکیوں پر تاکید رکھو کہ لڑکوں میں نہ کھیلا کریں کیونکہ اس میں دونوں کی عادت بگڑتی ہے اور جو غیر لڑکے گھر میں آویں چاہے وہ چھوٹے ہی ہوں مگر

اس وقت لڑکیاں وہاں سے ہٹ جایا کریں۔

(۲۹) کسی سے ہاتھ پاؤں کی ہنسی ہرگز مت کرو، اکثر اگر تو رنج ہوجاتا ہے اور کبھی جگہ بے جگہ چوٹ بھی لگ جاتی ہے اور زبانی بھی زیادہ ہنسی مت کرو جس سے دوسرا چڑنے لگے اس میں بھی تکرار ہوجاتی ہے خاص کر مہمان سے ہنسی کرنا اور بھی بیہودہ بات ہے جیسے بعضے آدمی براتیوں سے ہنسی کرتے ہیں۔

(۳۰) اپنے بزرگوں کے سرہانے مت بیٹھو لیکن اگر وہ کسی وجہ سے خود حکم کے طور پر بیٹھنے کو کہیں تو اس وقت ادب یہی ہے کہ کہنا مان لو۔

(۳۱) اگر کسی سے کوئی چیز مانگنے کے طور پر لو تو ایک تو اس کو خوب احتیاط سے رکھو اور جب وہ خالی ہوجائے فوراً اس کے پاس پہنچا دو یہ راہ مت دیکھو کہ وہ خود مانگے اول تو اس کو خبر کیا کہ اب خالی ہوگئی دوسرے شاید لحاظ کے مارے نہ مانگے اور شاید اس کو یاد نہ رہے پھر ضرورت کے وقت اس کو کیسی پریشانی ہوگی اسی طرح کسی کا قرض ہو تو اس کا خیال رکھو کہ جب ذرا بھی گنجائش ہو فوراً جتنا ہوسکا قرض اتار دیا۔

(۳۲) اگر کبھی کسی ناچاری میں کہیں رات بے رات پیدل چلنے کا موقع ہو تو چھڑے کڑے وغیرہ پاؤں سے نکال کر ہاتھ میں لے لو راستہ میں بجاتی ہوئی مت چلو۔

(۳۳) اگر کوئی بالکل تنہا کوٹھڑی وغیرہ میں ہو اور کواڑ بند ہوں تو دفعۃً کھول کر اندر مت چلی جاؤ خدا جانے وہ آدمی ننگا ہو کھلا ہو یا سوتا ہو اور ناحق بے آرام ہو بلکہ آہستہ آہستہ پہلے پکارو اور اندر جانے کی اجازت لو اگر وہ اجازت دے تو اندر جاؤ نہیں تو خاموش ہوجاؤ پھر دوسرے وقت سہی، البتہ اگر کوئی بہت ہی ضرورت کی بات ہو تو پکار کر جگا لو جب تک وہ بول نہ پڑے تب تک اندر پھر بھی مت جاؤ۔

(۳۴) جس آدمی کو پہچانتی نہ ہو اس کے سامنے کسی شہر یا قوم کی برائی مت کرو شاید وہ آدمی اسی شہر یا اسی قوم کا ہو پھر تم کو شرمند ہونا پڑے۔

(۳۵) اسی طرح جس کام کا کرنے والا تم کو معلوم نہ ہو تو یوں مت کہو کہ یہ کس بیوقوف نے کیا ہے یا ایسی ہی کوئی بات مت کہو شاید کسی ایسے شخص نے کیا ہو جس کا تم لحاظ کرتی ہو پھر معلوم ہوئے پیچھے شرمندہ ہونا پڑے۔

(۳۶) اگر تمہارا بچہ کسی کا قصور خطا کرے تو تم کبھی اپنے بچے کی طرفداری مت کرو خاص کر بچے کے سامنے ایسا کرنا بچے کی عادت خراب کرنا ہے۔

(۳۷) لڑکیوں کی شادی میں زیادہ یہ بات دیکھو کہ داماد کے مزاج میں خدا کا خوف اور دینداری ہو ایسا شخص اپنی بی بی کو ہمیشہ آرام سے رکھتا ہے، اگر مال و دولت بہت کچھ ہو اور دین نہ ہو تو وہ شخص اپنی بی بی کا حق ہی نہ پہچانے گا اور اس کے ساتھ وفاداری نہ کرے گا بلکہ روپیہ پیسہ بھی نہ دے گا اگر دیا بھی تو اس سے زیادہ جلاوے گا۔

(۳۸) بعضی عورتوں کی عادت ہے کہ پردے میں سے کسی کو بلانا ہو تو خبر کرنے کے لئے آڑ میں کھڑی ہو کر ڈھیلا پھینکتی ہیں بعضی دفعہ وہ کسی کے لگ جاتا ہے ایسا کام کرنا نہ چاہئے جس میں کسی کو تکلیف پہنچنے کا شبہ ہو بلکہ اپنی جگہ بیٹھی ہوئی اینٹ وغیرہ کھٹ کھٹا دینا چاہئے۔

(۳۹) اپنے کپڑوں پر سوئی ڈورے سے کوئی نشان پھول وغیرہ وغیرہ بنا دیا کرو کہ دھوبی کے گھر کپڑے بدلے نہ جاویں ورنہ کبھی غلطی سے تم دوسرے کے اور دوسرا تمہارے کھڑے برت کر خواہ مخواہ گنہگار ہوگا اور دنیا کا بھی نقصان ہے۔

(۴۰) عرب میں دستور ہے کہ جو کوئی بزرگ آدمی سے کوئی چیز تبرک کے طور پر لینا چاہتے ہی تو وہ چیز اپنے پاس سے ان بزرگ کے پاس لا کر کہتے ہیں کہ آپ

اس کو ایک دوروز استعمال کر کے ہم کو دے دیجئے ،اس میں ان بزرگ کو تردد نہیں کرنا پڑتا ورنہ اگر بیس آدمی کسی بزرگ سے ایک ایک کپڑا مانگیں تو ان کی گٹھری میں تو ایک چیتھڑا بھی نہ رہے ہمارے ہندوستان میں بیدھڑک مانگ بیٹھتے ہیں بعضی دفعہ ان کو سوچ ہو جاتا ہے۔اگر ہم لوگ بھی عرب کا دستور برتیں تو بہت مناسب ہے۔

(۴۱) اگر کوئی شخص اپنی طرف سے کوئی بات کہے تو اگر اس کے خلاف مناسب جواب دینا ہو تو اپنی طرف سے جواب دو کسی اور کے نام سے مت کہو کہ تم یوں کہتے ہو اور فلاں شخص اس کے خلاف کہتا ہے کیونکہ اگر اس دوسرے شخص کو اس نے کچھ کہہ دیا تو وہ سن کر رنجیدہ ہو گا۔

(۴۲) محض اٹکل اور گمان سے بدون تحقیق کئے ہوئے کسی پر الزام مت لگاؤ اس سے بہت دل دکھتا ہے۔(بہشتی زیور دسواں حصہ)

بچوں کی احتیاط کا بیان

(۱) ہر روز بچے کا ہاتھ ،منھ، گلا،کان چڈھے (یعنی جنگا سے) وغیرہ گیلے کپڑے سے خوب صاف کر دیا کریں میل جمنے سے گوشت گل کر زخم پڑ جاتے ہیں۔

(۲) جب پیشاب یا پاخانہ کرے فوراً پانی سے طہارت کر دیا کریں خالی چیتھڑے سے پوچھنے پر بس نہ کیا کریں اس سے بچے کے بدن میں خارش اور شوزس ہو جاتی ہے اگر موسم سرد ہو تو پانی نیم گرم کر لیں۔

(۳) بچے کو الگ سلا دیں اور حفاظت کے واسطے دونوں طرف کی پٹیوں سے دو چار پائیاں ملا کر بچھا دیں یا اس کی دونوں کروٹ پر دو تکیے رکھ دیں تا کہ گر نہ پڑے ، پاس سلانے میں یہ ڈر ہے کہ شاید سوتے میں کہیں کروٹ تلے دب جاوے ہاتھ پاؤں نازک تو ہوتے ہی ہیں اگر صدمہ پہنچ جاوے تعجب نہیں ایک

جگہ اسی طرح ایک بچے رات کو دب گیا صبح کو مرا ہوا ملا۔

(۴) جھولے کی زیادہ عادت بچے کو نہ ڈالیں کیونکہ جھولا ہر جگہ نہیں ملتا اور بہت گود میں بھی نہ رکھیں اس سے بچہ کمزور ہو جاتا ہے۔

(۵) چھوٹے بچے کو عادت ڈالیں کہ سب کے پاس آجایا کرے ایک آدمی کے پاس زیادہ ہل جانے سے اگر وہ آدمی مرجاوے یا نوکری سے چھڑا دیا جاوے تو بچہ کی مصیبت ہو جاتی ہے۔

(۶) اگر بچہ کو انا کا دودھ پلانا ہو تو ایسی انا تجویز کرنا چاہئے جس کا دودھ اچھا ہو اور جوان ہو اور دودھ اس کا تازہ ہو یعنی اس کا بچہ چھ سات مہینے سے زیادہ نہ ہو اور وہ خصلت کی اچھی ہو اور دیندار ہو۔ احمق بے شرم بدچلن، کنجوس، لالچی نہ ہو۔

(۷) جب بچہ کھانا کھانے لگے انا اور کھلائی پر بچے کا کھانا نہ چھوڑیں بلکہ خود اپنے یا اپنے کسی سلیقہ دار معتبر آدمی کے سامنے کھانا کھلایا کریں تا کہ اندازہ کھا کر بیمار نہ ہو ہو جائے اور بیماری میں دوا بھی اپنے سامنے بنواویں اپنے سامنے پلاویں۔

(۸) جب کچھ سمجھ دار ہو جائے تو اس کو اپنے ہاتھ سے کھانے کی عادت ڈالیں اور کھانے سے پہلے ہاتھ دھلوا دیا کریں اور داہنے ہاتھ سے کھانا سکھلاویں اور اس کو کم کھانے کی عادت ڈالیں تا کہ بیماری اور حرص سے بچا رہے۔

(۹) ماں باپ خود بھی خیال رکھیں اور جو مرد یا عورت بچے پر مقرر ہو وہ بھی خیال رکھے کہ بچہ ہر وقت صاف ستھرا رہے۔

(۱۰) اگر ممکن ہو تو ہر وقت کوئی بچے کے ساتھ رہے کھیل کود کے وقت اس کا دھیان رکھے بہت دوڑنے کودنے نہ دے۔ بلند مکان پر لے جا کر نہ کھلاوے، بھلے مانسوں کے بچوں کے ساتھ کھلاوے، کمینوں کے بچوں کے ساتھ نہ کھیلنے دے زیادہ بچوں میں نہ کھیلنے دے، گلیوں سڑکوں میں نہ کھیلنے دے، بازار وغیرہ اس

کو لئے نہ پھرے ،اس کی ہر بات کو دیکھ کر ہر موقع کے مناسب اس کو آداب قاعدے سکھلاوے، بیجا باتوں سے اس کو روکے۔

(۱۱) کھلائی کو تاکید کردیں کہ اس کو غیر جگہ کچھ نہ کھلاوے اگر کوئی اسکو کھانے پینے کی چیز دیوے تو گھر لاکر ماں باپ کے روبرو رکھ دے آپ ہی آپ نہ کھلاوے۔

(۱۲) بچہ کو عادت ڈالیں کہ بجز اپنے بزرگوں کے اور کسی سے کوئی چیز نہ مانگے اور نہ بغیر اجازت کے کسی کی دی ہوئی چیز لے۔

(۱۳) بچہ کا بہت لاڈ پیار نہ کرے ورنہ ابتر ہو جاوے گا۔

(۱۴) بچہ کو بہت تنگ کپڑے نہ پہناویں اور بہت گوٹا کناری بھی نہ لگاویں ،البتہ عید بقر عید میں مضائقہ نہیں۔

(۱۵) بچہ کو منجن مسواک کی عادت ڈالیں۔

(۱۶) اس کتاب کے ساتویں حصہ میں جو آداب اور قاعدے کھانے پینے کے بولنے چالنے کے، ملنے جلنے کے اٹھنے بیٹھنے کے لکھے گئے ہیں ان سب کی عادت بچے کو ڈالیں ، اس بھروسہ نہ رہیں کہ بڑا ہو کر آپ سیکھ جائے گا یا اسکو اس وقت پڑھا دیں گے۔ یاد رکھو آپ سے کوئی نہیں سیکھا کرتا اور پڑھنے سے جان تو جاتا ہے مگر عادت نہیں پڑتی اور جب تک نیک باتوں کی عادت نہ ہو کتنا ہی کوئی لکھا پڑھا ہو ہمیشہ اس سے بے تمیزی نالائقی اور دل دکھانے کی باتیں ظاہر ہوتی ہیں اور کچھ (بہشتی زیور کے چوتھے حصہ اور نویں حصے پر بچوں کے متعلق لکھا گیا ہے وہاں دیکھ کر ان باتوں کا بھی خیال رکھے۔ (۱۷) پڑھنے میں بچے پر بہت محنت نہ ڈالے شروع میں ایک گھنٹہ پڑھنے کا مقرر کرے پھر دو گھنٹے پھر تین گھنٹے اسی طرح اس کی طاقت اور سہارا کے موافق اس سے محنت لیتا رہے ایسا نہ کرے کہ سارا دن پڑھاتا رہے، ایک تو تھکن کی وجہ سے بچہ جی چرانے لگے گا پھر زیادہ محنت

سے دل اور دماغ خراب ہوکر ذہن اور حافظہ میں فتور آجاوے گا اور بیماروں کی طرح سست رہنے لگے گا پھر پڑھنے میں جی نہ لگاوے گا۔

(۱۸) سوائے معمولی چھٹیوں کے بدون سخت ضرورت کے بار بار چھٹی نہ دلواویں کہ اس سے طبیعت اچاٹ ہوجاتی ہے۔

(۱۹) جہاں تک میسر ہو جو علم جو فن سکھلاویں ایسے آدمی سے سکھلاویں جو اس میں پورا عالم اور کامل ہو، بعضے آدمی سستا معلم رکھ کر اس سے تعلیم دلواتے ہیں شروع سے طریقہ بگڑ جاتا ہے پھر درستی مشکل ہوجاتی ہے۔

(۲۰) آسان سبق ہمیشہ تیسرے پہر کے وقت مقرر کریں اور مشکل سبق صبح کو کیونکہ اخیر وقت طبیعت تھکی ہوئی ہوتی ہے مشکل سبق سے گھبراوے گی۔

(۲۱) بچوں کو خصوصاً لڑکی کو پکانا اور سینا ضرور سکھاؤ۔

(۲۲) شادی میں دولہا دلہن کی عمر میں زیادہ فرق ہونا بہت سی خرابیوں کا باعث ہے۔

(۲۳) اور بہت کم عمری میں شادی نہ کریں اس میں بھی بہت بڑے نقصان ہیں۔

(۲۴) لڑکوں کو تعلیم کرو کہ سب کے سامنے خاص کر لڑکیوں یا عورتوں کے سامنے ڈھیلے سے استنجا نہ سکھلایا کریں۔[۱]

---

[۱] بہشتی زیور دسواں حصہ

فصل

رسول اللہ ﷺ کی مختصر سیرت اور آپ کے اخلاق و عادات

آپ کا مشہور نام مبارک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے آپ کے والد کا نام عبداللہ ہے اور ان کے والد کا نام عبدالمطلب اور ان کے والد کا نام ہاشم اور ان کے والد کا نام عبدمناف، آپ کی والدہ کا نام آمنہ ہے اور ان کے والد کا نام وہب اور ان کے والد کا نام عبدمناف اور ان کے والد کا نام زہرہ، اور یہ عبدمناف اور ہیں۔

اور پیر کے روز ربیع الاول کے مہینے میں جس سال ایک کافر بادشاہ ہاتھی لے کر کعبہ پر اس کے ڈھانے کے واسطے چڑھ آیا تھا آپ پیدا ہوئے، اور آپ پانچ سال اور دو روز کے تھے اس وقت آپ کی دودھ پلائی نے آپ کو آپ کی والدہ کے پاس پہنچا دیا، جب آپ چھ سال کے ہوگئے آپ کی والدہ آپ کو ہمراہ لے کر آپ کے دادا کی ننھیال بنی نجّار میں گئیں اور ایک مہینے کے بعد لوٹتے ہوئے مقام ابواء میں انتقال کر گئیں، ام ایمن بھی ساتھ تھیں وہ آپ کو مکہ میں لائیں، اور آپ کے والد آپ کو حمل میں چھوڑ کر انتقال کر گئے تھے، آپ کے دادا عبدالمطلب نے پرورش کرنا شروع کیا، پھر آپ کے دادا کا انتقال ہو گیا، آپ کے چچا ابو طالب نے آپ کو پرورش کیا، اور وہ آپ کو شام کی طرف تجارت کے لئے لے چلے تھے، راہ میں بُحیرا نے جو نصاریٰ کا عالم اور درویش تھا آپ کو دیکھا اور آپ کے چچا سے تاکید کی کہ آپ کی حفاظت کرو یہ نبی ہیں، اور آپ کو مکہ واپس کرا دیا، پھر آپ خود حضرت خدیجہؓ کا مالِ تجارت لے کر شام چلے، راہ میں نسطورا نے جو کہ عالم اور درویش نصاریٰ کا تھا آپ کے نبی ہونے کی گواہی دی، اور جب آپ لوٹے تو حضرت

خدیجہؓ سے آپ کی شادی ہوگئی اس وقت آپ کی عمر پچیس برس کی تھی اور حضرت خدیجہؓ چالیس برس کی تھیں، پھر چالیس برس کی عمر میں آپ کو نبوت ملی اور آپ باون یا ترپن برس کے تھے کہ آپ کو معراج ہوئی، نبوت کے بعد تیرہ برس آپ مکہ میں رہے، پھر جب کافروں نے بہت دق کیا خدائے تعالیٰ کے حکم سے آپ مدینہ چلے گئے، اور آپ مدینہ میں دس برس تک رہے پھر بدھ کے روز صفر کے مہینے کے دو دن رہے تھے آپ بیمار ہوئے اور ربیع الاول کی بارہ تاریخ پیر کے روز چاشت کے وقت تریسٹھ سال کی عمر میں وفات فرما گئے، اور منگل کے دن دوپہر ڈھلے دفن کئے گئے اور بعضوں نے کہا ہے کہ منگل کا دن گذر کر رات آگئی تھی۔

آپ دل کے بڑے سخی تھے، کسی سوالی سے ''نہیں'' کبھی نہیں کی، اگر ہوا دے دیا نہ ہوا تو نرمی سے سمجھا دیا، دوسرے وقت دینے کا وعدہ کرلیا، آپ بات کے بڑے سچے تھے، آپ کی طبعیت بہت نرم تھی، سب باتوں میں سہولت اور آسانی برتتے، اپنے پاس اٹھنے بیٹھنے والوں کا بڑا خیال رکھتے کہ ان کو کسی طرح کی اپنے سے تکلیف نہ پہنچے، یہاں تک کہ اگر رات کو اٹھ کر باہر جانا ہوتا تو بہت ہی آہستہ جوتی پہنتے، بہت ہلکے سے کواڑ کھولتے بہت آہستہ چلتے، جب گھر میں تشریف لاتے اور گھر والے سو رہتے تو بھی سب کام چپکے چپکے کرتے کبھی کسی سوتے کی نیند خراب نہ ہو جائے، ہمیشہ نیچی نگاہ زمین کی طرف رکھتے، جو سامنے آتا اس کو پہلے خود سلام کرتے، زیادہ وقت خاموش رہتے، بدون ضرورت کے کلام نہ فرماتے، جب بولتے تو ایسا صاف کہ دوسرا آدمی خوب سمجھ لے، آپ کی بات نہ تو اتنی لمبی ہوتی کہ ضرورت سے زیادہ اور نہ اس قدر کم ہوتی کہ مطلب بھی سمجھ میں نہ آوے۔

خدا کی نعمت کیسی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو آپ اس کو بہت بڑا سمجھتے تھے۔ کبھی اس میں عیب نہ نکالتے تھے کہ اس کا مزہ اچھا نہیں ہے، یا اس میں بدبو آتی ہے، البتہ

جس چیز کو دل نہ لیتا اس کو خود نہ کھاتے اور نہ اس کی تعریف کرتے نہ اس میں عیب نکالتے، کوئی بیمار ہوا میر یا غریب اس کو پوچھتے، کسی کا جنازہ ہوتا آپ اس پر تشریف لاتے، کیسا ہی کوئی غلام (معمولی درجے کا آدمی) دعوت کر دیتا آپ قبول فرما لیتے، کوئی ایسا برتاؤ نہ فرماتے جس سے کوئی گھبرواے، ظالم موذیوں کی شرارت سے خوش تدبیری کے ساتھ اپنا بچاؤ بھی کرتے مگران کے ساتھ خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آتے، آپ کے پاس حاضر ہونے والوں میں اگر کوئی نہ آتا اس کو پوچھتے، ہر کام کو ایک قاعدہ سے کرتے یہ نہیں کہ کبھی کچھ کر دیا کبھی کسی طرح کر لیا، جب اٹھتے خدا کی یاد کرتے، جب بیٹھتے خدا کی یاد کرتے، جب کسی محفل میں تشریف لے جاتے تو جہاں تک آدمی بیٹھے ہیں اس کے کنارے پر بیٹھ جاتے، یہ نہیں کہ سب کو پھاند کر بڑی جگہ جا کر بیٹھیں۔

گھر کے بہت سے کام اپنے ہاتھ سے کر لیتے، کہیں بکری کا دودھ نکال لیا، کہیں اپنے کپڑے صاف کر لئے، اپنا کام اکثر اپنے ہاتھ سے کر لیا کرتے، کیسا ہی برے سے برا آدمی آپ کے پاس آتا اس سے بھی مہربانی کے ساتھ ملتے، اس کی دل شکنی نہ فرماتے، غرض سارے آدمیوں سے زیادہ آپ ہی خوش اخلاق تھے۔

آپ کی عادت چلّانے کی نہ تھی، جو کوئی آپ کے ساتھ برائی کرتا آپ کبھی اس کے ساتھ برائی نہ کرتے بلکہ معاف اور درگذر فرما دیا کرتے، ہر وقت ہنس مکھ رہتے اور ناک بھوؤں کو نہ چڑھاتے، اور یہ مطلب نہیں کہ بے غم رہتے کیونکہ اوپر آچکا ہے کہ ہر وقت غم اور سوچ میں رہتے، مزاج بہت نرم تھا، نہ بات میں سختی، نہ برتاؤ میں سختی، نہ بیباکی تھی کہ جو چاہا پھٹ سے کہہ دیا، نہ کسی کا عیب بیان کرتے، نہ کسی کی برائی کرتے، نہ کسی کے عیب کی کھود کرید کرتے اور وہی بات منھ سے نکالتے جس میں ثواب ملا کرتا ہے۔ (بہشتی زیور حصہ ۸ ص ۴۱۶)

چند سچی کہانیاں

پہلی کہانی

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص جنگل میں تھا یکا یک اس نے ایک بدلی میں یہ آواز سنی کی فلاں شخص کے باغ کو پانی دے، اس آواز کے ساتھ وہ بدلی چلی اور ایک سنگستان میں خوب پانی برسا اور تمام پانی ایک نالہ میں جمع ہوکر چلا۔ یہ شخص اس پانی کے پیچھے ہولیا دیکھتا کیا ہے کہ ایک شخص اپنے باغ میں کھڑا ہوا بیلچہ سے پانی بھر رہا ہے۔اس نے باغ والے سے پوچھا کہ اے بندۂ خدا تیرا کیا نام ہے؟ اس نے وہی نام بتایا جو اس نے بدلی میں سنا تھا۔ پھر باغ والے نے اس سے پوچھا اے بندۂ خدا تو میرا نام کیوں دریافت کرتا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے اس بدلی میں جس کا یہ پانی ہے ایک آواز سنی کہ تیرا نام لے کر کہا کہ اس کے باغ کو پانی دے۔ تو اس میں کیا عمل کرتا ہے کہ اس قدر مقبول ہے؟ اس نے کہا جب تو نے پوچھا تو مجھ کو کہنا ہی پڑا، میں اس کی کل پیداوار کو دیکھتا ہوں اور ایک تہائی خیرات کردیتا ہوں، ایک تہائی اپنے بال بچوں کے لئے رکھ لیتا ہوں اور ایک تہائی پھر اس باغ میں لگا دیتا ہوں۔[1]

فائدہ: سبحان اللہ کیا خدا کی رحمت ہے کہ جو اس کی اطاعت کرتا ہے اس کے کام غیب سے اس طرح سرانجام ہوجاتے ہیں کہ اس کو خبر بھی نہیں ہوتی، بیشک سچ ہے جو اللہ کا ہوگیا اس کا اللہ ہوگیا۔[2]

---

[1] مسلم، مشکوٰۃ شریف ص ۱۶۴ [2] بہشتی زیور، ج ا ص ۴۰

دوسری کہانی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے ایک کوڑھی، دوسرا گنجا، تیسرا اندھا۔خداوند تعالیٰ نے ان کو آزمانا چاہا۔اوران کے پاس ایک فرشتہ بھیجا پہلے وہ کوڑھی کے پاس آیا اور پوچھا تجھ کو کیا چیز پیاری ہے؟ اس نے کہا مجھے اچھی رنگت اور خوبصورت کھال مل جائے اور یہ بلا جاتی رہے جس سے لوگ مجھ کو اپنے پاس بیٹھنے نہیں دیتے اور گھن کرتے ہیں ۔اس فرشتے نے اپنا ہاتھ اس کے بدن پر پھیر دیا وہ اسی وقت اچھا ہو گیا اور اچھی کھال اور خوبصورت رنگت نکل آئی، پھر پوچھا تجھ کو کون سے مال سے زیادہ رغبت ہے؟ اس نے کہا اونٹ سے پس ایک گابھن اونٹنی بھی اس کو دیدی اور کہا اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے۔ پھر گنجے کے پاس آیا اور پوچھا تجھ کو کون سی چیز پیاری ہے؟ کہا میرے بال اچھے نکل آئیں اور یہ بلا مجھ سے جاتی رہے کہ لوگ جس سے گھن کرتے ہیں ۔فرشتہ نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر پھیر دیا وہ فوراً اچھا ہو گیا اور اچھے بال نکل آئے۔ پھر پوچھا تم کو کون سا مال پسند ہے؟ اس نے کہا گائے پس اس کو ایک گابھن گائے دیدی اور کہا اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے ۔پھر اندھے کے پاس آیا اور پوچھا تجھ کو کیا چیز چاہئے؟ کہا اللہ تعالیٰ میری نگاہ درست کردے کہ سب آدمیوں کو دیکھوں اس فرشتہ نے آنکھوں پر ہاتھ پھیر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی نگاہ درست کردی۔ پھر پوچھا تجھ کو کیا مال پیارا ہے؟ کہا بکری پس اس کو ایک گابھن بکری دیدی۔ تینوں کے جانوروں نے بچے دیئے، تھوڑے دنوں میں اس کے اونٹوں سے جنگل بھر گیا اور اس کی گایوں اور اس کی بکریوں سے۔پھر وہ فرشتہ خدا کے حکم سے اسی پہلی صورت میں کوڑھی کے پاس

آیا اور کہا میں ایک مسکین آدمی ہوں۔ میرے سفر کا سب سامان چُک گیا (یعنی ختم ہوگیا) آج میرے پہنچنے کا کوئی وسیلہ نہیں سوائے خدا کے اور پھر تیرا۔ میں اللہ کے نام پر جس نے تجھے اچھی رنگت اور عمدہ کھال عنایت فرمائی تجھ سے ایک اونٹ مانگتا ہوں کہ اس پر سوار ہوکر اپنے گھر پہنچ جاؤں وہ بولا یہاں سے چل دور ہو مجھے اور بہت سے حقوق ادا کرنے ہیں۔ تیرے دینے کی اس میں گنجائش نہیں فرشتے نے کہا شاید تجھ کو میں پہچانتا ہوں کیا تو کوڑھی نہیں تھا کہ لوگ تجھ سے گھن کرتے تھے اور کیا تو مفلس نہیں تھا پھر تجھ کو خدا نے اس قدر مال عنایت فرمایا۔ اس نے کہا واہ کیا خوب یہ مال تو میری کئی پشتوں سے باپ دادا کے وقت سے چلا آتا ہے۔ فرشتہ نے کہا اگر تو جھوٹا ہو تو خدا تجھ کو پھر ویسا ہی کردے جیسا تو پہلے تھا۔ پھر گنجے کے پاس اسی پہلی صورت میں آیا اور اسی طرح سے اس سے بھی سوال کیا اور اس نے بھی ویسا ہی جواب دیا فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹا ہو تو پھر خدا تجھ کو ویسا ہی کردے جیسا پہلے تھا۔ پھر اندھے کے پاس اسی پہلی صورت میں آیا اور کہا میں مسافر ہوں بے سامان ہوگیا ہوں، آج بجز خدا کے اور پھر تیرے کوئی وسیلہ نہیں ہے، میں اس کے نام پر جس نے دوبارہ تجھ کو نگاہ بخشی تجھ سے ایک بکری مانگتا ہوں کہ اس سے اپنی کاروائی کر کے سفر پورا کروں اس نے کہا بے شک میں اندھا تھا خدا تعالیٰ نے محض اپنی رحمت سے مجھے نگاہ بخشی جتنی بکریاں تیرا جی چاہے لے جا اور جتنی چاہے چھوڑ جا، خدا کی قسم کسی چیز سے میں تجھ کو منع نہیں کرتا۔ فرشتہ نے کہا تو اپنا مال اپنے پاس رکھ مجھ کو کچھ نہیں چاہیئے فقط تم تینوں کی آزمائش منظور تھی سو ہوچکی خدا تجھ سے راضی اور ان دونوں سے ناراض۔

فائدہ: خیال کرنا چاہیئے کہ ان دونوں کو ناشکری کا نتیجہ ملا کہ تمام نعمت چھن گئی اور جیسے تھے ویسے ہی رہ گئے اور خدا ان سے ناراض ہوا۔ دنیا اور آخرت

دونوں میں نامراد رہے اور اس شخص کو شکر کی وجہ سے کیا عوض ملا کہ نعمت بحال رہی اور خدا اس سے خوش ہوا اور دنیا و آخرت میں شاد بامراد ہوا۔[۱]

تیسری کہانی

ایک بار حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس کہیں سے کچھ گوشت آیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت بہت اچھا لگتا تھا اس لئے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خادمہ سے فرمایا کہ گوشت طاق میں رکھ دے شاید حضرت نوش فرمائیں اس نے طاق میں رکھ دیا۔ اتنے میں ایک سائل آیا اور دروازے پر کھڑے ہوکر آواز دی۔ بھیجو اللہ کے نام پر خدا برکت کرے، گھر میں سے جواب آیا خدا تجھ کو بھی برکت دے اس لفظ میں یہ اشارہ ہے کہ کوئی چیز دینے کی موجود نہیں ہے وہ سائل چلا گیا۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا اے ام سلمہ! تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ انہوں نے کہا ہاں ہے۔ اور خادمہ سے کہا جا وہ گوشت آپ کے واسطے لے آ۔ وہ گوشت لینے گئی کیا دیکھتی ہے کہ وہاں گوشت کا تو نام بھی نہیں ہے فقط ایک سفید پتھر کا ٹکڑا رکھا ہے ،آپ نے فرمایا چونکہ تم نے سائل کو نہ دیا تھا اس لئے وہ گوشت پتھر بن گیا۔

فائدہ: غور کیجئے خدا کے نام پر نہ دینے کی یہ نحوست ہوئی کہ اس گوشت کی صورت بگڑ گئی اور پتھر بن گیا۔ اسی طرح جو شخص سائل سے بہانہ کر کے خود کھاتا ہے وہ پتھر کھا رہا ہے جس کا یہ اثر ہے کہ سنگدلی اور دل کی سختی بڑھتی چلی جاتی ہے، چونکہ حضرت کے گھر والوں کے ساتھ خداوند کریم کی بڑی عنایت اور رحمت ہے اس لئے اس گوشت کی صورت کھلی نگاہوں میں بدل دی تاکہ اس کے استعمال سے محفوظ رہیں۔[۲]

---

[۱] بخاری و مسلم، مشکوۃ شریف ۱۶۶ [۲] بیہقی، مشکوۃ ص ۱۶۶

چوتھی کہانی

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ فجر کی نماز پڑھ کر اپنے یارو اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سے رات کو کسی نے کوئی خواب تو نہیں دیکھا؟ اگر کوئی دیکھتا تھا تو عرض کر دیا کرتا تھا آپ کچھ تعبیر ارشاد فرمادیا کرتے تھے، عادت کے موافق ایک بار سب سے پوچھا کہ کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ سب نے عرض کیا کسی نے نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا میں نے رات ایک خواب دیکھا ہے کہ دو شخص میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو ایک زمین مقدس کی طرف لے چلے دیکھتا کیا ہوں کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے اور دوسرا کھڑا ہے اور اس کے ہاتھ میں لوہے کا زنبور ہے، اس بیٹھے ہوئے کے کلّے کو اس سے چیر رہا ہے یہاں تک کہ گدی تک جا پہنچا ہے۔ پھر دوسرے کے ساتھ بھی یہی معاملہ کر رہا ہے اور پھر وہ کلہ اس کا درست ہو جاتا ہے پھر اس کے ساتھ ایسا ہی کرتا ہے میں نے پوچھا یہ بات کیا ہے؟ وہ دونوں شخص بولے آگے چلو ہم آگے چلے یہاں تک کہ ایک ایسے شخص پر گزر ہوا جو لیٹا ہوا ہے اور اس کے سر پر ایک شخص بڑا بھاری پتھر لئے ہوئے کھڑا ہے اس سے اس کا سر نہایت زور سے پھوڑتا ہے۔ جب وہ پتھر اس کے سر پر دے مارتا ہے، پتھر لڑھک کر دور جا گرتا ہے۔ جب وہ اس کے اٹھانے کے لئے جاتا ہے اور لوٹ کر اس کے پاس آنے نہیں پاتا کہ اس کا سر پھر اچھا خاصا جیسا تھا ویسا ہی ہو جاتا ہے اور وہ پھر اس کو اسی طرح پھوڑتا ہے میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ وہ دونوں بولے آگے چلو۔ ہم آگے چلے یہاں تک کہ ہم ایک غار میں پہنچے جو مثل تنور کے تھا، نیچے سے فراخ تھا اور اوپر سے تنگ، اس میں آگ جل رہی ہے اور اس میں بہت سے ننگے مرد اور عورت بھرے ہوئے ہیں

جس وقت وہ آگ اوپر کو اٹھتی ہے اس کے ساتھ ہی وہ سب اٹھ جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ قریب نکلنے کے ہو جاتے ہیں پھر جس وقت بیٹھتی ہے وہ بھی نیچے چلے جاتے ہیں، میں نے پوچھا یہ کیا ہے وہ دنوں بولے آگے چلو ہم آگے چلے یہاں تک کہ ایک خون کی نہر پر پہنچے، اس کے بیچ میں ایک شخص کھڑا ہے اور نہر کے کنارے پر ایک شخص اور اس کے سامنے بہت سے پتھر پڑے ہیں وہ نہر کے اندر والا شخص نہر کے کنارے کی طرف آتا ہے جس وقت نکلنا چاہتا ہے کنارے والا شخص اس کے منہ پر ایک پتھر اس زور سے مارتا ہے کہ وہ اپنی پہلی جگہ پر جا پہنچتا ہے۔ پھر جب کبھی وہ نکلنا چاہتا ہے اسی طرح پتھر مار کر اسے ہٹا دیتا ہے میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ وہ بولے آگے چلو ہم آگے چلے، یہاں تک کہ ایک ہرے باغ میں جا پہنچے اس میں ایک بڑا درخت ہے اور اس کے نیچے ایک بوڑھا آدمی اور بہت سے بچے بیٹھے ہیں اور درخت کے قریب ایک اور شخص بیٹھا ہوا ہے اس کے سامنے آگ جل رہی ہے اور وہ اس کو دھونک رہا ہے پھر وہ دونوں مجھ کو چڑھا کر درخت کے اوپر لے گئے اور ایک گھر درخت کے بیچ میں نہایت عمدہ بن رہا تھا اس میں لے گئے میں نے ایسا گھر کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس میں مرد، بوڑھے جوان اور عورتیں بچے بہت سے تھے پھر اس سے باہر لا کر اور اوپر لے گئے وہاں ایک گھر پہلے گھر سے بھی عمدہ تھا اس میں لے گئے اس میں بوڑھے اور جوان تھے میں نے ان دونوں شخصوں سے کہا کہ تم نے مجھ کو تمام رات پھرایا اب بتاؤ کہ یہ سب کیا اسرار تھے؟ انہوں نے کہا کہ وہ شخص جو تم نے دیکھا تھا کہ اس کے کلے چیرے جاتے تھے وہ شخص جھوٹا ہے کہ جھوٹ باتیں کرتا تھا کہ وہ باتیں تمام جہاں میں مشہور ہو جاتی تھیں، اس کے ساتھ قیامت تک یوں ہی کرتے رہیں گے اور جس کا سر پھوڑتے ہوئے دیکھا وہ وہ شخص ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو علم قرآن دیا وہ رات

کواس سے غافل ہو کر سو رہا اور دن کو اس پر عمل نہ کیا۔ قیامت تک اس کے ساتھ یہی معاملہ رہے گا اور جن کو تم نے آگ کے غار میں دیکھا وہ زنا کرنے والے لوگ ہیں اور جس کو خون کی نہر میں دیکھا وہ سود کھانے والا ہے اور درخت کے نیچے جو بوڑھے شخص تھے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اور ان کے گرداگرد جو بچے دیکھے وہ لوگوں کی نابالغ اولاد ہیں اور جو آگ دھونک رہا ہے وہ مالک داروغہ دوزخ کا ہے اور پہلا گھر جس میں آپ داخل ہوئے عام مسلمانوں کا ہے اور یہ دوسرا گھر شہیدوں کا ہے اور میں جبرائیل ہوں اور یہ میکائیل ہیں۔ پھر بولے سر اوپر اٹھاؤ میں نے سر اٹھایا تو میرے اوپر ایک سفید بادل نظر آیا بولے یہ تمہارا گھر ہے میں نے کہا مجھ کو چھوڑو میں اپنے گھر میں داخل ہوں، بولے ابھی تمہاری عمر باقی ہے پوری نہیں ہوئی، اگر پوری ہو چکتی تو ابھی چلے جاتے۔[۱]

فائدہ: جاننا چاہئے کہ خواب انبیاء کا وحی ہوتا ہے۔ یہ تمام واقعات سچے ہیں اس حدیث سے کئی چیزوں کا حال معلوم ہوا۔ اول جھوٹ کا کہ کیسی سزا ہے۔ دوسرا عالم بے عمل کا، تیسرا زنا کار، چوتھے سود کا، خدا سب مسلمانوں کو ان کاموں سے محفوظ رکھے۔[۲]

---

[۱] بخاری، مشکوٰۃ ص ۳۹۶ [۲] بہشتی زیور حصہ ا

باب ۱۹

عورتیں بھی کامل ہوسکتی ہیں

جیسے مرد کامل ہو سکتے ہیں اسی طرح عورتیں بھی کامل ہوسکتی ہیں اور جیسے خود مردوں کی نوع (قسم) میں فرق ہے اسی طرح عورتوں میں بھی فرق ہے اور عورتوں کے کامل ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جیسے مرد کامل ہوتے ہیں یہ ویسی ہوجائیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اپنی استعداد کے موافق کامل ہوسکتی ہیں خواہ مردوں کی برابر نہ ہوں۔

اور عورتوں کے کامل ہونے پر یہ شبہ نہ کیا جائے کہ یہ تو بروئے حدیث ناقص ہیں پھر ان کو کامل کیسے کہا جاسکتا ہے۔

بات یہ ہے کہ عورتوں میں دو قسم کے نقصان ہیں ایک تو مردوں کے مقابلہ میں سواس کا تدارک تو غیر اختیاری ہے۔ اور اکتساب (یعنی کوشش کرنے) کو اس میں دخل نہیں۔ اور ایک (نقصان) اپنی نوع کے لحاظ سے، اس کا تدارک ہوسکتا ہے۔ اور وہ اختیاری ہے اور یہ نقصان کمال سے بدل سکتا ہے۔ بہرحال عورتوں کو بھی ایک کمال علمی حاصل ہوسکتا ہے۔ جس کو ایمان کہا گیا ہے دوسرا کمال عملی بھی حاصل ہوسکتا ہے جس کو احسان فرمایا گیا ہے۔ علم وعمل دونوں ضروری ہیں۔ [۱]

يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ. ترجمہ: اے ایمان والو تقویٰ حاصل کرو اور سچوں کے ساتھ ہوجاؤ۔

اس آیت میں کمال دین حاصل کرنے کا طریقہ بتلایا گیا ہے کہ تم کاملین اور راسخین (یعنی جو لوگ دین میں پختہ مضبوط ہوں ان) کے ساتھ ہوجاؤ۔

---

[۱] العاقلات الغافلات ص ۳۱۲

مردوں کو تو اس طریقہ پر عمل کرنا آسان ہے لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ عورتوں کے لئے اس کا طریقہ کیا ہے۔ اور یہ سوال واقعی بہت ضروری ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے دو طریقے ہیں ایک تو یہ کہ عورتیں بھی انہیں بزرگوں سے فیض حاصل کریں جن سے مرد فیض حاصل کرتے ہیں۔ مگر یہ ذرا دشوار ہے کیونکہ اول تو مردوں اور عورتوں کا ساتھ کیا؟ دوسرے پردہ کی وجہ سے شیخ کو ان سے مناسبت کامل نہیں ہو سکتی اور مناسبت کے بغیر نفع کامل نہیں ہوتا۔ اور بزرگوں کے سامنے آنا اور ان سے پردہ نہ کرنا جائز نہیں۔ ہاں جن عورتوں کا باپ یا شوہر اس قابل ہو وہ ان سے فیض حاصل کر سکتی ہیں مگر سب کے تو باپ اور شوہر کامل نہیں اس لئے یہ طریقہ کافی نہیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مرد تو کامل مردوں سے فیض حاصل کریں اور عورتیں کامل عورتوں سے فیض حاصل کریں اور قیاس کا اصل مقتضیٰ بھی یہی ہے کہ جس طرح مردوں کو حکم ہے کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْن (اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ) اسی طرح عورتوں کو حکم دیا جائے کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقَاتِ (اے عورتو! تم سچی عورتوں کے ساتھ ہو جاؤ۔)

مگر اس پر سوال یہ ہوتا ہے کہ کیا عورتیں بھی کامل ہو سکتی ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں بھی کامل ہو سکتی ہیں کیونکہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے مردوں کو صادقین فرمایا ہے اسی طرح عورتوں کو صادقات فرمایا ہے چنانچہ سورۃ احزاب کی ایک آیت اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الآیۃ میں بھی وَالصَّادِقِیْنَ وَالصَّادِقَاتِ (سچے مرد اور سچی عورتیں) آیا ہے اور صادقین کے معنی کاملین کے ہیں تو صادقات کے معنی کاملات ہوئے۔ اس سے عورتوں کے بھی کامل ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ اور واقعی عورتوں کی اصلاح کا سب سے اچھا طریقہ یہی ہے کہ جو عورتیں کامل ہوں یہ ان کی صحبت میں رہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ہماری عورتوں کے طبقہ میں کہ آج کل ان میں کامل بہت کم ہیں۔

عورتوں کی اصلاح کے طریقے

(۱) عورتوں کی تمام خرابیوں کی اصل (جڑ اور بنیاد) ایک ہی امر ہے اگر اس کی اصلاح ہو جائے تو سب باتوں کی اصلاح ہو جائے۔ وہ یہ کہ آج کل بے فکری ہو گئی ہے اگر ہر امر میں دین کا خیال رکھا جائے کہ یہ کام جو ہم کرتے ہیں دین کے موافق ہے یا نہیں تو انشاء اللہ چند روز میں اصلاح ہو جائے گی۔[۱]

(۲) اصلاح کا طریقہ غور سے سننا اور سمجھنا چاہئے۔ اور اصلاح کا طریقہ علم و عمل سے مرکب ہے۔ اور علم یہی نہیں ہے کہ قرآن مجید کا ترجمہ پڑھ لیا یا تفسیر پڑھ لی یا نور نامہ یا وفات نامہ پڑھ لیا۔ بلکہ کتاب وہ پڑھو جس میں تمہارے امراض کا بیان ہو یہ تو علم کا بیان ہوا۔

(۳) اور عمل (دو ہیں) ایک تو یہ کہ زبان روک لو۔ تمہاری زبان بہت چلتی ہے تم کو کوئی برا کہے یا بھلا کہے تم ہرگز مت بولو۔ اس طرح کرنے سے حسد وغیرہ سب جاتے رہیں گے۔ اور جب زبان روک لی جائے گی تو امراض کے مبانی و مناشی (یعنی اسباب) بھی ضعیف اور مضمحل ہو جائیں گے۔

(۴) دوسرا کام یہ کہ ایک وقت مقرر کر کے یہ سوچا کرو کہ دنیا کیا چیز ہے اور یہ دنیا چھوٹ جانے والی ہے اور موت کا اور موت کے بعد جو امور پیش آنے والے ہیں جیسے قبر اور منکر نکیر کا سوال اور اس کے بعد قبر سے اٹھنا اور حساب و کتاب اور پل صراط کا چلنا سب کو تفصیل کے ساتھ روزانہ سوچا کرو اس سے حُبّ جاہ، حب مال (یعنی بڑا بننے کی خواہش اور مال کی محبت) اور تکبر، حرص، غیبت، حسد وغیرہ سب امراض جاتے رہیں گے۔

غرض علاج کا حاصل دو جزء ہیں ایک علمی دوسرا عملی۔ علمی کا حاصل یہ ہے

---

[۱] الکمال فی الدین ص ۱۱۸

کہ قرآن کے بعد ایسی کتابیں پڑھو جس میں احکام فقہیہ (مسائل) کے ساتھ دل کے امراض مثلاً حسد، تکبر وغیرہ کا بھی بیان ہو۔ کم سے کم بہشتی زیور ہی کے دس حصے پڑھ لو۔

اور عملی جزء کا حاصل دو چیزیں ہیں کف لسان (یعنی زبان کو روکنا) اور موت کا مراقبہ۔

لیکن طوطے کی طرح بہشتی زیور کے الفاظ خود پڑھ لینے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا بلکہ یہ ضروری ہے کہ کسی عالم سے سبقاً سبقاً (تھوڑا تھوڑا) پڑھے اگر گھر میں عالم موجود ہو۔ ورنہ گھر کے مردوں سے درخواست کرو کہ وہ کسی عالم سے پڑھ کر تم کو پڑھا دیا کریں۔ مگر پڑھ کر بند کر کے مت رکھ دینا بلکہ ایک وقت مقرر کر کے ہمیشہ اس کو خود بھی پڑھتی رہنا اور دوسروں کو بھی سناتی رہنا۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس طریقہ سے انشاء اللہ بہت جلد اصلاح ہو جائے گی۔[1]

عورتوں کی مکمل اصلاح کا خاکہ اور دستور العمل کا خلاصہ

(۱) عورتیں کامل ہو سکتی ہیں اور ان کے کمال کا طریقہ یہی ہے کہ اول تو وہ کتابیں دیکھیں جن میں مسائل اور شرعی احکام کا ذکر ہے ان کو دیکھ کر ہر عمل کے کامل کرنے کا طریقہ معلوم کریں۔ اور جن اعمال میں کوتاہی ہو رہی ہے اس کی اصلاح کریں یہ تو اصل طریقہ ہے۔

(۲) اور اس میں آسانی پیدا کرنے کے لئے یہ طریقہ ہے کہ اگر کوئی کامل مرد اپنے محارم میں مل جائے (جن سے پردہ نہیں) تو اس کی صحبت سے فائدہ اٹھائیں اس سے اپنے اخلاق و عادات کی اصلاح کا طریقہ پوچھ کر دل کی اصلاح کریں۔

---

[1] اصلاح النساء ص ۱۹۶

(۳) اور اگر کوئی مرد ایسا نہ ملے تو کسی کاملہ (عورت) کی صحبت میں رہیں۔

(۴) اور اگر کوئی کاملہ بھی نہ ملے تو اپنے گھر کے مردوں کی اطلاع اور اجازت سے کسی دوسرے بزرگ سے بذریعہ خط وکتابت اپنی اصلاح کا تعلق رکھیں اور اس کو اپنے حالات کی خبر دیتی رہیں۔ جو کچھ وہ لکھے اس پر عمل کریں۔ اور اپنے گھر ہی میں رہیں۔ اور اس کے پاس جانے کی زحمت نہ اٹھائیں۔

(۵) ہاں اپنے گھر پر بزرگوں کے قصے اور ان کے حالات اور ملفوظات اور ان کی تصانیف کا مطالعہ جاری رکھیں اس سے بھی وہی نفع ہوگا جو پاس رہنے سے ہوا کرتا ہے۔

اور اگر مردوں میں سے کسی کو بزرگوں کے پاس جانے کی فرصت نہ ہو وہ بھی اس طریقہ پر عمل کریں انشاء اللہ اس طرح ان کا بھی دین کامل ہو جائے گا۔[۱]

یہ صورت تو عورتوں کے اصلاح کی آج کل نہیں ہوسکتی کہ وہ آپس میں ہم جنس (عورت سے) فیض حاصل کیا کریں۔ اب تو دو ہی صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ جن عورتوں کے محارم (قریبی رشتہ داروں) میں سے کوئی کامل ہو وہ اس سے فیض حاصل کرے۔ جس کا شوہر کامل ہو وہ اپنے شوہر سے فیض حاصل کرے مگر اس میں مشکل یہ ہے کہ شوہر تو بعض جگہ غلام ہوتا ہے ورنہ برابر کا دوست تو ہے ہی۔ شوہر کی تعظیم وتکریم عورتیں اس درجہ نہیں کرتیں جتنی مربی (پیر) کی تعظیم ہونی چاہئے اور اس کے بغیر فائدہ نہیں ہوسکتا۔

دوسرے بیوی کو شوہر سے ویسا اعتقاد بھی نہیں ہوتا جیسا دوسروں سے اعتقاد ہوتا ہے گو اپنا شوہر کتنا ہی بڑا کامل ہو۔ ایسی صورت میں اگر عورتیں اپنے

---

[۱] الکمال فی الدین ص ۱۳۰

شوہر سے بھی فیض حاصل نہ کرسکیں اوراپنے محارم (قریبی رشتہ دار جن سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہوتا ہے)ان میں بھی کوئی کامل نہ ہوتو اب دوسری صورت یہ ہے کہ بزرگوں کی کتابیں اور ان کے ملفوظات ومواعظ کا مطالعہ کیا جائے۔ بزرگوں کی تصانیف اوران کے ملفوظات میں بھی وہی اثر ہوتا ہے جوانکی صحبت میں ہوتا ہے۔ جب پھولوں کا موسم چلا جائے تو اب اس کی خوشبو گلاب سے حاصل کرنی چاہئے۔گلاب میں بھی پھول کی خوشبو مل سکتی ہے۔اسی طرح آفتاب چھپ جائے تو اب چراغ سے روشنی حاصل کرنی چاہئے۔اہل اللہ کے کلام میں نور ہوتا ہےاس کا اثر ہوتا ہے۔[۱]

بزرگوں کے کلام میں نور ہوتا ہےاور تجربہ ومشاہدہ سے یہ بات ثابت ہے کہ بزرگوں کی تصانیف (کتابوں) سے بھی قریب قریب وہی فائدہ ہوتا ہے جو ان کے ساتھ رہنے سے ہوتا ہے گو بالکل اس کے برابر نہ ہومگراس کے قریب ضرور ہوگا۔تو اگر عورتوں کو بزرگوں کی صحبت میسر نہ آسکے تو ان کے ملفوظات اور احوال موجود ہیں ان کودیکھتی رہا کریں۔انشاءاللہ تعالیٰ ضرور کمال حاصل ہوگا۔

الحمدللہ اس سوال کا جواب ہر پہلو سے مکمل ہوگیا کہ عورتوں کے لئے معیتِ صادقین (یعنی سچے لوگوں کی صحبت اختیار کرنے) کی کیا صورت ہوگی۔

خلاصہ یہ کہ جن کے محارم میں کوئی کامل نہ ہو وہ اس کی تلاش کریں کہ کوئی عورت کامل فی الحال ملے تو اس کی صحبت سے فائدہ اٹھائیں۔اور جس کو دونوں باتیں میسر نہ ہوں وہ بزرگوں کے کلام اور ملفوظات اور قصے اور حالات کا مطالعہ کریں۔

بس اب عورتوں کے لئے بھی میں نے (آیت کی روشنی میں) کمالِ دین حاصل کرنے کا آسان طریقہ بتلادیا۔آگےان کی ہمت ہے عمل کریں یا نہ کریں۔[۲]

---

[۱] الکمال فی الدین ص ۱۱۰ [۲] الکمال فی الدین للنساء ص ۱۲۱ ملحقہ حقوق الزوجین ص ۱۲۲

عورتوں کی اصلاح کا آسان طریقہ

عورتوں کی اصلاح کے لئے بس یہی کافی ہے کہ وہ دینی کتابوں کا مطالعہ کیا کریں باقی آج کل ایسا (عملی) نمونہ کہ جس کو وہ خود مشاہدہ کرکے (ان کی صحبت میں رہ کر) اپنے اخلاق درست کرلیں۔عورتوں میں (ایسا ہونا اور ایسی عورت) ملنا تقریباً محال ہے۔خاوندوں کوان کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے۔ (لیکن عورتیں اپنے) خاوندوں کی معتقد نہیں ہوتیں اس لئے بس کتاب پڑھایا کریں اور سنایا کریں (اس کے بعد پھر) اصلاح ہو یا نہ ہوان کو کتاب پڑھ کرسناتے رہیں۔(اگراصلاح نہ بھی ہو) وہ تو مواخذہ سے بری ہوجائیں گے۔[۱]

عورتیں پیرو شیخ بن کر اصلاح کا کام کرسکتی ہیں یا نہیں؟

جب میں نے چند بزرگوں کے نام کی فہرست لکھی تھی کہ عام لوگ ان میں سے کسی کے ساتھ وابستہ ہوجائیں۔اس وقت میرا جی چاہا کہ چند عورتوں کے نام بھی لکھوں تاکہ عورتیں ان سے فیض حاصل کریں۔مگر عورتوں میں کوئی ایسی نظر ہی نہیں پڑی جس کا نام میں اطمینان سے لکھ دیتا۔اور بعض ایسی بھی تھیں جن کے کمال کی خبر میں سنتا تھا اور اس وقت ان کے متعلق کوئی بات بے اطمینانی کی نہ تھی مگران کا نام لکھنے سے چند وجوہ سے رکا۔

(۱) یہ کہ ان کے کمالات عورتوں ہی کی زبانی سنے تھے۔خود مجھ کوان

---

[۱] حسن العزیز ص ۴۷ ج ۲

کے کمال کی تحقیق نہ تھی اور نہ تحقیق کی کوئی صورت تھی۔ بخلاف ان بزرگوں کے جن کے نام شائع کئے گئے تھے کہ ان سب سے میں خود مل چکا تھا۔ اور عورتوں کے بیانات پر مجھے اطمینان نہ ہوا کہ نہ معلوم یہ اپنے ذہن میں کمال کسے سمجھتی ہوں گی اور کس کو کامل سمجھتی ہوں گی۔ ان سے یہ بھی بعید نہیں کہ ناقص کو کامل سمجھتی ہوں گی۔

(۲) اگر عورتوں کا نام کاملات کی فہرست میں شائع ہوا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ مردوں کو بھی ان سے اعتقاد ہو جائے اور بعضے مردان سے فیض حاصل کرنے جائیں۔

(۳) ممکن ہے کہ عورتیں دور دراز سے ان کی ملاقات وزیارت کے لئے سفر کریں اور ایسا ضرور ہوتا، اور میں عورتوں کے لئے سفر کو پسند نہیں کرتا اور جب عورتیں سفر کر کے ان کے پاس آئیں تو ان بیچاری کاملات کو آنے والی عورتوں کی خاطر مدارات اور مہمانی کرنی پڑتی جس سے ان پر بار ہوتا۔

(۴) پھر آنے والیوں کی خاطر مدارات کے متعلق ان کا ملات (عورتوں) میں اور ان کے شوہروں میں جھگڑا ہوتا، شوہر جُھلا تا کہ میرے یہاں یہ گاڑیاں کیسے آنے لگیں۔ مردوں کو روز روز عورتوں کے آنے سے پردہ وغیرہ کی تکلیف ہوتی۔ اور ان کی آزادی میں خلل پڑتا۔

(۵) اس قدر رجوعات (لوگوں کے متوجہ ہونے) سے کہیں ان کاملات (عورتوں) کا دماغ نہ بڑھ جاتا کیونکہ یہ تعظیم وتکریم وہ بلا ہے کہ اس کے ساتھ کامل سے کامل مرد کو بھی سنبھلنا دشوار ہوتا ہے۔ عورتوں کا دماغ تو بہت ہی بڑھ جاتا کہ ہاں ہم بھی کچھ ہیں۔ تو ان بیچاریوں کا تھوڑا بہت جو کچھ کمال تھا وہ بھی تکبر کے وجہ سے زائل ہو جاتا۔

خیر وجوہات تو میرے ذہن میں بہت سی آئیں مگر سب سے زیادہ مانع پہلی

وجہ بھی تھی کہ ان کے کمالات عورتوں ہی کی زبانی سنے ہوئے تھے اس لئے پوری طرح اطمینان نہ ہوا اور حقیقت میں میرا خیال صحیح نکلا میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ اس وقت میں نے ان کے نام شائع نہ کئے ورنہ شائع ہوجانے کے بعد بڑی دقت ہوتی۔[۱]

عورتوں کو مرد بننے کی تمنا کرنا

حضرت ام سلمہؓ نے دعاء کی تھی، اور فرمایا تھا۔ یَالَیْتَنَا کُنَّا رِجَالاً ۔ یعنی کاش ہم تو مرد ہوتے کہ مردوں کے متعلق جو فضائل ہیں وہ ہم کو بھی حاصل ہوتے۔

اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا اور یہ آیت نازل فرمائی۔ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰہُ بِہٖ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ۔

خلاصہ آیت کا یہ ہے کہ جو فضائل فطری اور غیر اختیاری ہیں جن کے حاصل کرنے میں کوشش کا کوئی دخل نہیں ان کی تمنا مت کرو۔ اور جو چیزیں اکتساب سے تعلق رکھتی ہیں۔ یعنی اپنے اختیار سے جو فضائل حاصل کئے جاسکتے ہیں وہ حاصل کرو۔

پس یہ تمنا کرنا کہ ہم مرد ہوتے، خدا پر اعتراض کرنا ہے کہ ہم کو عورت کیوں بنایا، جس کو جیسا بنادیا اس کے لئے وہی بہتر ہے۔

تمہارے ذمہ کوئی کام نہیں اور مردوں کے ذمہ بہت کام ہیں سفر کرو، تجارت کرو۔ معاش حاصل کرو۔ تمام دنیا کے بکھیڑے مردوں کے ذمہ ہیں۔

جمعہ، جماعت، دین کی اشاعت تبلیغ سب مردوں کے ذمہ ہے تمام اہل وعیال کا خرچ ان کے ذمہ ہے۔ تمہارے ذمہ کچھ بھی نہیں ہے اور اسی لئے تمہارا حصہ بھی آدھا ہی مقرر ہوا ہے۔ بلکہ یہ بھی تمہارے لئے زائد ہی ہے اس لئے کہ تمہارے ذمہ کسی کا خرچ نہیں، حتیٰ کہ اپنا بھی نہیں وہ بھی مرد ہی کے ذمہ ہے۔

---

[۱] الکمال فی الدین ص ۱۱۶، ۱۱۷

تمہارے لئے تو بہت آسانی ہے، پس عورت ہونا تمہارا مبارک ہوگیا کیا کروگی درجوں کو لے کر بس نجات ہو جائے غنیمت ہے۔ اگر سزا نہ ہو تو بھی بہتر ہے باقی اگر تم درجوں کے کام کروگی تو درجے بھی مل جائیں گے لیکن یہ ضروری نہیں کہ تم انبیاء سے بھی بڑھ جاؤ۔

بہر حال تم کو کام بہت کم بتایا گیا ہے اسی لئے تم خوش رہو اور مردوں پر رشک نہ کرو۔ نہ مرد بننے کی تمنا کرو۔[۱]

عورتوں کی ایک بڑی خوبی

عورتوں میں تعریف کی بات یہ ہے کہ ان کو خدا ورسول کے احکام میں شبہ نہیں ہوتا جب سن لیں گی کہ یہ خدا اور رسول کے احکام ہیں گردن جھکادیں گی چاہے عمل کی توفیق نہ ہو لیکن اس میں شک وشبہ اور اس کی وجہ علت (چون وچرا) کا سوال ان کی جانب سے نہیں ہوتا، بخلاف مردوں کے کہ ان میں اس طرح اطاعت کا مادہ کم ہے۔ خاص کر آج کل تو اتنی عقل پرستی بلکہ اکل پرستی (پیٹ پالنے کی فکر) غالب ہوئی ہے کہ ہر بات کی وجہ پوچھتے ہیں۔ اپنی عقل سے ہر مسئلہ کو جانچتے ہیں اور اس میں رائے زنی کرتے ہیں کہ عقل کے موافق ہے یا نہیں اور عورتوں کی خواہ سمجھ میں آئے یا نہ آئے لیکن وہ تسلیم کرلیں گی۔

ابھی ایک تازہ واقعہ ہوا ہے کہ ایک معاملہ میں ایک عورت کو جوش وخروش تھا میں نے کہلا بھیجا کہ شریعت کا حکم اس کے متعلق یہ ہے، سنتے ہی گردن جھکادی اور اس کے بعد ایک حرف اس کے خلاف اس کی زبان سے نہیں نکلا۔ اور جس بات پر انکار تھا فوراً اس کو قبول کرلیا۔ عورتوں میں یہ بڑی خوبی ہے۔[۲]

---

[۱] وعظ الخضوع، حقیقت عبادت ص ۳۱۶ [۲] وعظ الدنیا ملحقہ دنیا وآخرت ص ۸۵

ایک نیک عورت کا حال

ہمارے قریب میں پانی پت کی عورتیں بہت دیندار سنی جاتی ہیں۔ان میں بعض لڑکیاں قرآن کی حافظ ہیں اور بعض لڑکیاں شعبۂ قرأت کی ماہر ہیں اور قرآن پڑھی ہوئی تو تقریباً سب ہی ہیں۔ نمازی بھی بہت زیادہ ہیں اور اس کے ساتھ دنیا کے اعتبار سے بھی خوشحال ہیں۔ ہر شخص کے یہاں تھوڑی بہت زمین ضرور ہے، کھانے پینے کی طرف سے سب بے فکر ہیں۔مگر یہ خوشحالی اسی کی بدولت ہے کہ ان میں دنیا کی حرص زیادہ نہیں۔

وہاں کی عورتوں کے بارے میں جہاں تک سنا گیا ہے بہت سادگی سے رہتی ہیں۔ یہاں تک کہ ان کی دلہنیں بھی گیروں کے کپڑے پہن لیتی ہیں اور قیمتی کپڑوں کی زیادہ حرص نہیں کرتیں۔اگر یہ بات نہ ہوتی تو ساری زمینداری زیور اور کپڑوں ہی میں نیلام ہوجاتی۔ چنانچہ جن قصبات کی عورتوں میں یہ مرض ہے وہاں افلاس (تنگدستی وغربت) آچکا ہے۔گھر اور زمین تک بنئے کے رہن ہو چکا ہے۔بھلا ایسے زیور اور کپڑوں سے کیا خوشی ہو جس کے بعد گھر ہی برباد ہو جائے۔ یہاں تو یہ حالت ہے کہ چاہے کھانے کو گھر میں کچھ بھی نہ ہو مگر برادری میں نکلنے کے لئے قیمتی کپڑے اور سونے کا زیور ضرور ہو، تا کہ برادری میں عزت کی نگاہ سے دیکھی جائیں حالانکہ غریب آدمی قیمتی کپڑے پہن کر کچھ معزز نہیں ہوسکتا کیونکہ حقیقت حال سب کو معلوم ہوتی ہے۔[1]

---

[1] ہم الآخرۃ ملحقہ دین دنیا ص ۵۲۹

باب ۲۰

فصل

(۱)

تعلیم نسواں کی ضرورت

تجربہ سے یہ ثابت ہوا ہے کہ مردوں میں علماء کا پایا جانا مستورات کی دینی ضروریات کے لئے کافی وافی نہیں۔ دووجہ سے اولاً پردہ کے سبب سے سب عورتوں کا علماء کے پاس جانا تقریباً ناممکن ہے اور گھر کے مردوں کو اگر واسطہ بنایا جائے تو بعض مستورات کو گھر کے ایسے مرد بھی میسر نہیں ہوتے۔ اور بعض جگہ خود مردوں ہی کو اپنے دین کا اہتمام نہیں ہوتا تو دوسروں کے لئے سوال کرنے کا کیا اہتمام کریں گے۔ پس ایسی عورتوں کو دین کی تحقیق دشوار ہے۔ اور اگر اتفاق سے کسی کی رسائی بھی ہوگئی۔ یا کسی کے گھر میں باپ بیٹا بھائی وغیرہ عالم ہیں تب بھی بعض مسائل عورتیں ان مردوں سے نہیں پوچھ سکتیں۔ ایسی بے تکلفی شوہر سے ہوتی ہے، تو سب شوہروں کا ایسا ہونا عادۃً ناممکن ہے تو عورتوں کی عام احتیاج رفع ہونے کی بجز اس کے کوئی صورت نہیں کہ کچھ عورتیں پڑھی ہوئی ہوں۔ اور عام مستورات ان سے اپنے دین کی ہر قسم کی تحقیقات کیا کریں۔ پس کچھ عورتوں کو متعارف طریقہ سے تعلیم دینا واجب ہوا (کیونکہ) واجب کا مقدمہ (ذریعہ) واجب ہوتا ہے گو بالغیر سہی۔[۱]

---

[۱] اصلاح انقلاب ص ۲۶۵ ج ۱

مردوں کے مقابلہ لڑکیوں اور عورتوں کی تعلیم زیادہ ضروری ہے

اولاد کی اصلاح کیلئے عورتوں کی تعلیم کا اہتمام نہایت ضروری ہے کیونکہ عورتوں کی اصلاح نہ ہونے کا اثر مردوں پر بھی پڑتا ہے۔ کیونکہ بچے اکثر ماؤں کی گود میں پلتے ہیں۔ جو مرد ہونے والے ہیں۔ اوران پر ماؤں کے اخلاق وعادات کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ حکماء کا قول ہے کہ جس عمر میں بچہ عقل ہیولانی کے درجہ سے نکل جاتا ہے تو گووہ اس وقت بات نہ کرسکے مگراس کے دماغ میں ہر بات ہر فعل منقش ہوجاتا ہے اس لئے اس کے سامنے کوئی بات بھی بیجا اور نازیبا نہ کرنی چاہئے۔ بلکہ بعض حکماء نے یہ لکھا ہے کہ بچہ جس وقت ماں کے پیٹ میں جنین ہوتا ہے اس وقت بھی ماں کے افعال کا اثر اس پر پڑتا ہے۔

اس لئے لڑکیوں کی تعلیم واصلاح زیادہ ضروری ہے کیونکہ لڑکے تو بعد میں ماؤں کے قبضہ سے نکل کر استاد واور مشائخ کی صحبت میں بھی پہونچ جاتے ہیں، جس سے ان کی اصلاح ہوجاتی ہے لڑکیوں کو یہ بات بھی میسر نہیں ہوتی وہ ہر وقت گھر میں رہتی ہیں اوران کے لئے یہی اسلم (بہتر) ہے۔

ضرورت اس کی ہے کہ عورتوں میں بھی علم دین کی جاننے والیاں کچھ ہوں تو ان کے ذریعہ سے عورتوں کی اصلاح بآسانی ہوجائے گی کیونکہ مردوں کے عالم ہونے سے عورتوں کی پوری اصلاح نہیں ہوتی۔[۱]

(لڑکیوں عورتوں کی اصلاح نہ ہونے میں) سارا قصور "اللہ رحم کرے" ماں باپ کا ہے کہ وہ لڑکیوں کی تعلیم کا انتظام واہتمام بالکل نہیں کرتے۔[۲]

۱؎ التبلیغ وعظ الاستماع والاتباع ص ۱۶۴، ۱۶۶ ج ۱۴ ۲؎ التبلیغ ۶۲ ج ۷

عورتوں کو علم دین پڑھانے کا فائدہ

میں بقسم کہتا ہوں کہ عورتوں کو دین کی تعلیم دے کر تو دیکھو اس سے ان میں عقل وفہم وسلیقہ اور دنیا کا انتظام بھی کس قدر پیدا ہوتا ہے۔ جن عورتوں کو دین کی تعلیم حاصل ہے عقل وفہم میں وہ عورتیں کبھی ان کا مقابلہ نہیں کرسکتیں جو ایم، اے میمیں ہو رہی ہیں۔ ہاں بے حیائی میں وہ ضرور ان سے بڑھ جائیں گی اور باتیں بنانے میں بھی انگریزی پڑھنے والیاں شاید بڑھ جائیں گی مگر عقل کی بات دیندار عورت ہی کی زبان سے زیادہ نکلے گی۔۔۔۔۔۔ شوہر صاحب بیوی میں عیب تو نکالتے رہتے ہیں مگر اس کی تعلیم کا تو اہتمام کریں۔[1]

دینی تعلیم اور جدید تعلیم کا موازنہ

جس کا دل چاہے تجربہ کر کے دیکھ لے کہ علم دین کے برابر دنیا بھر میں کوئی دستور العمل اور کوئی تعلیم شائستگی اور تہذیب (سلیقہ) نہیں سکھلاتا۔ چنانچہ ایک وہ شخص لیجئے جس پر علم دین نے پورا اثر کیا ہو۔ اور ایک شخص وہ لیجئے جس پر جدید تہذیب نے پورا اثر کیا ہو پھر دونوں کے اخلاق اور معاشرت اور معاملہ کا موازنہ کیجئے تو آسمان وزمین کا تفاوت پائیں گے البتہ اگر تصنع وتکلف کا نام کسی نے تہذیب رکھ لیا ہو تو اس کی یہی غلطی ہوگی کہ ایک شئی کا مفہوم اس نے غلط ٹھہرا لیا۔ اور اگر کسی کے ذہن میں اس وقت کوئی دین دار ایسا ہو جس میں حقیقی تہذیب کی کمی ہو اس کی وجہ یہ ہوگی کہ اس نے علوم دینیہ کا پورا اثر نہیں لیا۔[2]

---

[1] التبلیغ ص ۲۱ [2] اصلاح انقلاب ص ۲۷۰

دینی تعلیم نہ ہونے کا نقصان اور انجام

اب اس تعلیم کو لوگوں نے چھوڑ دیا ہے اور وہ تعلیم اختیار کر لی ہے جو مضر ہے جو مفید اور ضروری تعلیم تھی اس میں تو کمی ہوتی جاتی ہے۔ بلکہ ناپید ہوتی جاتی ہے اس تعلیم کے پابند نہ ہونے کے یہ نتائج ہیں کہ اخلاق درست نہیں ہوتے اور باوجودیکہ عورتوں میں محبت اور جاں نثاری اور ایثار کا مادہ بہت زیادہ ہے پھر بھی خاوند سے ان کی نہیں بنتی کیونکہ مذہبی تعلیم نہ ہونے کے وجہ سے ان میں پھوہڑپن اور بے باکی موجود ہے جو کچھ زبان میں آجائے بے دھڑک بک ڈالتی ہیں جس سے خاوند کو تکلیف پہنچتی ہے اور خانہ جنگیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ زندگی تلخ ہو جاتی ہے۔[۱]

تعلیم نسواں میں مفاسد کا شبہہ اور اس کا جواب

بعض حضرات کی تو رائے یہ ہے کہ عورتوں کو تعلیم مضر ہے (کیونکہ بہت سے مفاسد کا ذریعہ اور پیش خیمہ ہے جن کا سدباب ضروری ہے) مگر اس کی ایسی مثال ہے کہ کسی نے اپنے گھر والوں کو کھانا کھلایا اتفاق سے بیوی بچہ سب کو ہیضہ ہو گیا اب آپ نے رائے قائم کی کہ کھانے پینے سے تو ہیضہ ہو جاتا ہے اس لئے کھانا پینا سب بند اور دل میں ٹھان لی کہ کھانے پینے کے برابر کوئی چیز بری نہیں۔ سو تعلیم سے اگر کسی کو ضرر پہونچ گیا تو یہ تعلیم کی بدتدبیری سے ہے نہ کہ تعلیم سے۔[۲]

(اگر مفاسد کا اعتبار کیا جائے تو) اس میں عورتوں کی کیا تخصیص ہے اگر مردوں کو پیش آئیں وہ بھی ایسے ہی ہوں گے تو پھر کیا وجہ ہے کہ عورتوں کو تعلیم سے

---

[۱] التبلیغ وعظ کساء النساء ص ۸۲ ج ۷ [۲] العاقلات الغافلات حقوق الزوجین ص ۳۰۶

روکا جائے اور مردوں کو تعلیم میں ہر طرح کی آزادی دی جائے بلکہ اہتمام کیا جائے؟[۱]

مردوں پر عورتوں کی تعلیم ضروری اور واجب ہے

مرد عورتوں کی تعلیم اپنے ذمہ ہی نہیں سمجھتے (حالانکہ) آپ حضرات کے ذمہ ان کی تعلیم بھی ضروری ہے مردوں پر واجب ہے کہ ان کو احکام بتلائیں حدیث میں ہے کہ کُلُّکُمْ رَاعٍ وَ کُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ یعنی تم سب ذمہ دار ہو تم سے قیامت میں تمہاری ذمہ داری کی چیزوں سے سوال کیا جائے گا۔

مرد اپنے خاندان میں اپنے متعلقین میں حاکم ہے۔ قیامت میں پوچھا جائے گا کہ محکومین کا کیا حق ادا کیا۔ محض نان نفقہ ہی سے حق ادا نہیں ہوتا کیونکہ یہ کھانا پینا دنیا کی زندگی تک ہے آگے کچھ بھی نہیں اس لئے صرف اس پر اکتفا کرنے سے حق ادا نہیں ہوتا چنانچہ حق تعالیٰ نے صاف لفظوں میں ارشاد فرمایا:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَ اَھْلِیْکُمْ نَارًا کہ اے ایمان والو! اپنی جانوں کو اور اپنے اہل کو دوزخ سے بچاؤ یعنی ان کی تعلیم کرو، حقوق الٰہی سکھلاؤ ان سے تعمیل بھی کراؤ۔ تو گھر والوں کو دوزخ سے بچانے کے معنی یہی ہیں کہ ان کو تنبیہ کرو بعض لوگ بتلا تو دیتے ہیں مگر ڈھیل چھوڑ دیتے ہیں کہتے ہیں کہ دس دفعہ تو کہہ دیا نہ مانیں تو ہم کیا کریں۔ سچ تو یہ ہے کہ مردوں نے بھی دین کی ضرورت کو ضرورت نہیں سمجھا۔ کھانا ضروری، فیشن ضروری، ناموری ضروری مگر غیر ضروری ہے تو دین، دنیا کی ذرا سی مضرت کا خیال ہوتا ہے اور یہ نہیں سمجھتے کہ اگر دین کی مضرت (نقصان اور خرابی) پہونچ گئی تو کیسا بڑا نقصان ہوگا پھر اگر وہ مضرت ایمان کی حد میں ہے تب تو چھٹکارا بھی ہو جائے گا مگر نقصان (عذاب) پھر بھی ہوگا گو دائمی نہ ہو اور اگر

[۱] اصلاح انقلاب ص ۲۶۸

ایمان کی حد سے بھی نکل گئی تب تو ہمیشہ کا مرنا ہو گیا اور تعجب ہے کہ دنیا کی باتوں سے بے فکری نہیں ہوتی مگر دین کی باتوں سے کس طرح بے فکری ہو جاتی ہے۔[۱]

(خلاصہ یہ ہے کہ حدیث کے بموجب) بڑا چھوٹے کا نگراں ہوتا ہے اور اس سے باز پرس ہوگی تو جس طرح ممکن ہو عورتوں کو دین مرد خود سکھا دیں یا کوئی بی بی دوسری بیبیوں کو سکھا دے اور سکھانے کے ساتھ ان کا پابند بھی بنا دے اس کے بغیر برأت (خلاصی) نہیں ہو سکتی۔[۲]

عورتوں کو دینی تعلیم نہ دینا ظلم ہے

اب تو حالت یہ ہے کہ گھر جا کر سب سے پہلے سوال کرتے ہیں کہ کھانا پکایا نہیں؟ اگر کھانا تیار ہوا اور نمک تیز ہو گیا تو اب گھر والوں پر نزلہ اتر رہا ہے غرض آج کل مردوں کو نہ عورتوں کے دین کی فکر ہے نہ دنیا کی فکر ہے بس اپنی راحت کی فکر ہے رات دن عورتوں سے اپنی خدمت لیتے رہتے ہیں۔ کبھی چولہے کی اور کبھی کپڑا سینے کی۔ نہ ان کے دین کی فکر نہ دنیا کی نہ آرام کی نہ راحت کی ان کو جاہل بنا رکھا ہے یاد رکھو یہ بڑا ظلم ہے جو تم نے عورتوں پر کر رکھا ہے ہمیں چاہئے کہ خود بھی کامل بنیں اور عورتوں کو بھی کامل بنائیں جس کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے کہ پہلے علم دین حاصل کرو پھر عمل کا اہتمام کرو۔[۳]

---

[۱] حقوق الزوجین مطبوعہ پاکستان ص ۳۵ دعوات عبدیت ص ۱۷۰ [۲] دعوات عبدیت ص ۸۹
[۳] التبلیغ وعظ الاستماع والاتباع ۲۳ ج ۴

حدیث طلب العلم

حدیث طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلیٰ کُلِّ مُسْلِمٍ دینی تعلیم کے واسطے زیادہ صریح تھی۔ مگراس میں مسلمۃ کی زیادتی ثابت نہیں۔ بلکہ ناواقفوں نے اپنی طرف سے لفظ مسلمۃ حدیث میں اضافہ کردیا ہے گو معنی صحیح ہے مگر لفظاً صحیح نہیں۔ تو میں نے اس مسئلہ میں عورتوں کی تعلیم کو عموم آیت سے مستنبط کرنا چاہا کیونکہ آیات واحادیث کا عموم وخصوص دونوں حجت ہیں۔[۱]

عورتوں کو عربی درس نظامی کی تعلیم

میں عورتوں کی تعلیم کا مخالف نہیں۔ مگر یہ کہتا ہوں کہ تم ان کو مذہبی تعلیم دو اور زیادہ ہمت ہو تو عربی علوم کی تعلیم دو، اوراس کے لئے زیادہ ہمت کی قید اس لئے ہے کہ عربی کے لئے زیادتِ فہم اور زیادہ محنت کی ضرورت ہے۔[۲]

درحقیقت بات یہی ہے کہ مرد تو تمام علوم کے جامع ہوسکتے ہیں، عورتیں (عادۃً) نہیں ہوسکتیں۔ جامعیت کے لئے بڑے حوصلہ کی ضرورت ہے جو عورتوں میں نہیں ہے۔ مگر آج کل سب کو عقل کا ہیضہ ہورہا ہے آزادی کا زمانہ ہے، ہر ایک خود مختار ہے چنانچہ عورتیں بھی کسی بات میں مردوں سے پیچھے رہنا نہیں چاہتیں۔ ہر علم وفن کی تکمیل کرنا چاہتی ہیں۔ تصنیفیں کرتی ہیں اخبارات میں مضامین بھیجتیں ہیں۔

یہ قاعدہ کلیہ صحیح نہیں کہ ہر علم مفید ہے اور نہ ہر شخص میں ہر علم کے حاصل کرنے کا حوصلہ ہے۔ جامعیت (یعنی تمام علوم عقلیہ ونقلیہ کا جامع ہونا یہ) مردوں کا حوصلہ ہے عورتوں کو ان کی ریس کرنا حوصلہ سے باہر بات کرنا ہے اس جامعیت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جو صفات عورتوں میں ہونے چاہئے وہ بھی باقی نہیں رہیں گی چنانچہ رات دن اس کا تجربہ ہوتا جاتا ہے۔[۳]

---

[۱] التبلیغ ۲۸۶ ج ۱۴ [۲] ایضاً ۲۲۶ ج ۱۴ [۳] التبلیغ وعظ کساء النساء ص ۶۷، ۶۸ ج ۷

عورتوں کے لئے (بہتر یہ ہے کہ) ضروری نصاب کے بعد اگر طبیعت میں قابلیت دیکھیں تو عربی کی طرف متوجہ کردیں تاکہ قرآن وحدیث وفقہ اصلی زبان میں سمجھنے کے قابل ہوجائیں اور قرآن کا خالی ترجمہ جو بعض لڑکیاں پڑھتی ہیں میرے خیال میں سمجھنے میں زیادہ غلطی کرتی ہیں اس لئے اکثر کے لئے مناسب نہیں ہے۔[1]

لڑکیوں اور عورتوں کو عالم کورس کرانا

ضروری نصاب کے بعد اگر طبیعت میں قابلیت دیکھیں عربی کی طرف متوجہ کریں تاکہ قرآن وحدیث وفقہ اصلی زبان میں سمجھنے کے قابل ہوجاویں۔[2]

ایک مرتبہ ایک چھوٹی بچی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ! جی چاہتا ہے کہ ایسی لڑکیوں کو عالم بنایا جائے، خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ پہلے بھی عورتیں اہل علم گذری ہیں؟ فرمایا بڑی بڑی عالم گذری ہیں، گو اکثر مردوں کے برابر عالم وفقہ حاصل نہیں ہوتا، کچھ کمی سی رہتی ہے مگر اہل علم گذری ہیں۔[2]

طالب یا طالبہ کو عالم کورس کرانے میں انتخاب کی ضرورت

مدرّسوں (اور مدرسہ والوں) کو چاہئے کہ ہر طالب علم کو پورا عربی پڑھانا ضروری نہ سمجھیں جس کے اندر مناسبت دیکھیں اور فہم سلیم پائیں اس کو سب کتابیں پڑھادیں، اور جس کو مناسبت نہ ہو اس کو بقدر ضرورت مسائل پڑھا کر کہہ دیں کہ جاؤ دنیا کے دھندے میں لگو (گھر کے کام دیکھو) مگر آج کل مدرسہ والے اس کا بالکل خیال نہیں کرتے، کیا جتنے طلباء (اور طالبات) مدرسہ میں داخل

[1] اصلاح انقلاب ص۲۷۳ ج۱ [2] وعظ اصلاح الیتامیٰ ملحقہ حقوق وفرائض ص۴۰۲

ہوتے ہیں سبھی کو علم سے پوری مناسبت ہوتی ہے؟ ہرگز نہیں پھر کیا وجہ ہے کہ طلباء (وطالبات) کا انتخاب نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کے لئے ایک مقدار متعین کر لینا چاہئے کہ اس سے آگے ان کو نہ پڑھایا جائے۔ اور وہ مقدار ایسی ہو جو دین کے ضروری ضروری مسائل جاننے کے لئے کافی ہو جو طالب علم (یا طالبہ) حریص ودنی الطبع ہیں ان کو ضروری علم سے آگاہ کر دو پورا مولوی نہ بناؤ (یعنی پورا عالم کورس نہ کراؤ) یہ بڑی غلطی ہے کہ سب کو پورا عالم بنا دیا جائے چاہے اس کی طبیعت کیسی ہو۔

سلف صالحین بھی انتخاب کر کے پڑھاتے تھے، اور تعجب نہیں کہ ایسے لوگوں کی وجہ سے (یعنی جن کے اندر لیاقت نہیں ہے) ان کے پڑھانے والوں سے بھی (قیامت میں) باز پرس ہو۔ جب کہ قرائن سے معلوم ہو کہ یہ ایسے (نااہل ناکارہ) ہوں گے۔ لندن میں ایک جماعت انتخاب کے کنندگان کی ہے وہ جس کو جس کے قابل دیکھتے ہیں اسی کی تعلیم دیتے ہیں، اسی طرح مدرسہ والوں کو کرنا چاہئے۔ (اصلاح انقلاب ص ۲۷۳ ج ۱)

لڑکیوں کو حفظ قرآن کی تعلیم

لڑکا ہو یا لڑکی جب سیانے ہو جائیں ان کو علم دین پڑھائیں قرآن شریف بڑی چیز ہے کسی حالت میں ترک نہ کرنا چاہئے، یہ خیال نہ کریں کہ وقت ضائع ہوگا۔ اگر قرآن شریف پورا نہ ہوا آدھا ہی ہو یہ بھی نہ ہوا خیر کی طرف سے ایک ہی منزل پڑھا دی جائے اس میں چھوٹی چھوٹی سورتیں نماز میں کام آئیں گی، ایک منزل پڑھانے میں کتنا وقت صرف ہوتا ہے؟ قرآن پاک کی یہ بھی برکت ہے کہ حافظِ قرآن کا دماغ دوسرے علوم کے لئے ایسا مناسب ہو جاتا ہے کہ دوسرے کا نہیں ہوتا یہ رات دن کا تجربہ ہے۔ (حقوق الزوجین وعظ العاقلات الغافلات)

فصل (۲)

عورتوں کو کون سے علوم اور کتابیں پڑھائی جائیں

میں کہتا ہوں ان کو مذہبی تعلیم دیجئے فقہ پڑھایئے تصوف پڑھایئے۔قرآن کا ترجمہ وتفسیر پڑھایئے جس سے ان کی ظاہری باطنی اصلاح ہو۔عورتوں کے لئے تو بس ایسی کتابیں مناسب ہیں جن سے خدا کا خوف جنت کی طمع اور شوق، دوزخ سے ڈر اور خوف پیدا ہو۔اس کا اثر عورتوں پر بہت اچھا ہوتا ہے اس لئے میں پھر کہتا ہوں کہ عورتوں کو وہ تعلیم جس کو پرانی تعلیم کہا جاتا ہے بقدر کفایت ضرور دینا چاہئے وہی تعلیم اخلاق کی اصلاح کرنے والی ہے جس سے ان کی آخرت اور دنیا سب درست ہو جائے، عقائد صحیح ہوں عادات درست ہوں معاملات صاف ہوں۔اخلاق پاکیزہ ہوں۔[۱]

ضرورت ہے کہ بچیوں کو نئی تعلیم (انگریزی) وغیرہ کے بجائے پرانی تعلیم (یعنی اسلامی تعلیم) دیجئے تاکہ وہی تعلیم ان کے رگ وپے میں رچ جائے پھر آپ دیکھیں گی وہ بڑی ہو کر کیسی باحیا، سلیقہ دار، شعار دیندار اور سمجھدار ہوں گی۔[۲]

اصولی بات

یہ امر زیر بحث ہے کہ کون سی تعلیم ہونا چاہئے۔مختصر یہ کہ دین کی تعلیم ہو، ہاں گھر کا حساب وکتاب یا دھوبی کے کپڑے لکھنے کی ضرورت ان کو بھی واقع ہوتی ہے سو اتنا حساب وکتاب بھی سہی (ضروری ہے)۔۔۔اور اگر محض اس ضرورت

---

[۱] التبلیغ ص ۶۳، ۷۲ [۲] ایضاً ص ۸۰

سے آگے کمال حاصل کرنے کے لئے ان کو تعلیم دی جاتی ہے سو کمال بھی جب ہی معتبر ہوتا ہے جب کہ مضرت (نقصان) نہ ہو، ہم تو مشاہدہ کرتے ہیں کہ نئی تعلیم سے مضرت پہونچتی ہے۔ اس وجہ سے ان کی تعلیم میں یہ امور تو ہرگز نہ ہونے چاہئے، اسی طرح ہر وہ تعلیم جس سے دینی ضرر پیش آئے (وہ بھی نہ ہونا چاہئے) البتہ دینی تعلیم مضر ہو ہی نہیں سکتی۔ جب کہ اس کے ایسے فضائل اور منافع دیکھے بھی جاتے ہیں تو پھر وہ کیسے مضر ہو سکتی ہے۔[1]

عورتوں کا کورس اور نصاب تعلیم

ضروری ہے کہ عورتوں کی تعلیم کا کورس کسی محقق عالم سے تجویز کراؤ، اپنی رائے سے تجویز نہ کرو۔[2]

لڑکیوں کے لئے نصاب تعلیم یہ ہونا چاہئے کہ پہلے قرآن مجید حتی الامکان صحیح پڑھایا جائے۔ پھر دینی کتابیں سہل زبان میں جن میں دین کے تمام اجزاء کی مکمل تعلیم ہو، میرے نزدیک بہشتی زیور کے دسوں حصے ضرورت کے لئے کافی ہیں۔ بہشتی زیور کے اخیر میں مفید رسالوں کا نام بھی لکھ دیا گیا ہے جن کا پڑھنا اور مطالعہ کرنا عورتوں کے لئے مفید ہے۔ اگر سب نہ پڑھیں تو ضروری مقدار پڑھ کر باقی کا مطالعہ ہمیشہ رکھیں۔ مفید کتابوں کے مطالعہ سے کبھی غافل نہ رہیں۔[3]

عورتوں کے پاس ایسی کتابیں پہونچاؤ جن میں دین کے پورے اجزاء سے کافی بحث ہو۔ عقائد کا بھی مختصر بیان ہو، وضو اور پانی ناپاکی کے بھی مسائل ہوں، نماز روزہ، حج، زکوۃ، نکاح، بیع وشراء کے بھی مسائل ہوں، اصلاحِ اخلاق کا طریقہ بھی مذکور ہو، آداب اور سلیقہ (وتہذیب) کی باتیں بھی بیان کی گئی ہوں۔ یہ بات مردوں کے ذمہ ہے اگر وہ اس میں کوتاہی کریں گے ان سے بھی مواخذہ ہوگا۔[4]

---

[1] حقوق الزوجین ۳۰۷ [2] التبلیغ ص ۲۳۴ [3] اصلاح انقلاب ص ۲۷۲ [4] حقوق الزوجین ص ۱۰۲

عورتوں کے نصاب کا خاکہ وخلاصہ
بہشتی زیور کی اہمیت، افادیت، خصوصیت

عورتوں کے نصاب میں چند رسالے ایسے ہونے چاہئے جن میں

(۱) عقائد ضروریہ ہوں (۲) دینیات کے مسائلِ طہارت نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور نکاح، طلاق (حقوق) اور بیع وشراء وغیرہ کے ضروری احکام ہوں (۳) اور کچھ قیامت کے واقعات (احادیث وغیرہ) ہوں (۴) نیک بیبیوں (عورتوں) کی مختصر سی تاریخ، سیرت، حالات وواقعات ہوں (۵) اور کچھ سلیقہ کی باتیں سینے پرونے (کھانے پکانے) وغیرہ کی جو خانہ داری کے لئے ضروری ہیں (٦) کچھ بیماریاں اوران کے علاج کا بھی بیان ہونا چاہئے کہ بال بچے والے گھر میں اس کی بھی ضرورت ہے۔

یہ ہے نصاب کامل جس کی تعلیم نسواں کے لئے ضرورت ہے ان سب کے لئے بہشتی زیور کے مکمل حصے بہت کافی ہیں اور اگر بہشتی زیور ناپسند ہو تو اور کوئی رسالہ جن میں یہ مضامین ہوں جمع کر لینا چاہئے یا بہشتی زیور ہی میں جو ناپسند ہو خوشی سے اجازت دیتا ہوں کہ حذف کر دیا جائے مگر شرط یہ ہے کہ جو عبارت کاٹی جائے یا بڑھائی جائے اسے حاشیہ پر ظاہر کر دیا جائے کہ اصل میں یوں تھا اور اب عبارت یوں بنائی گئی ہے اور کوئی مضمون شرع کے خلاف نہ ہو۔

یا یہ کہ آپ اپنی عبارت میں کوئی ایسی کتاب لکھ دیجئے۔ میں اپنے دوستوں کو ایک اشتہار دیدوں گا کہ وہ بہشتی زیور کو ترک کر دیں اور یہ نئی کتاب جو اس کے ہم مضمون ہے بجائے اس کے لے لیں، پھر دوسرے علماء کے رسائل کا انتخاب کرلو۔ مگر اسی شرط سے کہ ان میں عبادات، معاملات، ترہیب وترغیب اور اخلاق وتہذیب کے مضامین اور معاشرت کی ضروری باتیں بھی ہوں۔[۱]

فصل (۳)

دنیاوی فنون اور دستکاری کی تعلیم

یہ علوم جن کا لقب تعلیم جدید ہے عورتوں کے لئے ہرگز زیبا نہیں۔ البتہ دنیاوی فنون میں سے بقدر ضرورت لکھنا اور حساب اور کسی قسم کی دست کاری یہ مناسب ہے (بلکہ آج کل ضروری ہے) کہ اگر کسی وقت کوئی سرپرست نہ رہے تو عفت کے ساتھ چار پیسے تو کما سکے۔[1]

لڑکیوں کو انگریزی اور جدید تعلیم

تعلیم سے میری مراد ایم ،اے، بی،اے، نہیں ہے یہ ایم ،اے، بن کر کیا کریں گی۔ یہ تو میمیں ہیں۔ اور بی،اے کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ بی تو خود ہیں۔ اسے بڑھانے کی کیا ضرورت ہے آج کل یہ بھی ایک رواج چلا ہے کہ عورتوں کو بھی ایم، اے، بی، اے بناتے ہیں کیا ان کو نوکری کرنا ہے جو اتنی بڑی بڑی ڈگریاں حاصل کی جائیں۔؟[2]

جدید تعلیم کا ضرر

یہ جدید تعلیم تعلیم نہیں بلکہ تجہیل ہے اور عورتوں کے لئے تو نہایت ہی مضر ہے یہ تعلیم تو جہل سے بھی بدتر ہے، جہل میں اتنی خرابیاں نہیں جتنی اس تعلیم میں ہیں عورتوں کے لئے تعلیم کا وقت بچپن کا وقت ہے مگر آج کل شہروں میں بچپن ہی

---

[1] اصلاح انقلاب ص۲۷۰ [2] التبلیغ ص۶۲ ج ۷

سے لڑکیوں کو نئی تعلیم دیجاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس تعلیم کے آثار ونتائج ان کے رگ وپے میں سرایت کر جاتے ہیں۔ پھر دوسری کوئی تعلیم ان پر اثر کرتی ہی نہیں، لڑکیوں کی مثال بالکل کچی۔۔۔۔نرم لکڑی کی سی ہے اس کو جس صورت پر قائم کر کے خشک کر دو گے تمام عمر ویسی ہی رہے گی۔ جب بچپن ہی سے نئی تعلیم دی گئی، نئے اخلاق سکھائے گئے، نئی وضع نئی قطع، نیا طرز معاشرت ان کی نظروں میں رہا تو وہ اسی میں پختہ ہو گئیں، بڑی ہو کر ان کی اصلاح کسی طرح نہیں ہو سکتی۔[۱]

بعض عورتیں بھی میموں کی تقلید کی حرص کرنے لگی ہیں۔ چنانچہ سر پر ایک کنگھا لگاتی ہیں جس سے بال بکھرتے نہیں اور بال بھی انگریزی رکھتی ہیں۔ مگر اب سنا ہے کہ میمیں چٹیا کاٹنے لگی ہیں بس تم بھی چٹیا کاٹنے لگو تو وہ لعنت کا کلمہ صادق آجائے گا جو عورتیں کو سنے کے وقت کہا کرتی ہیں کہ ''تیری ناک چٹیا کاٹوں گی''۔[۲]

جدید تعلیم بے حیائی کا دروازہ ہے

افسوس ہے کہ ایک فطری اچھی خصلت کو بگاڑ اجارہا ہے دیہات میں دیکھئے کہ بھنگن و چمارن سے بھی خطاب کیجئے تو وہ منہ پھیر کر اول تو اشارہ سے جواب دے گی، مثلاً راستہ پوچھئے تو انگلی اٹھا کر بتائے گی اور اگر بولنا ہی پڑے تو بہت تھوڑے سے الفاظ میں مطلب ادا کر دے گی، نہ اس میں القاب ہوں گے نہ آداب نہ ضرورت سے زیادہ الفاظ نہ آواز نرم ہو گی بلکہ اس طرح بولے گی جیسے کوئی زبردستی بات کرتا ہے دیہات والوں میں طبعی اخلاق موجود ہوتے ہیں انحراف کے اسباب وہاں نہیں پائے جاتے، حیا عورت کے لئے ایک طبعی امر ہے

---

[۱] التبلیغ ص ۸۰ ج ۷ [۲] ایضاً ۲۲۰ ج ۱۴ و ص ۶۵ ج ۷

اورعورت کے لئے یہ طبعی بات ہے کہ غیر مردوں سے میل جول نہ کرے اور کوئی ایسی بات قول یا عمل میں اختیار نہ کرے جس سے میل جول یا کشش پیدا ہو اور یہی شریعت کی تعلیم ہے، قرآن مجید کے اندر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اجنبی مردوں کے ساتھ ایسا برتاؤ کریں جس سے نفرت پائی جائے نہ کہ محبت والفت، حق تعالیٰ فرماتے ہیں فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ الخ یعنی کسی سے نرم لہجہ سے بات نہ کرو شریعت فطرت کے بالکل موافق ہے۔

مگر افسوس کہ آج کل طبعی اخلاق سے بُعد (دوری) ہو گیا ہے اور جو باتیں بری سمجھی جاتی تھیں وہ اچھی سمجھی جانے لگیں حتیٰ کہ اس قسم کے مضامین اور ایسے خیالات وجذبات جن سے خوامخواہ میلان پیدا ہو آج کل ہنر سمجھے جانے لگے ہیں، اس سے بہت ہی پرہیز کرنا چاہئے یہ اثر اس نئی تعلیم کا ہے اللہ محفوظ رکھے۔[1]

یورپ اور امریکہ والوں کا اقرار

آج کل یورپ اور امریکہ سے زیادہ عورتوں کی تعلیم میں کوئی قوم آگے نہیں مگر یورپ تو عورتوں کی تعلیم سے پریشان ہو گیا کیونکہ وہ اب مقابلہ کرتی ہیں اور مردوں کے برابر حقوق طلب کرتی ہیں اب ان کا بھی فتویٰ یہی ہے کہ عورتوں کو دنیا کی تعلیم نہ دینی چاہئے (ایسی جدید تعلیم یافتہ عورتوں کا حال یہ ہوتا ہے کہ) مردوں کی یہ مجال نہیں ہوتی کہ عورتوں سے خدمت لے سکیں۔ روز خلع وطلاق کا بازار گرم رہتا ہے اور عورتیں ہر دن عدالت پر کھڑی رہتی ہیں، پھر چاہے خطا عورت ہی کی ہو مگر فیصلہ اکثر مرد کے خلاف ہوتا ہے کیونکہ عام طور پر حکام عورتوں ہی کو مظلوم سمجھتے ہیں۔[2]

---

[1] التبلیغ ص۷۳و۷۹ [2] التبلیغ ص ۲۲۸ ج ۱۴

عورتوں کو منطق وفلسفہ پڑھانا

ایک جنٹ صاحب نے اپنے تجربہ کی بنا پر کہا تھا کہ میں نے یہ تجویز پاس کی ہے کہ عورتوں کو جامع معقولات ومنقولات نہیں پڑھانا چاہئے ، معقولات (منطق وفلسفہ) تو صرف مردوں ہی کو پڑھنا چاہیے ۔ عورتوں کو صرف منقولات (یعنی قرآن وحدیث اورفقہ) پڑھانا چاہئے۔[۱]

مجھ سے ایک جنٹلمین صاحب ملے جو علوم عربیہ میں بڑے قابل تھے وہ کہتے تھے کہ میں گھر میں لڑکوں کو تو سب علوم پڑھاتا ہوں دینیات بھی اور فلسفہ بھی ۔مگر لڑکیوں کو سوائے دینیات کے کچھ نہیں پڑھاتا۔ کیونکہ عورتوں کی اصلاح صرف علوم دینیات پر اکتفا کرنے میں ہے۔ علوم زائدہ پڑھانے میں ان کی سلامتی نہیں، تجربہ سے یہ زوائد ان کے لئے مضر ثابت ہوئے۔[۲]

عورتوں کو تاریخ پڑھانا

اگر کمال حاصل کرنے کے لئے ان کو تعلیم دیجاتی ہے تو بھلا یہ بھی کوئی کمال ہے کہ فلاں راجہ مرگیا۔ فلاں بادشاد فلاں سنہ میں ہوا تھا۔ فلاں جگہ اتنے دریا ہیں فلاں موقع پر اتنے گاؤں ہیں، کلکتہ ایسا شہر ہے بمبئی میں اتنی تجارت ہوتی ہے۔[۳]

عورتوں کی تعلیم کے لئے دینی مسائل سے زیادہ کوئی چیز مفید نہیں ۔ اگر تاریخ پڑھائی جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور محض بزرگوں کے حالات پڑھانے چاہئے جس کا اثر ان کے اخلاق پر بھی اچھا ہو، مگر آج کل تو ان کو دنیا بھر کے قصے پڑھائے جاتے ہیں جس کا بہت ہی برا نتیجہ ہوتا ہے۔[۴]

---

[۱] التبلیغ ص۶۶ ج۷ [۲] التبلیغ ص۱۷۰ج۱۴ [۳] حقوق الزوجین ۳۰۶ [۴] التبلیغ ص۸۱ ج۲۱

عورتوں کو جغرافیہ پڑھانا

بعض لوگ عورتوں کو جغرافیہ پڑھاتے ہیں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس سے کیا نفع۔ اگر یہ ضرورت بتلائی جائے کہ ان میں روشن دماغی پیدا ہوگی تو میں جواب میں عرض کرتا ہوں کہ جی ہاں بجا ہے اور یہی مصلحت ہے کہ اگر بھاگنے کا ارادہ کریں تو کوئی وقت بھی نہ ہو کیونکہ جغرافیہ سے ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ ادھر غازی آباد جنکشن ہے ادھر لکھنؤ ہے۔ یہاں سے دہلی اتنی دور ہے اور اس کا راستہ یہ ہے۔ اور دہلی میں اتنے سرائے اور اتنے ہوٹل ہیں جس طرف کو چاہو چلے جاؤ اور جہاں چاہو ٹھہر جاؤ، بتلاؤ عورتوں کو جغرافیہ پڑھنے سے بھاگنے میں آسانی ہوگی یا نہیں۔ اس کے سوا اور کوئی نفع ہو تو میں سننا چاہتا ہوں۔ بیان کے بعد ایک صاحب آئے اور کہا کہ میں اپنی مستورات کو جغرافیہ پڑھاتا تھا مگر آج معلوم ہوا کہ حماقت ہے۔ اب لڑکیوں کو جغرافیہ نہیں پڑھاؤں گا۔

میں کہتا ہوں کہ جغرافیہ اور تاریخ سلاطین کے کام کی ہے۔ سب مردوں کو ان علوم کا پڑھانا فضول ہے۔[1]

ایک جنٹ صاحب اپنے تجربہ کی بناء پر کہتے تھے کہ تاریخ اور جغرافیہ سے عورتوں کو کچھ نفع نہیں۔ آج کل کے نوجوانوں پر علماء کا قول حجت نہیں مگر ایسے لوگوں کا قول تو ضرور حجت ہے جو ان کے ہم خیال تھے اور تجربہ کے بعد دوسری رائے قائم کرنے پر مجبور ہوئے۔[2]

---

[1] التبلیغ ص ۱۶۹ ج ۱۴، ص ۶۳ ج ۷ [2] التبلیغ ص ۶۷ ج ۷

عورتوں کے لئے جغرافیہ اور دنیاوی غیرضروری امور سے بے خبری ہونا ہی کمال ہے

قرآن شریف میں عورتوں کی ایک صفت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ وہ غافل ہوں۔ ان کے لئے تو دنیا سے بے خبری ہونا ہی کمال ہے چنانچہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ الخ

اس میں غافلات سے مراد غافلات عن الذمائم (یعنی برائیوں اور گناہوں سے غافل ہونا مراد) نہیں ہے غافلات عن الذمائم تو مردوں کے لئے بھی مدح ہے مگر اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی تعریف میں تو اس کو بیان فرمایا ہے مردوں کی مدح میں کہیں یہ لفظ نہیں آیا اس سے میں یہ سمجھا ہوں کہ عورتوں کے لئے بے خبری ہی مناسب ہے۔ کہ ان کو دنیا کی اور دنیا کی برائیوں کی خبر ہی نہ ہو۔ عورتوں کے لئے یہی بہتر ہے اور اسی میں سلامتی ہے اور جس دن عورتوں کو دنیا کی ہوا لگ گئی پھر ان کے دین کی سلامتی اور خیر نہیں، غافلات کا مطلب یہ ہے کہ وہ چالاک نہیں ہیں نشیب و فراز سے بے خبر ہیں تو عورتوں کا تو کمال یہی ہے کہ وہ اپنے گھر اور اپنے شوہر کے سوا تمام دنیا سے بے خبر ہوں اور یہ وصف عورتوں میں فطری ہوتا ہے مگر لوگ اس کو بگاڑ دیتے ہیں۔[1]

ناولیں اخبار اور اِدھر اُدھر کی کتابیں پڑھنا

بعض لوگ عورتوں کو ناول اور فحش قصوں کی کتابیں پڑھاتے ہیں یا پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں اس سے جس قدر فتنہ برپا ہوتا ہے حیاداروں پر مخفی نہیں۔[2]

---

[1] التبلیغ ص۸۲ ج۲۱ [2] التبلیغ ص۱۳۴ ج۱۴

عورتوں کو اگر تعلیم دیجائے تو سب سے پہلے ناولوں اور خراب قصوں کا داخلہ اپنے گھر میں بند کرو، اِن ناولوں کی بدولت شریف گھرانوں میں بڑے بڑے قصے ہو چکے ہیں۔[۱]

(آج کل عورتیں) کرتی یہ ہیں کہ اردو کی کتابیں خرید لیں، ناول خرید لئے معجزہ آل نبی خرید لیا (ایک رسالہ کا نام ہے) خدا جانے یہ کس نے گھڑا ہے۔ حضرت علیؓ کی اس میں اہانت ہے عورتیں شوق سے منگاتی ہیں سمجھتی ہیں کہ اس میں بڑا ثواب ہے بزرگوں کے قصے ہیں اور بہت سے اس قسم کے قصے ہیں، ساپن نامہ درخت کا معجزہ، ایک چہل رسالہ چھپا ہے اس میں بیہودہ قصے ہیں اور پھر تعریف یہ کہ بعض قصوں کی نسبت لکھ دیا ہے کہ جو ان قصوں کو پڑھے گا اسپر دوزخ حرام ہو جائے گی۔[۲]

بس عورتوں کو دین تو پڑھائیں مگر جغرافیہ و فلسفہ ہرگز نہ پڑھائیں باقی اخبار اور ناول پڑھانا تو عورتوں کے لئے زہر قاتل ہے، یہ نہایت سخت مضر ہے اس سے بعض دفعہ عورتوں کی آبرو برباد ہو جاتی ہے۔[۳]

اب تو غضب یہ ہے کہ عورتیں ناول پڑھتی ہیں جس سے اخلاق بہت ہی خراب ہو جاتے ہیں۔ ان ناولوں کی بدولت شرفاء کے گھروں میں بھی بڑے بڑے شرمناک واقعات ہو چکے ہیں۔ مگر اب بھی ان کی آنکھیں نہیں کھلتیں میں کہتا ہوں کہ ان ناولوں سے تو وہ پرانی کتابیں قصہ گل بکاولی و چہار درویش (وغیرہ کتابیں جن میں فرضی قصے کہانیاں ہیں وہ) غنیمت ہیں اگرچہ میں ان کے دیکھنے سے بھی سختی سے منع کرتا ہوں۔ مگر واللہ ان ناولوں سے وہ ہزار درجہ بہتر ہیں۔ ان کے برابر وہ اخلاق کو خراب نہیں کرتیں، قصے گو ان میں بھی خرافات ہیں مگر اختلاط کی

---

[۱] التبلیغ ص ۸۲ ج ۲۱ [۲] حقوق الزوجین ص ۲۱ [۳] حقوق الزوجین ص ۲۱

تدبیریں اور وصول الی المقصود (یعنی غلط کام تک پہنچنے) کے حیلے ان میں ایسے ہیں جو نہایت دشوار ہیں۔ مثلاً شاہزادہ کا گل بکاؤلی کے باغ میں پہنچنا کیسے ہوا کہ راستہ میں ایک دیو ملا اس کو اس نے ماموں بنایا۔ اس کو رحم آیا اور اس نے باغ میں پہنچادیا اسی طرح اور بھی تمام صورتیں ہیں جو انسان کے قبضہ کی نہیں خدا ہی چاہے تو ان طریقوں سے مقصود میسر آسکتا ہے اور ان کمبخت ناولوں میں تو ایسی سہل ترکیبیں لکھی ہیں جن سے ہر شخص کا نام لے سکتا ہے۔ مثلاً یہ کہ عاشق نے کسی جلاہن یا کسی نائن کو لالچ دیا کہ میں تجھ کو اتنے روپے دوں گا تو فلاں لڑکی سے مجھے ملادے اب یہ ترکیب ایسی آسان ہے کہ جس کے پاس روپیہ ہو وہ اس سے باسانی کام نکال سکتا ہے کیونکہ ایسی عورتیں بہت جلد لالچ میں آجاتی ہیں نہ ان میں دین ہے نہ حیا نہ کسی کی آبرو کا ان کو خیال۔ ان کے ذریعہ سے گھروں میں کچھ سے کچھ واقعات ہوجانا بڑی بات نہیں، اس لئے میں ان ناولوں کو گل بکاؤلی وغیرہ سے بھی بدتر جانتا ہوں۔

خدا کے واسطے اپنی عورتوں کو ان ناپاک کتابوں سے بچاؤ اور ناول کو ہرگز اپنے گھر میں نہ گھسنے دو۔ اگر کہیں نظر بھی پڑے تو فوراً جلادو۔ یہ نہایت سخت مضر ہے۔ اس سے بعض دفعہ عورتوں کی آبرو برباد ہوجاتی ہے۔[۱]

لڑکیوں کے لئے شعر شاعری اور نظمیں پڑھنا

بعض عورتیں نعت کی کتابیں منگاتی ہیں اور ان میں کہیں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی ہوتی ہے۔ کہیں حق تعالیٰ کی شان میں گستاخی ہوتی ہے ان کتابوں میں بہت سے اشعار خلاف شریعت ہوتے ہیں جن کا پڑھنا بھی جائز نہیں۔[۲]

---

[۱] الکمال فی الدین للنساء ملحقہ حقوق الزوجین ص ۱۰۱ و ۱۳۱ [۲] التبلیغ ص ۸۲ ج ۷

بعض جگہ ہم نے دیکھا ہے کہ لڑکیوں کو اشعار یاد کرائے جاتے ہیں وہ ان کو گاتی ہیں۔ اور لوگ سمجھتے ہیں کہ تصوف کے اشعار ہیں ان سے اخلاق کی درستی ہے۔ شعر اشعار کا پڑھنا عورتوں کے لئے ٹھیک نہیں بلکہ فتنہ ہے۔[۱]

اجنبی عورت یا امرد مشتہیٰ سے گانا سننا یہ بھی ایک قسم کی بدکاری ہے حتیٰ کہ اگر کسی لڑکے کی آواز سننے میں نفس کی شرارت ہو تو اس سے قرآن سننا بھی جائز نہیں۔[۱]

لڑکیوں و عورتوں کو لکھنا سکھانا

رہا لکھنا (سکھانا) تو یہ نہ واجب ہے نہ حرام ہے۔ اس کو لڑکیوں کی حالت دیکھ کر تجویز کیا جائے۔ جس لڑکی میں بے باکی نہ معلوم ہو، جھیپ اور حیا و شرم ہو اس کو لکھنا سکھا دو اس میں کچھ مضائقہ نہیں ضرویات زندگی کے لئے اس کی بھی حاجت پیش آتی ہے۔

اور جس میں بے باکی اور آزادی ہو اور خرابی کا اندیشہ ہو تو نہ سکھلاؤ (کیونکہ) مفاسد سے بچنا جلبِ مصالح غیر واجب سے (یعنی ایسے منافع سے جن کا حاصل کرنا واجب نہ ہو) اہم ہے۔ ایسی حالت میں لکھنا نہ سکھائیں اور نہ خود لکھنے دیں۔ اور یہی فیصلہ ہے عقلاء کے اختلاف کا کہ لکھنا عورت کے لئے کیسا ہے۔[۲]

ضروری احتیاط اور ہدایات

اور سکھلانے کے بعد بھی بڑی احتیاط کی ضرورت ہے مثلاً ایک احتیاط یہ کی جائے کہ لڑکیوں کو منع کیا جائے کہ کسی عورت کے خاوند کے نام اس عورت کی طرف سے

[۱،۱] عوات عبدیت ص ۱۴۹ ج ۱ [۲] دعوات عبدیت ص ۱۲۶ ج ۹ [۳] اصلاح انقلاب ص ۲۷۳ ج ۱

بھی خط نہ لکھیں۔ بعض لوگ طرز تحریر سے معلوم کر لیتے ہیں کہ لکھنے والی عورت ہے اور طرز تحریر ہی سے اس کی طبیعت کا اندازہ کر لیتے ہیں۔ پھر بعض دفعہ لکھنے والی کی طرف میلان ہو جاتا ہے جب سفر سے آتے ہیں تو خط لکھنے والے کے لئے بھی ہدایا اور تحائف لاتے ہیں۔ اور اس طرح میل جول پیدا کر کے فتنہ کھڑا کر دیتے ہیں نیز لڑکیوں کو یہ بھی تاکید کر دیں کہ جو خط لکھیں اسے اپنے گھر کے مردوں کو دکھلا کر دیا کریں تاکہ ان کے دل میں کسی طرح کا شبہ اور وہم نہ پیدا ہو، ایک بات یہ بھی ہے کہ لفافہ پر پتہ عورتیں اپنے قلم سے نہ لکھیں بلکہ مردوں سے لکھوایا کریں کیونکہ بعض دفعہ ٹکٹ میلا ہو جانے کی وجہ سے کبھی سرکاری مقدمہ قائم ہو جاتا ہے تو عورتوں پر دار و گیر نہ ہو ایک جگہ ایسا قصہ ہو چکا ہے۔[1]

عورتوں کو لکھنا سکھانے میں افراط وتفریط

آج کل بعض لوگ تو کتابت کو عورتوں کے لئے مطلقاً حرام سمجھتے ہیں۔ یہ بھی غلو ہے اور بعض نے اس کو اتنا جائز کر دیا کہ اخباروں میں عورتوں کے مضامین چھپتے ہیں جس میں صاحب مضمون کا پورا نام اور پتہ درج ہوتا ہے ہر طرف افراط اور غلو ہے۔ تنگی کریں گے تو حرام سے ادھر نہ رہیں گے اور وسعت دیں گے تو پردہ دری سے ادہر نہ رہیں گے۔[2]

ابوداؤد شریف میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو کتابت سیکھنے کی اجازت مروی ہے، لامحالہ تطبیق کے واسطے یہی کہا جائے گا کہ ممانعت خوف فتنہ کی صورت میں ہے، اور اجازت امن کی صورت میں۔[3]

---

[1] التبلیغ ۲۳۳ ج ۱۴ [2] ایضاً ۲۳۳ ج ۱۴ [3] امداد الفتاویٰ ص ۳۱۹ ج ۴، سوال ۳۹۷

لڑکیوں کو آزاد عورت سے تعلیم ہرگز نہ دلانا چاہئے

مستورات کو باہر پھرنے والی عورتوں سے بھی بہت بچانا چاہئے۔ خصوصاً شہروں میں جو یہ رواج ہے کہ لڑکیوں کو میمیں گھر پر آکر پڑھاتی ہیں اس کو سختی سے بند کردینا چاہئے، میں کانپور میں سنا کرتا تھا کہ آج کل فلاں عورت بھاگ گئی اور کل فلاں کی بیٹی بھاگ گئی۔ یہ صرف اسی کا نتیجہ تھا کہ عورتوں کو پڑھانے کے لئے میم گھر پر آتی تھی تو یہ ہرگز نہ چاہئے۔[۱]

آدمی اپنی لڑکیوں کو آزاد بیباک عورتوں سے تعلیم دلاتے ہیں اور یہ تجربہ ہے کہ ہم صحبت کے اخلاق وجذبات کا آدمی پر ضرور اثر ہوتا ہے خاص کر جب وہ شخص ہم صحبت ایسا ہو کہ متبوع اور معظم بھی ہو اور ظاہر ہے کہ استاد سے زیادہ ان خصوصیات کا کون جامع ہوگا تو اس صورت میں وہ آزادی اور بے باکی ان لڑکیوں میں بھی آئے گی۔

اور میری رائے میں سب سے بڑھ کر جو (وصف) عورت کا ہے وہ حیا اور انقباض طبعی ہے۔ یہی تمام خیر کی کنجی ہے جب یہ نہ رہا تو پھر اس سے نہ کوئی خیر متوقع ہے نہ کوئی شر مستبعد ہے۔ ہر چند کہ **اِذَافَاتَکَ الْحَیَاءُ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ** (یعنی جب تم میں حیا نہ رہے تو جو چاہو کرو) عام ہے لیکن میرے نزدیک مَاشِئْتَ کا عموم بہ نسبت مردوں کے عورت کیلئے زیادہ ہے اس لئے کہ مردوں میں پھر بھی عقل کسی قدر مانع ہے اور عورتوں میں اس کی بھی کمی ہے

اسی طرح اگر استانی ایسی نہ ہو لیکن ہم سبق اور مکتب کی لڑکیاں ایسی ہوں تب بھی اسی کے قریب مضرتیں واقع ہوں گی۔[۲]

---

[۱] حقوق الزوجین ص ۳۲ [۲] اصلاح انقلاب ص ۲۷۱

فصل (۴)

زنانہ اسکول اور مدارس سے متعلق حضرت تھانویؒ کی رائے

اس تقریر سے دو جزئیوں کا حکم معلوم ہوگیا جن کا اس وقت بے تکلف شیوع (رواج) ہے ایک لڑکیوں کا عام زنانہ اسکول بنانا اور عام مدارس کی طرح اس میں مختلف اقوام اور مختلف طبقات اور مختلف خیالات لڑکیوں کا روزانہ جمع ہونا۔ گو معلّمہ مسلمان ہی ہو اور یہ آنا ڈولیوں ہی میں ہو اور گو یہاں آکر بھی پردہ ہی کے مکان میں رہنا ہو لیکن تاہم واقعات نے دکھلا دیا ہے اور تجربہ کرادیا ہے کہ یہاں ایسے امکانات جمع ہوجاتے ہیں جن کا ان کے اخلاق پر برا اثر پڑتا ہے اور یہ صحبت اکثر عفت سوز ثابت ہوتی ہے اور اگر استانی بھی کوئی آزاد یا بیکار مل گئی تو کریلہ اور نیم چڑھا کی مثال صادق آجاتی ہے۔

اور دوسری جزئی یہ کہ اگر کہیں مشن کی میم سے بھی روزانہ یا ہفتہ وار نگرانی تعلیم یا صنعت سکھلانے کے بہانے سے اختلاط ہو تب تو نہ آبرو کی خیر ہے نہ ایمان کی۔[۱]

زنانہ اسکول میں تعلیم کا ضرر

آج کل زنانہ اسکول کے ذریعہ سے یا زنانہ مدارس کے ذریعہ سے تعلیم دینا تو سم قاتل ہے میں مدارس نسواں کو پسند نہیں کرتا خواہ کسی عالم ہی کے تحت میں

---

[۱] اصلاح انقلاب ص ۲۷۱

ہوں۔ تجربہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ ہرگز ہرگز ایسا نہ کرو۔ ورنہ اگر تم نے میرا کہنا نہ مانا تو بعد میں پچھتاؤ گے پس اسکولوں اور مدرسوں کو چھوڑ دو۔ عورتوں کو گھر ہی میں رکھ کر تعلیم دو۔ اگر عربی تعلیم دو تو سبحان اللہ ورنہ اردو ہی میں دینا چاہئے۔ میرا ایک وعظ حقوق البیت ہے اس کے اخیر میں اس پر مفصل کلام کیا گیا ہے جو قابل مطالعہ ہے۔[۱]

شرفاء نے کبھی اس کو پسند نہیں کیا کہ لڑکیوں کے لئے زنانہ مدرسہ ہو، قصبات میں عموماً لڑکیاں لکھی پڑھی ہوتی ہیں مگر سب اپنے اپنے گھروں پر تعلیم پاتی ہیں مدرسہ میں کسی نے بھی تعلیم نہیں پائی گھروں پر تعلیم پانے سے لڑکیوں کا کسی طرح کا نقصان نہیں ہوتا کیونکہ پڑھانے والی بھی نیک اور پردہ نشیں ہوتی ہے اور لڑکیاں بھی پردہ ہی میں رہ کر تعلیم پاتی ہیں باقی یہ جو آج کل زنانے اسکول ہوئے ہیں تجربے سے معلوم ہوا ہے کہ یہ بہت ہی مضر ہیں، رہا یہ کہ کیوں مضر ہیں؟ چنانچہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب اسکول میں پردہ کا پورا اہتمام کیا جاتا ہے اور پردہ کے ساتھ لڑکیوں کو بند گاڑی میں پہونچایا جاتا ہے تو پھر ان کے مضر ہونے کی کیا وجہ ہے۔ تو ہمیں اس کی علت کی خبر نہیں مگر تجربہ یہی ہے کہ اسکولوں کی تعلیم عورتوں کو بہت ہی مضر ہوتی ہے اس سے ان میں آزادی اور بے حیائی اور پردہ سے نفرت کا مضمون پیدا ہو جاتا ہے۔ اور (عورت کا سب سے بڑا وصف) حیا ہے اور یہی مفتاح ہے تمام خیر کی اگر یہ نہ رہا تو پھر اس سے نہ کوئی خیر متوقع اور نہ کوئی شر مستبعد اِذَافَاتَکَ الْحَیَاءُ فَافْعَلْ مَاشِئْتَ جب تم میں حیا نہ رہے سو جو چاہو کرو۔[۲]

---

[۱] اصلاح انقلاب ص ۱۷۱ [۲] حقوق البیت ص ۳۲

یہ میری رائے ہے فتویٰ نہیں ہے

یہ میری سمجھ میں کسی طرح نہیں آتا کہ زنانہ مکتب قائم کیا جائے جیسے مردانے مکتب باقاعدہ ہوتے ہیں اس باب میں واقعات اس کثرت سے ہیں کہ ان واقعات نے یقین دلا دیا ہے کہ ایسے مکتبوں کا حال اچھا نہیں ہوتا اور امتحان ہو جانے کے بعد ہمیں وجہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں لیکن یہ میری رائے ہے میں فتویٰ نہیں دیتا ہوں اگر تجربہ سے دوسری تجویز مفاسد سے خالی ہو تو اس پر عمل کیا جائے مگر عورتوں کو تعلیم ضرور دینا چاہئے لیکن مذہبی تعلیم نہ کہ جدید۔[1]

زنانہ اسکول میں مفسدہ کی وجہ اور اصل بنیاد

تعلیم نسواں کا مسئلہ بڑا مشکل ہے ہم تو دیکھتے ہیں کہ جہاں لڑکیوں کا مدرسہ ہوتا ہے وہاں مفاسد بھی ضرور پیدا ہوتے ہیں کہیں آنکھ لڑگئی، کہیں اور بے حیائی کی باتیں ہوتی ہیں ایسے واقعات بہت ہوتے ہیں اس کا اثر یہ ہوا کہ بڑے بوڑھوں کا طبقہ تو خود تعلیم نسواں کے مخالف ہو گیا حالانکہ یہ بھی غلطی ہے کیونکہ اس میں تعلیم کا قصور نہیں بلکہ منتظمین اور طرز تعلیم کا قصور ہے۔

زنانہ اسکول میں (مفسدہ کی بنیاد اور اصل) خرابی کی وجہ یہ ہے کہ مردوں کا اختلاط ہوتا ہے (داخلہ یا امتحان) کے وقت سکریٹری اور دوسرے ممتحنوں کے سامنے سیانی سیانی لڑکیا آتی ہیں اس سے ان کا دل کھل جاتا ہے، دیدہ پھٹ جاتا ہے تو یہ بڑی خرابی کی بات ہے، سکریٹری کو چاہئے کہ اس سے احتراز رکھے۔

لیکن افسوس یہ ہے کہ اکثر ایسے مدارس ان ہی لوگوں کے زیر اہتمام ہیں

---

[1] العاقلات الغافلات ص ۳۲۴

جو علم دین سے بالکل بے بہرہ ہیں اور اسی وجہ سے ان کا طرز تعلیم بھی اچھا نہیں اور نصاب بھی ناقص ہے، سکریٹری اگر دین دار کامل ہو (متقی پرہیزگار ہو) تو معلّمہ (بھی) اس سے مرعوب ہوگی پھر کسی خرابی کا اندیشہ نہیں ہے[1]

زنانہ اسکول قائم کرنے کے شرائط اور بہتر شکل

حضرت تھانویؒ کے قائم کردہ زنانہ اسکول کی صورت

میں نے بھی تھانہ بھون میں لڑکیوں کا ایک مدرسہ قائم کیا ہے لڑکیاں ایک معلّمہ کے گھر میں جمع ہو جاتی ہیں (وہی گھر گویا لڑکیوں کا مدرسہ ہے) اور میں ان کی خدمت کر دیتا ہوں۔ لیکن میں نے یہاں تک احتیاط کر رکھی ہے کہ میں خود کسی کو لڑکی بھیجنے کی ترغیب نہیں دیتا یہ انہیں معلّمہ سے کہہ دیا ہے کہ یہ سب تمہارا کام ہے تم جتنی لڑکیوں کو بلاؤ گی تنخواہ زیادہ ملے گی اس مدرسہ میں ماہواری امتحان بھی ہوتا ہے سو لڑکیاں کبھی تو امتحان دینے کے لئے گھر پر چلی آتی ہیں اور میری اہل خانہ (بیوی) یا میرے خاندان کی کوئی بی بی ان کا امتحان لے لیتی ہے۔ (امتحان میں نہیں لیتا) اور کبھی لڑکیوں کو نہیں بلایا جاتا بلکہ ممتحنہ (امتحان لینے والی) وہیں چلی جاتی ہیں اور امتحان لے لیتی ہیں صرف امتحان کا نتیجہ میرے سامنے پیش ہو جاتا ہے اور باقی ان پر میرا نہ کوئی اثر اور نہ دخل، نمبر ممتحنہ دیتی ہیں ان نمبروں پر انعام میں تجویز کرتا ہوں۔

(الحمدللہ اس طرز پر مدرسہ برابر چلا جا رہا ہے اور ایک بات بھی کبھی خرابی کی نہیں ہوئی (الغرض) لڑکیوں کی تعلیم کا انتظام یا تو اس طور پر ہو کہ لڑکیاں جمع نہ ہوں اپنے اپنے گھروں پر یا محلّہ کی بیبیوں سے تعلیم پائیں لیکن آج کل یہ عادۃً

[1] اصلاح الیتامیٰ ص ۴۰۴ حقوق و فرائض

بہت مشکل ہے، یا اگر ایک جگہ جمع ہوں تو پھر یہ انتظام ہو کہ مردان سے سابقہ نہ رکھیں اور اپنی مستورات سے نگرانی کرائیں ان سے خود بات چیت تک بھی نہ کریں۔

دوسرے اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ سکریٹری بضرورت متقی بن جائے، چاہے وہ آزاد خیال ہو مگر اسے مولوی کی شکل بنانا چاہئے تاکہ معلّمہ پر اس کے اس صوری تقویٰ کا اثر پڑے۔

میری دانست میں تعلیم نسواں کے یہ اصول ہیں آگے اور لوگ اپنے تجربوں سے کام لیں کچھ میرے خیالات کی تقلید ضروری نہیں۔[1]

لڑکیوں اور عورتوں کی تعلیم کے طریقے

(۱) اسلم (یعنی محفوظ اور مناسب) طریقہ لڑکیوں (کی تعلیم) کے لئے یہی ہے جو زمانہ دراز سے چلا آتا ہے کہ دو چار لڑکیاں اپنے اپنے تعلقات کے مواقع میں آئیں اور پڑھیں۔ اور حتی الامکان اگر ایسی استانی مل جائے جو تنخواہ نہ لے تو یہ تعلیم زیادہ بابرکت ثابت ہوتی ہے اور بدرجہ مجبوری اس کا بھی یعنی تنخواہ دے کر تعلیم کرانے کا مضائقہ نہیں۔ اور جہاں کوئی ایسی استانی نہ ملے اپنے گھر کے مرد پڑھا دیا کریں۔[2]

(۲) رہی لڑکیوں کی تعلیم سو اگر گھر کے مرد ذی علم ہوں تو وہ پڑھا دیں ورنہ اگر مستورات پڑھی ہوئی ہوں تو وہ خود پڑھا دیں۔ ورنہ دوسری نیک بیبیوں سے پڑھوائیں۔[3]

---

[1] اصلاح الیتامیٰ و فرائض ص ۴۰۱ و ۴۰۴ [2] اصلاح انقلاب ص ۲۷۲ [3] حقوق الزوجین ص ۳۲۵

شادی شدہ عورتوں کی تعلیم کا طریقہ

سب سے بہتر اور آسان طریقہ تو یہ ہے کہ مرد خود تعلیم حاصل کریں پھر عورتوں کو پڑھائیں۔ اور اگر تم خود پڑھے ہوئے نہ ہو تو علماء سے مسائل پوچھ کر گھر والوں کو زبانی ہی تعلیم دو۔ اللہ تعالیٰ نے دین کتنا سستا اور آسان کر دیا ہے محض سننے سنانے سے بھی دین حاصل ہو سکتا ہے۔

(کم از کم) اتنا ہی کر لو کہ اردو میں احکام شرعیہ کے جو رسائل لکھے گئے ہیں ایک وقت مقرر کر کے اپنی مستورات کو وہ رسائل پابندی سے سنا دیا کرو۔ مگر ان رسائل کی تعیین محقق عالم سے کراؤ۔ اور یہ بھی نہ ہو سکے تو علماء سے زبانی مسائل پوچھ کر عورتوں کو بتلایا کریں۔[1]

(حاصل یہ کہ) عورتوں کو ان کے مرد پڑھا دیا کریں اور جب ایک عورت تعلیم یافتہ ہو جائے تو پھر وہ بہت سی عورتوں کو تعلیم یافتہ بنا سکتی ہے۔[2]

ان پڑھ جاہل عورتوں کی تعلیم کا طریقہ

آسان ترکیب یہ ہے کہ اگر عورتیں لکھ پڑھ نہ سکیں تو ان کو روزانہ دو چار مسئلے ان کی ضرورت کے بتلا دیا کریں اور عقائد کی اور مواعظ ونصائح کی اور حکایات صلحاء کی کوئی کتاب ان کو سنا دیا کریں انشاء اللہ تعالیٰ چند روز میں بغیر لکھے پڑھے ہی وہ تعلیم یافتہ ہو جائیں گی۔[3]

---

[1] التبلیغ ص ۲۲۷ ج ۱۴ و ۲۳۰ [2] ایضاً ۱۶۶ ج ۲۱ [3] التبلیغ تو اصی بالحق ص ۳۲ ج ۱۶

اگر گھر والے سننے کو تیار نہ ہوں

کتب دینیہ اپنے گھر والوں کو سناؤ، نہ ہو تو پندرہ بیس منٹ ہی سہی مگر سناتے وقت یہ بھی نہ دیکھو کہ کون سنتا ہے کون نہیں، کس بشنود یا نشنود پر عمل ہو یعنی کوئی سنے یا نہ سنے مگر تم اپنا کام کئے جاؤ، گھر میں پڑھنا شروع کردو اور روز سنایا کرو، اٹھ کر نہ آؤ خواہ بگڑ بگڑ پڑیں۔ بہت شخصوں نے بیان کیا کہ کتابیں سناتے سناتے اصلاح ہوگئی۔ کیا اللہ و رسول کا نام کھٹائی سے بھی کم ہے؟ کھٹائی کا تو منہ میں اثر ہو کہ منہ میں پانی بھر آئے اور اللہ کے رسول کے نام کا اثر نہ ہو؟[۱]

لڑکیوں کو مرد کے تعلیم دینے کی صورت میں ضروری ہدایت

اگر گھر کا مرد تعلیم دے تو جو مسائل شرمناک ہوں انکو چھوڑ دے یا اپنی بی بی کے ذریعہ سے سمجھوا دے۔ اور اگر یہ انتظام بھی نہ ہو سکے تو ان پر نشان لگا دے تا کہ یہ مقامات ان کو محفوظ رہیں پھر وہ سیانی ہو کر خود سمجھ لیں گی یا اگر عالم شوہر میسر ہو اس سے پوچھ لیں گی۔ یا شوہر کے ذریعہ کسی عالم سے تحقیق کرالیں گی۔[۲]

---

[۱] حقوق الزوجین ص ۳۳۱ [۲] اصلاح انقلاب ص ۲۷۲

لڑکیوں اور عورتوں کو بہشتی زیور تعلیم کے طریقے اور ضروری ہدایت

(۱) تعلیم با قاعدہ ہونی چاہئے اس کا طریقہ یہ ہے کہ عورتوں کو وہ کتابیں پڑھایئے جن میں ان کی دینی ضروریات لکھی گئی ہیں ان کو سبقاً سبقاً پڑھایئے ان کے ہاتھ میں کتاب دے کر بے فکر نہ ہو جایئے۔

(۲) عورتیں اکثر کم فہم اور کج فہم ہوتی ہیں یا تو کتاب کے مطلب کو سمجھیں گی نہیں یا کچھ کا کچھ سمجھ لیں گی۔ اس لئے اس کا سہل طریقہ یہ ہے کہ ایک وقت مقرر کر کے گھر کا کوئی مرد بیبیوں کو اکٹھا کر کے وہ کتابیں پڑھایا کرے۔ یا اگر وہ پڑھ نہ سکتی ہوں تو ان کو سنایا کرے۔ مگر تعلیم کی غرض وغایت پر نظر رہے۔ صرف ورق گردانی نہ ہو۔

(۳) جو جو مسئلے ان کو پڑھائے جائیں یا سنائے جائیں ان پر عمل کی نگرانی بھی کی جائے۔

(۴) یہ بھی قاعدہ ہے کہ مسئلہ پڑھنے سے یاد نہیں رہتا بلکہ اس کا کار بند (عمل پیرا) ہو جانے سے خوب ذہن نشین ہو جاتا ہے۔

اور اگر کوئی بی بی میسر ہو تو وہی کتاب لے کر دوسری بیبیوں کو پڑھائیں یا سکھائیں۔ بہر حال کوئی صورت ہو مگر اس سے غفلت نہ ہونی چاہئے پانچ دس منٹ روزانہ وقت دینے سے کار برآری ہو سکتی ہے۔ (یعنی مقصد پورا ہو سکتا ہے)[1]

(۵) تعلیم کے ساتھ ایک کام اور بھی کرنا چاہئے وہ یہ کہ لڑکیاں کسی

---

[1] دعوات عبدیت منازعۃ الھوی ص ۸۸ ج ۱۷

تعلیم کے خلاف عمل کریں تو ان کو روکو بلکہ ان کے خلاف عمل کرنے پر یوں کرو کہ جب کبھی غیبت کریں تو کتاب منگا کر اور وہ مضمون دکھلا کر تنبیہہ کرو۔ اگر اس طرح سے عمل رہا تو انشاء اللہ ایسا پاکیزہ نشو ونما ہوگا جس کا کچھ کہنا ہی نہیں۔[۱]

(۶) ایک بات کی اور ضرورت ہے کہ جو نصاب تجویز کیا جائے اس نصاب کو ایک دفعہ ختم کر کے اس کو کافی نہ سمجھیں اس کو روزمرہ کا وظیفہ سمجھئے اور کچھ نہیں چار ہی ورق سہی دو ہی سہی جیسے قرآن شریف کی تلاوت کیا کرتے ہیں اسی طرح دو ورق اس کے بھی پڑھ لئے یا سن لئے۔ اگر تمام عمر اس میں لگا رہنا پڑے تب بھی ہمت کرنا چاہئے۔[۲]

عورتیں بھی مصنف بن سکتی ہیں

ایک لڑکی کی تصنیف کردہ کتاب میرے پاس آئی جس کو میں نے پڑھا تو وہ بہت نافع معلوم ہوئی۔ اس میں کوئی نقصان کی بات نہ تھی۔ مگر اخیر میں مصنفہ کا پورا نام اور پتہ لکھا ہوا تھا فلانی فلاں محلّہ کی رہنے والی۔ میں حیران ہوا کہ اگر تصدیق کرتا ہوں تو پورا پتہ لکھنے کے لئے بھی سند ہو جائے گی کیونکہ نام اور پتہ وغیرہ سب لکھا ہوا ہے اور تصدیق نہیں کرتا تو سوال ہو سکتا ہے کہ اس میں کون سی بات مضرت کی تھی جس کی وجہ سے تصدیق نہ کی اسی تردد میں تھا، ایک ترکیب سمجھ میں آگئی وہ یہ کہ میں نے مصنفہ کا نام کاٹ دیا اور اس کے بجائے لکھ دیا ’’رقمہ اللہ کی ایک بندی‘‘ (یعنی ایک اللہ کی بندی کی تصنیف) اور تفریظ میں لکھ دیا یہ کتاب نہایت عمدہ ہے اور سب سے زیادہ خوبی اس میں یہ ہے کہ یہ ایسی بی بی کی تصنیف کردہ ہے جو بڑی حیادار ہے کہ انہوں نے اپنا نام بھی اس پر نہیں لکھا یہ ترکیب

---

[۱] حقوق الزوجین ص ۳۲۵ [۲] التبلیغ ص ۷۱ ج ۷

نہایت اچھی رہی اس واسطے کہ اگر وہ میری تصدیق اپنی کتاب پر چھاپیں گی تو اپنا نام نہیں لکھ سکتیں اور اگر اپنا نام لکھیں گی تو میری تصدیق نہیں چھاپ سکتیں چلو میرا پیچھا چھوٹا۔[1]

عورتوں کو اپنا نام و پتہ کسی مضمون یا رسالہ میں نہیں ظاہر کرنا چاہئے

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ عورتوں کو اپنی تصنیف پر نام لکھنے سے کیا مقصود ہوتا ہے اگر ایک مفید مضمون دوسری عورتوں کے کان تک پہونچانا ہے تو اس کے لئے نام کی کیا ضرورت ہے مضمون تو بغیر نام کے بھی پہونچ سکتا ہے پھر نام کیوں لکھا جاتا ہے۔

ایک آفت نازل ہوئی ہے کہ تعلیم یافتہ عورتیں اخباروں میں مضامین دیتی ہیں اور ان میں اپنا نام اور گلی اور مکان کا نمبر بھی ہوتا ہے یہ شاید اس واسطے کہ لوگوں کو ان سے خط و کتابت میں میل ملاقات میں دقت نہ ہو، نہ معلوم ان کی غیرت کہاں اڑگئی اور خدا جانے ان کے مردوں کی غیرت کہاں گئی انہوں نے اس کو کیوں کر گوارہ کر لیا یوں کہئے کہ طبیعتیں ہی مسخ ہوگئیں۔

عورت کے لئے تو کسی طرح بھی نام (و پتہ) لکھنا مناسب نہیں عورت کو تو کوئی تعلق سوائے خاوند کے کسی سے بھی نہ رکھنا چاہئے۔[2]

---

[1] التبلیغ ص ۷۱ ج ۷ [2] التبلیغ ص ۷۰ و ۷۲ ج ۷